

Episode 1 to 19

تو ہی دل کی بے قراری

دیا زہرہ

Episode 1

"اپنے بھائی کے قتل کے عوض مجھے دعا سلطان چاہیے"۔۔۔۔

وہ سرد سپاٹ چہرہ لیے بولا اُس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں اور چہرہ حد سے زیادہ سرد مہری لیے ہوئے تھا گاؤں کے لوگ اُس کی آواز میں سرد پن محسوس کرتے سہم گئے جبکہ وہ کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بڑے کروفر سے بیٹھا تھا جیسے سامنے بیٹھے سرداروں کی ذرا برابر بھی عزت نہیں تھی لیکن وہاں اُسے کوئی کچھ نہیں بول سکتا تھا وہ خود بھی تو ایک سردار تھا اپنے گاؤں کا جسے باقی سرداروں کے فیصلے سے کوئی غرض نہیں تھی پنچائیت کے مجمع سے ذرا فاصلے پر کھڑی اُس نازک اندام لڑکی کو لگا دنیا جیسے اُس کے لفظوں کو سماعتوں میں انڈیلنے ہی ختم ہو گئی ہے۔۔۔۔

"سردار یزدان علی شاہ آپ کے بھائی کو میں نے قتل کیا ہے تو نتیجتاً آپ کو مجھ سے شادی کرنی چاہیے"۔۔۔۔ وہ سانس روکے بولی وہ محبت سے گندھی ہوئی لڑکی تھی جو آج بھری محفل میں اُس کے روبرو کھڑی تھی اُس کی آواز میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی یزدان علی شاہ نے آتش فشاں بنی نظروں کو اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا۔۔۔۔ وہ لڑکی اذیت کی انتہا پر جاتے وہ الفاظ بول رہی تھی صرف اُسے حاصل کرنے کے لیے۔۔۔۔!! اُسے وہاں دیکھ کر کئی یادیں اُس کے ذہن میں گھوم گئیں اور پھر ایک وحشت ناک یاد نے "یزدان علی شاہ" کو اُس کی طرف نفرت سے دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔ "تم سے کسی نے نہیں پوچھا لڑکی۔۔۔!! مجھے دعا سلطان ہی چاہیے"۔۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ بولا تو میراب سلطان کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا یزدان علی شاہ کا۔۔! اُس شخص کا لہجہ اجنبی تھا۔۔! ہاں تبھی تو میراب سلطان کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا تھا۔

کیا وہ وہی یزدان علی شاہ تھا جو اُس کی آنکھوں میں چمکتی نمی سے بھی خائف ہو جاتا تھا اُسے ٹوٹ کر چاہنے والا اُس کے بغیر مر جانے کے دعوے کرنے والا۔۔؟؟
نہیں۔۔!!

میراب نے دھند کے پار دیکھنا چاہا میراب سلطان نے یزدان علی شاہ کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا وہ دیکھنا چاہتی تھی جو نفرت اُس کے لہجے میں شمار تھی کیا اُس کی آنکھیں بھی اُس نفرت کی زد میں تھیں۔۔؟؟
وہ دیکھنا چاہتی تھی دھند کے پار اُس کی آنکھوں میں۔۔۔!! ہاں لیکن چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟؟
"مت بھولیں آپ منکوحہ ہوں میں آپ کی اور آپ کو دوسری شادی کی اجازت نہیں دیتی میں"
وہ ہمت کرتی پھر سے بولی میراب کو اپنا سانس اٹکتا محسوس ہو رہا تھا جبکہ اُس کی بات پر مجمع میں سکوت چھا گیا اور سرداروں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں۔۔۔۔
"منہ بند رکھو اپنا"۔۔۔۔

وہ سخت دہشت سے دھاڑا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر سیدھا آندھی طوفان بنا اُس کی طرف بڑھا میراب اُس کے اس قدر شدید غصے سے پیچھے کو قدم لینے لگی جب وہ اُس تک آتا اُس کا بازو دبوچے اُسے اپنے ساتھ لیے چلنے لگا وہیں قریب ایک گھر میں داخل ہوتے وہ گھر کے لوگوں کو نظر انداز کیے ایک قدرے خالی کونے میں اُسے لاتے بیٹھ چکا تھا میراب نے ہلکی نم گلابی ہوتی آنکھوں سے اُسے طنزیہ انداز میں دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔
"کیوں یزدان علی شاہ ایک معصوم لڑکی کی آڑ میں چھپنا چاہتے ہو تم"۔۔۔۔

میراب سلطان نے طنز بھری کاٹ دار نظر اُس کے حد درجہ سرخ ہوتے چہرے پر ڈالی اُس کی بات پر مقابل کے تن بدن میں آگ سی بھڑکی تھی۔۔۔۔

"ہاں من پسند شخص کے طنز آگ لگا دینے کا فن رکھتے ہیں"

"چھوڑو گا نہیں میں تم میں سے کسی کو بھی جتنا اور جس حد تک میں تڑپا ہوں اُس سے بھی زیادہ تڑپاؤں گا تم سب کو"۔۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اُس کا چہرہ دبوچے فولادی انگلیاں سختی سے چہرے میں پیوست کرتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کرتے سفاکیت سے بولا کہ میرا اب سلطان کی ریڈھ کی ہڈی سنسنا اٹھی تھی۔۔۔۔

"باقیوں کی ب۔ بات کیوں کر رہ۔ رہے ہو یزدان علی شاہ اتنی مردانگی ہے تم میں تو م۔ مجھے تڑپا کر دیکھاؤ۔۔" وہ اٹکتے لہجے میں بولی وجہ وہ سخت گرفت تھی جو چہرے پر بڑھتی جا رہی تھی یزدان کی آنکھیں خالی ہو گئیں اور سامنے کھڑی لڑکی کی آنکھ سے آنسو گرا یوں یزدان علی شاہ کو لگا جیسے وہ آنسو اُس کے دل پر گرا ہو وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔۔۔۔

"ذرا میں بھی تو دیکھوں کس قدر حوصلہ ہے تم میں اپنی ہی محبت کو تڑپانے کا۔۔۔۔" وہ آنکھیں جھپک رہی تھی بار بار اور وہ اُن پلکوں کی لرزش میں کھور ہا تھا یکدم اُس نے سر جھٹک دیا اور اُس کے چہرے پر خطرناک تاثرات چھا گئے اُس نے میرا اب سلطان کا چہرہ جھٹکایوں جیسے وہ کوئی اچھوت ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ "ڈر گے ہو یزدان علی شاہ۔۔؟؟ ہو نہ یاد رکھنا تم۔۔۔!! اگر میں تڑپی تو سکون تمہیں بھی نہیں آئے گا تمہارے سینے میں میری محبت سے بھرا دل ہے"

وہ اٹل لہجے میں بولی یوں جیسے وہ سچ بول رہی ہو اور ایسا ہی تھا وہ شخص محبت کا دم بھرتا تھا اُس کے ساتھ اور اُسے تڑپانا اتنا آسان تھا کیا۔۔۔؟؟ نہیں۔۔۔! ہر گز نہیں۔ "جن سے محبت ہو اُن کی تکلیف بھی تکلیف دیتی ہے"

یزدان علی شاہ نے سامنے کھڑی لڑکی کو قہر آلود نظروں سے دیکھا جو ہلکی نم گلابی ہوتی آنکھیں لیے اُسے دیکھ رہی تھی اُس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی جو یزدان علی شاہ کو مات دینے کو بے قرار تھی۔۔۔۔ "محبت۔۔۔!! وہ تو کب کی میرے دل سے در بدر ہوئی بھٹک رہی ہے میرا اب سلطان اب بس اس دل میں تمہارے لیے ایک ہی جذبہ ہے وہ بھی خالص۔۔!! نفرت کا جذبہ۔۔!!"

"میرا اب سلطان سن لو تم یزدان علی شاہ خالص نفرت کرے گا تم سے ایسی نفرت کہ تم اپنی قسمت پر ماتم کرو گی۔۔۔۔۔۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ وحشت سے لبریز الفاظ تھے جو وہ بول گیا تھا میراب سلطان کو لگا وہ الفاظ چابک کی طرح اُس کے جسم پر برسے ہیں اور اب اُس کی روح ہی کھینچ لیں گے وہ لرز گئی تھی دل لرز گیا دور ایک مدھم سی آواز میں محبت سے لبریز جذبوں سے پُر ایک جملہ پس منظر میں اُس کے کانوں میں بازگشت کرنے لگا۔

"میراب سلطان یزدان علی شاہ کو محبت ہے تم سے اور اس محبت کو یزدان علی شاہ ہمیشہ سر آنکھوں پر رکھے گا۔" میراب سلطان کی آنکھیں پانیوں سے تر ہو گئیں گہری ساحرانہ آنکھیں جس پر یزدان علی شاہ طنزیہ ہنسا اور وہ پہلی بار تھا جب میراب سلطان نے اُس کا ایسا لہجہ ایسی زہر خند مسکراہٹ اپنے لیے دیکھی تھی۔۔۔

"ہاں کئی چیزیں زندگی میں پہلی دفعہ ہوتی ہیں یزدان علی شاہ کا میراب سلطان کے لیے یہ زہر خند لہجہ بھی انہی "فرسٹ ٹائم ہیپینڈ تھنگ" میں شمار ہوتا تھا۔۔۔

وہ چلا گیا تھا اور میراب سلطان اکیلی رہ گئی تھی اُس کے رخسار پر آنسو کی ایک ہلکی سی دھار پھسلی اُس کا تنفس پھول گیا تھا۔!! اُس نے دوپیل کو آنکھیں میچیں۔۔۔! ہاں بس دوپیل کو۔۔! دوپیل کافی تھے۔۔۔!

اُس نے اپنے رخسار پر پھسلی آنسو کی دھار کو صاف کرتے قدم باہر کی جانب بڑھا دیے۔۔۔

اُس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی تھی یوں محسوس ہوا جیسے سب کچھ پرفیکٹ ہے۔۔۔! ہاں ظاہری طور پر سب کچھ پرفیکٹ تھا۔۔۔

"ہاں بعض اوقات انسان چاہتا ہے وہ ظاہری لحاظ سے پرفیکٹ ظاہر ہوتا کہ اُس کے اندر کا خزاں موسم کسی پر ظاہر نہ ہو۔۔۔! ہاں ظاہری طور پر پرفیکٹ ہونا یہ ثابت نہیں کرتا کہ وہ انسان باطنی طور پر بھی پرفیکٹ ہے"



"سردار یزدان علی شاہ۔۔! یہ سب کیا ہے آپ کیا چاہتے ہیں؟؟"

وہ واپس آتے درشت تاثرات لیے کرسی پر براجمان تھا جب پنچایت میں بیٹھتے ایک سردار نے اُس کی جانب دیکھتے استفسار کیا۔۔۔!

اُس نے نظر اٹھا کر دیکھا وہ بھی آچکی تھی وہ وہی کھڑی تھی اپنی جگہ پر۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یزدان علی شاہ اُس کی موجودگی پر چونکا نہیں تھا وہ چونکا تھا تو بس اُس کے سپاٹ چہرے پر۔۔۔! ہاں اب میراب سلطان پرفیکٹ نظر آرہی تھی اُس کے چہرے پر دکھ نہیں تھا۔۔۔! وہ درد نہیں تھا جو یزدان علی شاہ یقیناً اُسے دینا چاہتا تھا۔۔۔

"میں کچھ کہنا چاہتی ہوں"

لوگوں کے پار سے ایک نسوانی مگر رعب دار آواز گونجی کئی گردنیں اُس کی جانب گھومیں۔۔۔! کئی نظریں اُس کی جانب اٹھیں۔۔۔! اُن نظروں میں اُس کی نفرت کو قائم رکھتی نظریں بھی تھیں۔۔۔

"سردار یزدان علی شاہ کے بھائی کا مران شاہ کو میں نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا ہے۔۔۔!!"

وہ کچھ پل ٹھہری حلق میں ابھرتے گرہوں کو حلق کے نیچے اتارا۔

"میں میراب سلطان سب کے سامنے اپنے جرم کا اعتراف کرتی ہوں اور اس معاملے میں۔۔۔! میں کوئی صفائی پیش کرنا نہیں چاہتی۔۔۔! میں سزا کے لیے تیار ہوں"

وہ ٹھہر ٹھہر کر بولی اُس نے ضبط کو چھوتی ہلکی گلابی ہوتی آنکھیں باقی سرداروں سے پھیر کر سردار یزدان علی شاہ پر ڈالیں۔۔۔

وہ مٹھیاں بھینچے اُسے ہی تک رہا تھا بھوری آنکھوں کا ارتکاز کالی آنکھوں سے ہوا اور کچھ پل وہیں ٹھہر گیا۔۔۔ جیسے سب کچھ ٹھہر گیا ہو جیسے وہ بھوراکالا ارتکاز وقت میں بہت پیچھے چلا گیا ہو۔

"یہاں کسی کی مرضی کے مطابق فیصلہ نہیں ہو رہا۔۔۔! مجھے دعا سلطان ہی چاہیے آپ کی کزن محترم ہی۔"

وہ بضد ہو گیا تھا۔۔۔! اور یزدان علی شاہ کی ضد مشہور زمانہ تھی۔۔۔! ہاں وہ یزدان علی شاہ تھا وہ کوئی اور جذبہ اپنے اندر رکھے نارکھے لیکن "ضد" کو وہ ہمیشہ مقدم رکھتا تھا۔۔۔

"وہ تو آپ کو نہیں مل سکتی سرکار سائیں جی۔۔۔! اور اگر آپ اپنی منکوہ کو آزمانا چاہتے ہیں تو شوق سے۔"

لہجہ نڈر تھا وہ بس اُسے دیکھتا رہ گیا۔۔۔! پہلی ملاقات کی میراب سلطان اس میراب سلطان سے کوسوں دور تھی۔۔۔! خاصی مختلف۔۔۔

"خبردار لڑکی۔۔۔! تم ایک سردار کو لٹکا رہی ہو"

وہ جبرے بھینچے بھوری آنکھیں میچ کر کھولتے تخیل کے آخری مراحل میں تھا۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"منصف اگر نا انصافی کرے تو آپ کا پہلا حق یہی ہے کہ آپ اُس کی مخالفت کریں اور میں مخالفت کرتی ہوں۔!"

منصف "

اُس نے ہلکی سی مٹھیاں بھینچ لیں تھیں وہ میراب سلطان تھی اور اُس نے کبھی دب کر جینا نہیں سیکھا تھا۔۔۔! یہ اُس کی نسوانیت کے خلاف تھا۔۔۔۔۔

"میں آپ کی منکوحہ ہوں۔۔! آپ شرافت اور تمیز سے میرے گھر برات لے کر آئیں باقاعدہ مجھے رخصت کروا کر لے کر جائیں ورنہ آپ کا ہر فیصلہ میں رد کرتی ہوں"

مجمع اُس کی بات پر حیرت زدہ رہ گیا۔۔ وہاں سب جانتے تھے ونی کی لڑکی کیسے روانہ ہوتی ہے یا اُس کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔۔!

"آپ اپنی حد پار کر رہی ہیں"

وہ دانتوں پر دانت جماتے دے دے غصیلے لہجے میں غرایا۔۔

"احتیاط سے"

جواب انتہائی اطمینان سے آیا تھا وہ غصے سے آنکھیں میچتے واپس کھول گیا اُس کے ماتھے پر تین بل نمودار ہوئے۔۔

"آپ شام کو رخصتی کے لیے آسکتے ہیں"

وہ اُس کے ماتھے پر پڑتی سلوٹوں کو یکسر نظر انداز کرتے بولی تھی۔ ہاں وہ نظر انداز کر چکی تھی کہ وہ کس قدر ضدی تھا۔

وہ اُس شخص کو اتنی آسانی سے نہیں جانے دینا چاہتی تھی۔۔! اس لیے نہیں کہ وہ اُس کو پسند کرتی تھی۔۔۔! اس لیے کہ وہ غلط تھا اور غلط لوگوں کو بخشنا میراب سلطان نے ہر گز نہیں سیکھا تھا۔۔ وہ اُسے وہاں لا کر مارنا چاہتی تھی جہاں وہ شخص اُس سے تو کیا خود سے بھی نظریں چرانے سے کتراتیں۔۔!

"یہ یہاں کیا تماشہ ہو رہا ہے؟؟"

ایک سخت گیر آواز پر میراب سمیت باقی سب نے بھی دوسری جانب دیکھا جہاں کچھ دور کئی گاڑیاں اور جیپ آکر رکی تھیں اور اس میں سے اترتا ایک لمبا چوڑا مرد ادھر ہی آ رہا تھا اُس کے پیچھے دو آدمی بھی تھے جن کے ہاتھوں میں اسلحہ تھا باقی کچھ آدمی پیچھے گاڑیوں کے پاس ہی کھڑے تھے۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"بھائی"۔۔!

وہ آنکھوں کو بار بار جھپکتے مدھم آواز میں بولی وہ آنکھوں کی نمی کو اپنے بھائی ہر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔! کبھی نہیں۔۔

"میں نے بولا تھاناں میرا انتظار کرنا۔۔!"

آدم سلطان اُس کے نزدیک آتے ہلکی آواز میں گویا وہ سیدھا شہر سے یہیں آگیا تھا میرا ب نے ایک زخمی سی نظر یزدان علی شاہ پر ڈالی۔۔

"بھائی فیصلہ ہو چکا ہے"۔۔

وہ ضبط سے بولی۔۔! وہ اُس کی منکوحہ تھی وہ اُسے پسند کرتی تھی وہ چاہتی تھی وہ اُسے عزت سے اپنے ساتھ رخصت کر کے لے جائے۔۔۔! وہ اپنی محبت حاصل کرنا چاہتی تھی لیکن عزت نفس کو داؤ پر لگا کر نہیں سو اُس لڑکی نے ایک آخری وار کا فیصلہ کیا۔۔۔ ہاں ایک آخری وار جو ابھی وہ کرنے والی تھی۔۔

لیکن یزدان علی شاہ۔۔۔! وہ اندھا ہو گیا تھا۔۔! اور اس بار وہ محبت میں نہیں انتقام میں اندھا ہو گیا تھا۔۔! وہ یزدان علی شاہ جو ٹھہرا ضدی تو ہو گاناں۔۔

"یزدان عزتوں کو یوں پنچائیت میں نہیں اچھالتے بات گھر میں بھی ہو سکتی ہے"۔

آدم نے میرا ب کو یکسر نظر انداز کرتے یزدان علی شاہ کی جانب دیکھتے کہا اُس کے آبرو ہلکے سے تن گئے تھے۔
"اب کچھ ایسا باقی نہیں رہا کہ اُسے گھر میں بیٹھ کر حل کیا جائے"۔

وہ اب بھی بضد تھا اُس نے آدم کی طرف سے ہلکا سا رخ پھیر رکھا تھا آدم سلطان اُس کا اچھا دوست تھا۔۔!
"اور پھر دوستوں کے سامنے اکثر انسان ہار ہی جایا کرتا ہے"۔

"تو کیا فیصلہ ہے تمہارا؟" آدم سلطان نے آستین کو اوپر چڑھاتے پوچھا اُس کا خود کا لہجہ کرخت ہو گیا۔۔
"مجھے تمہاری کزن دعا سلطان چاہیے"۔

وہ گردن اکڑا کر بولتا کر سی پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گیا گویا اُسے کسی بات کسی رشتے کی پرواہ نہیں۔۔! ہاں اندھے لوگ نہیں دیکھ سکتے کہ سامنے موجود شخص رو رہا ہے یا ہنس رہا ہے جب تک کہ وہ اُس کی آواز ناسن لے وہ بھی اندھا ہو گیا تھا۔۔۔ ہوش گنوا بیٹھا تھا وہ۔۔! کہ وہ اپنی ہی عزت کو یوں بری محفل میں کھڑا کیے ہوئے تھا۔۔
مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

غصہ ایسا ہی ہوتا ہے "دھند" کی مترادف انسان کو کچھ نظر نہیں آتا جب تک کہ وہ سچ کے قریب نہ پہنچ جائے۔! اور اس وقت یزدان علی شاہ سچ سے بہت مسافت پر کھڑا تھا۔۔ ہاں وہ مسافت پر کھڑا تھا اور مغروریت سے بھی۔ "یہ کیسی بے تکی بات ہے سردار یزدان آپ کا نکاح میری بہن میراب سلطان سے ہو چکا ہے یہ سراسر غلط ہے۔۔! اگر آپ کوئی صفائی طلب نہیں کرنا چاہتے تو بہتر ہے جو مجرم ہے آپ اُس کو ہی سزا دیں۔" وہ سختی سے ایک ایک لفظ پر دباؤ دیتے اُسے بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔ یزدان علی شاہ نے پہلو بدلا۔ "مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔۔! ویسے بھی مرد پر چار شادیاں حلال ہوتی ہیں۔" وہ تیکھے لہجے میں بولا اُس کی بھنویں اوپر کو اٹھ گئیں اور لبوں پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ ابھری اُس نے پل بھر کو میراب سلطان کا ضبط سے ہلکا گلابی ہوتا چہرہ ملاحظہ کیا۔۔! وہ دوسروں کو آگ لگانا جانتا تھا وہ یزدان علی شاہ تھا آخر۔ "یزدان۔۔۔! اپنی حد میں رہو۔"

آدم تھتھے سے اکھڑا تھا پھولتی سانسوں کے درمیان وہ شدت سے دھاڑا تو یزدان علی شاہ سمیت باقی پنچائیت بھی کھڑی ہو گئی۔۔ "پانچ گولیاں میرے بھائی کے وجود میں اتارتے تمہارے خاندان والے حد میں رہے تھے۔" وہ بھی بغیر کوئی لحاظ کیے چلا اٹھا تھا اُس کی آنکھوں کے گوشے ہلکے سرخ ہو رہے تھے آدم نے سختی سے دانت کچکچائے۔

"کیوں مارا گیا تمہارا بھائی کیا جانا چاہتے ہو تم۔؟" آدم اُسے تند نظروں سے دیکھتے غصے پر قابو پاتے بولا۔۔۔۔۔ "ضرورت نہیں ہے اس کی آدم سلطان۔۔! کہانی گھڑنے میں وقت نہیں لگا کرتا۔" وہ گہری گہری سانس لیتے بولا اُس کی آنکھوں سے آگ کی لپٹیں سی اٹھ رہی تھیں جو سب کچھ جلا کر خاکستر کرنے کو بے تاب تھیں۔۔۔ "دعا سلطان تمہیں نہیں ملے گی۔"

مدھم مدھم مگر منظبوط جملہ میراب سلطان کی طرف سے آیا تھا یزدان علی شاہ نے گھور کر اُسے دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کسی کی اتنی اوقات نہیں ہے وہ میرے فیصلے کو رد کر سکے۔"

وہ چار قدم اٹھاتا عین اُس کے سامنے آکھڑا ہوا تھا وہ اُن دونوں بہن بھائیوں کے سامنے اکڑ سے کھڑا تھا۔۔۔
مغروریت اور طیش سے۔۔

"ابھی اور اسی وقت مجھے طلاق دو۔۔! اور دعا سلطان لے جاؤ یزدان علی شاہ۔"

اُس کا لہجہ اٹل تھا۔۔! بغیر کسی لڑکھڑاہٹ کے۔۔! وہ اپنی کالی آنکھیں اُس کی بھوری آنکھوں میں گاڑھے گہری گہری سانسیں بھرتی چلا کر بولی تھی۔۔

وہ خاموش ہو گیا تھا لیکن تنفس۔۔! تنفس تیزی سے چلنے لگا آنکھوں کے گوشوں کی سرخی مزید بڑھ گئی۔۔ اُس نے اپنے گرد لپیٹی شال کو مٹھیوں میں سختی سے بھینچا۔

"ابھی اور اسی وقت تمام مجمع کے سامنے طلاق دو مجھے۔۔! عزتوں کے والی وارث تو ویسے بھی تم نہیں رہے۔!
یزدان علی شاہ عزتوں کا پامال صرف نامرد کرتے ہیں"

وہ دانت پیستے بولی تھی انتہائی طیش سے اُس کا لہجہ نڈر اور استہزاء تھا یزدان علی شاہ ضبط سے جبرے بھینچ گیا۔۔۔۔
"میرا یہ تم ک۔"

"بس بھائی۔۔! اسے دعا سلطان چاہیے تو لے جائے یہ اسے لیکن یہ میری شرط ہے اسے پہلے مجھے چھوڑنا ہوگا
ابھی اور اسی وقت"

وہ آنکھوں میں مچلتی نمی کو پرے دھکیل کر بولی اُس کے حلق میں گٹی ابھر کر معدوم ہوئی آنسوؤں کو حلق میں اتارتے اتارتے اُس کے حلق میں درد اٹھنے لگا تھا۔۔ ہاں یہ آخری داؤ تھا۔۔! کچھ داؤ تیج افیت ناک ہوتے ہیں۔!
اور میرا ب سلطان اس وقت افیت میں تھی۔۔

"اپنی زبان کو لگام دو میرا ب سلطان"

یزدان علی شاہ اکھڑ لہجے میں بولا تھا وہ ایک قدم اُس کی جانب اعتماد سے بڑھی۔۔

"پنچائیت۔۔! کیا میری بات غلط ہے۔۔؟ جس نے جرم کیا سزا اسے ہی ملتی ہے یا تو یہ شرافت سے رخصتی لے کر جائے میری۔۔! یا پھر مجھے طلاق دے اور جس سے مرضی نکاح کرے۔۔! کیوں کہ میں انہیں دوسری شادی

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کی اجازت نہیں دیتی۔۔۔! جو شخص بانٹنا پڑے مجھے وہ نہیں چاہیے رتی برابر بھی نہیں چاہیے۔۔۔! ویسے بھی بہت سی خامیاں ہیں آپ میں"

وہ بولی تو خاصی بلند آواز میں لیکن نظریں یزدان علی شاہ کے دھواں دھواں ہوتے چہرے پر ہی ٹکائی ہوئی تھیں۔! اُس نے ایک بار بھی پلک جھپکنے کی غلطی نہیں کی تھی نہ ہی ادھر ادھر دیکھا۔۔۔

"سردار ہم سب کی یہی رائے ہے لڑکی ٹھیک کہہ رہی ہے سزا ملزم کو ملنی چاہیے نہ کہ دوسرے کو۔۔۔! ہاں البتہ رواج سے رخصتی کا سلسلہ آپ خود دیکھ لیں"

پنچائیت میں سے ایک بزرگ بولا۔۔۔! وہاں چہ میگوئیاں شروع ہوئی تھیں۔۔۔! اور یزدان علی شاہ تو اپنے "نا مرد" کہے جانے پر ہی تپ گیا تھا وہ تو وہی اٹک گیا تھا کہی اندر بہت اندر سے اُسے احساس ہوا کہ سامنے کھڑی لڑکی اُس کی عزت تھی اور اس نہج پر وہ درست تھی۔۔۔۔۔ یزدان علی شاہ مانتا تھا میرا اب سلطان درست تھی لیکن وہ کبھی اس کا اعتراف نہیں کرتا۔۔۔۔۔ نا کرے گا۔۔۔۔۔

"تم جانتی نہیں ہو کس بلا کو تم اپنے گلے ڈالو گی"۔۔۔!

وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتے غضب دار لہجے میں بولا تھا اُس کی آنکھیں سرد ہو گئیں۔۔۔! میرا اب سلطان نے اُس کی سرد آنکھوں میں دیکھا اور اطمینان سے قدم پیچھے کو لے لیا۔۔۔ وہ جیت گئی تھی۔۔۔

"آیت الکرسی آتی ہے مجھے سرکار سائیں جی"

وہ ہلکے طنز سے بولی اُس کی بات پر وہاں سب حیرت زدہ ہوئے سوائے آدم سلطان کے کہ وہ اپنی بہن سے اچھے سے واقف تھا۔۔۔

"وہ الٹے اور تیکھے جواب دینے کے لیے مشہور تھی"

"آج شام چار بجے میں رخصتی لینے آؤں گا۔۔۔! اور اُس کے بعد میرا اب سلطان کا ہر تعلق سلطان حویلی سے ختم ہو جائے گا"۔۔۔

اور یہ ہوئی تھی شہ اور مات۔! میرا اب سلطان دھیمسا مسکرائی یزدان علی شاہ نے اُسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پنچائیت برخواست ہو چکی تھی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا جبکہ پیچھے وہ اپنے بھائی کے ساتھ گاڑی کی سمت چلنے لگی۔۔

"میرا اب وہ بہت غصے میں ہے"

آدم نے آستینیں سیدھی کرتے مدھم لہجے میں کہا۔۔

"تو کیا بھائی۔۔؟ اُسے کسی اور کو دے دیتی۔۔؟ میں اُس سے محبت کرتی ہوں۔۔۔۔! بے شک اُس نے میری عزت نہیں رکھی لیکن میں اُسے ایک آخری دفعہ آزمانا چاہتی ہوں۔۔۔۔ ہاں بس آخری بار۔"

سر جھکائے اُس نے بہت نرمی سے اعتراف کیا تھا۔۔ ہاں اُسی محبت کا اعتراف جسے بھری محفل میں اُس نے داؤ پر لگا دیا تھا۔۔۔۔

"اور میرے خیال میں عورت جب تک محبت میں ہو وہ اپنے من پسند مرد کے لیے کئی جگہ جھک جاتی ہیں، کئی کڑوی باتیں برداشت کرتے ہوئے بھی مسکرا دیتی ہیں، اپنے من پسند مرد سے کئی اختلافات اور اُس کے کئی جگہوں پر غلط ہونے کے باوجود اپنی اُس سے محبت کے چلتے وہ اُسے کئی مواقع فراہم کر دیتی ہیں۔۔۔ ہاں بس وہ جب تک محبت میں ہو تب تک ہی۔۔۔۔"

"شاید وہ اب تمہیں ویسے نہیں چاہتا"

آدم نے جیب میں بیٹھتے اُسے بھی اشارہ کیا وہ گھوم کر دوسری جانب جاتی بیٹھ گئی اور سر پر دوپٹہ درست کیا وہ چیپ سٹارٹ کرتا کچی سڑک پر ڈال گیا پیچھے چند گاڑیاں بھی تقلید میں تھیں۔

"محبت میں ایسا اور ویسا نہیں ہوتا بھائی۔۔! جب محبت کی دکھتی رگ پر پاؤں رکھا جائے اور وہ تکلیف سے بلبلا اٹھے اور اس کے باوجود اُس رگ کو خود سے الگ نہ کرے تو واضح ہے کہ محبت کو اُس رگ کی فکر ہے"

"لفظی کہہ دینے سے محبت ختم نہیں ہوتی۔۔! اتنی جلدی کم از کم نہیں ہوتی۔۔! اگر ایسا ہوتا تو آپ کے برابر میں بیٹھی آپ کی بہن اس وقت طلاق یافتہ ہوتی"

وہ بہت تفصیل سے بولی تھی شاید آدم کو سمجھانے کے لیے۔۔! کیا صرف آدم کو۔۔؟ نہیں میرا اب سلطان۔! میرا اب سلطان کو سمجھانے کے لیے بھی تفصیل سے گویا ہوئی تھی۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اُس وقت میں صرف تمھاری وجہ سے خاموش رہا ہوں ورنہ یزدان انتقام میں اندھا ہو گیا ہے اور تمھیں میرا انتظار کر لینا چاہیے تھا گاؤں سے باہر تھا ملک سے نہیں۔"

وہ پہلے پہل افسوس سے سر ہلاتے بولا اور پھر قدرے غصے سے ایک نظر اُسے دیکھتے موڑ کاٹا۔

"کبھی کبھی فوری تدبیر کرنی پڑتی ہے یہ بھی ایسا ہی تھا۔"

وہ سامنے کچی سڑک کو دیکھتے خالی لہجہ لیے بولی۔

"کیا تم اُسے سچ بتانے کی کوشش کرو گی؟"

آدم نے جیب روکتے تشویش سے سوال کیا وہ جیب سے اتر گئی۔

"نہیں۔"

بس یک لفظی جواب تھا۔

"مممم چلو اندر۔"

اُس نے سامنے سے آتے ملازم کو جیب کی چابی پکڑائی اور اُسے لیے اندر کی طرف بڑھ گیا۔

اُس نے نہیں پوچھا کہ "کیوں؟" وہ میراب سلطان کو بہتر جانتا تھا وہ بلا وجہ کوئی کام نہیں کرتی تھی۔۔۔۔

"مجھے تمھاری فکر رہے گی۔"

گھر کے اندرونی ہال میں داخل ہوتے وہ بولا تو لہجہ فکر مند تھا۔

"آپ کو کرنی بھی چاہیے اس بار کوئی مر گیا تو آپ ہی جواب دہ ہوں گے۔"

وہ ہلکی سی گردن پھیر کر آدم کو دیکھتے دھیمی مسکراہٹ سے بولی تو آدم نے اُسے بے ساختہ گھورا وہ کندھے آچکا گئی۔

"آپ پریشہ کا خیال رکھنا۔۔۔"

وہ زینے چڑھتے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی آدم اُس کی پشت دیکھتا رہ گیا۔ وہ اپنی کمزوریاں ظاہر نہیں

کرتی تھی۔۔۔ وہ میراب سلطان تھی اور وہ ایسی ہی تھی۔۔

وہ اپنی بہن کی توہین پر دوستی کا لحاظ بھی بھول جاتا لیکن اس بار درمیان میں آنے والی بھی میراب خود تھی۔۔۔!

اُسے یاد تھا بھی کچھ وقت پہلے یزدان علی شاہ کے سخت لفظوں پر وہ غصے سے پاگل ہوتے اُس کی جانب بڑھنے لگا تھا

جب میراب سلطان پہلے ہی اُس کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اپنے سے جڑے رشتوں کو محفوظ رکھنا اور انہیں ہینڈل کرنا وہ اچھے سے جانتی تھی۔"

تبھی وہاں دعا سلطان کے لیے لڑنے کے ساتھ ساتھ وہ یزدان علی شاہ کے سامنے بھی ڈھال بن کر کھڑی ہو گئی تھی کہ اُس کا بھائی اُس شخص کو نقصان نہ پہنچائے۔

آدم سر جھٹکتا ہال میں داخل ہوتی اپنی چاچی کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔۔۔! وہ کافی تھک بھی گیا تھا لیکن یہ معاملہ نازک تھا۔۔

Episode 2

"کیا ہوا وہاں سب خیریت ہے نا؟"

شا کرہ بیگم ہال میں داخل ہوتے اُس کی تھکی ہاری صورت حال کو دیکھتے کسی انجانے خوف سے بولی وہ ہال میں رکھے صوفوں پر براجمان ہوتے ایک سرد مگر لمبی سانس خارج کر گیا۔

"وہ دعا سلطان کو چاہتے تھے چاچی۔"

اُس نے دُکھتی کن پٹیوں پر دونوں ہاتھوں کی پہلی دو انگلیاں رکھ کر انہیں دبایا۔۔

"کیا۔۔؟؟ مجیب بھائی ایسے کیسے کر سکتے ہیں۔۔؟ کچھ تو دوستی کا خیال کر لیتے۔"

شا کرہ بیگم حیرت سے افسوس زدہ لہجے میں گویا ہوئیں تو آدم سلطان نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"ایسا نہیں ہے چاچی امی۔۔! وہاں صرف یزدان تھا۔"

"کیا یزدان نے ایسا بولا؟"

وہ صوفے پر ہی آگے اُس کی بات درمیان میں ہی کاٹتی ششدر لہجے میں بولیں۔۔! جیسے انہیں لگا ہوا نہوں نے کچھ غلط سن لیا ہے۔

"ہاں۔۔! وہاں تو مجیب انکل تھے ہی نہیں وہاں صرف یزدان تھا اور وہ بہت غصے میں تھا۔"

وہ سیدھا ہو کر بیٹھا اور سنجیدگی سے بولا۔

"میں مجیب سے بات کروں گا آخر اُسے سچ پتہ چلنا چاہیے۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہال میں داخل ہوتے رزاق سلطان نے قدرے بگڑے لہجے میں کہا اور آدم سلطان کے سامنے رکھے صوفے پر
براجمان ہو گئے۔۔۔

"نہیں چچا جان۔۔۔!!"

"چائے۔۔۔!"

درمیان میں رکھی شیشے کی میز پر چائے کی ٹرے دھرتے ہاتھوں کو دیکھ کر وہ ایک پل کو۔ خاموش ہوا پھر سامنے
بیٹھے رزاق سلطان کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

"میراب نے منع کیا ہے۔۔۔! شاید اُس نے کچھ بہتر سوچا ہے۔۔۔! دعا سلطان تو خیر یزدان علی شاہ کو نہیں ملی
البتہ شام کو میراب سلطان کی رخصتی ہے۔۔۔"

اُس نے اپنی بات مکمل کی اور ساتھ ہی چائے کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا رزاق صاحب اور شاکرہ بیگم نے بھی
چائے کے کپ اٹھاتے اُسے دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

"میراب کو وہاں خود مردوں میں نہیں جانا چاہیے تھا وہاں طرح طرح کے مرد۔۔۔"

"بس۔۔۔! شیزاوہ میری بہن ہے اور کہاں نظروں کو جھکانا ہے اور کہاں اٹھانا ہے اُسے اچھے سے پتہ ہے۔۔۔!۔۔۔
وہ احتیاط برتنا جانتی ہے۔۔۔"

اچانک اُس نے گھوم کر صوفے پر بیٹھتی شیزا سلطان کی بات کاٹی تھی شیزا صوفے پر بیٹھتی پہلو بدل کر رہ گئی جبکہ
رزاق سلطان نے شاکرہ بیگم کو تنبیہ نظروں سے دیکھا تو شاکرہ بیگم نے اپنی بیٹی کو ایک زبردست گھوری سے نوازا
وہ ضبط سے سر جھک گئی۔۔۔

"سوری آدم۔۔۔! میں بس احتیاطا کہہ رہی تھی۔"

ضبط سے لب بھینچے وہ سر جھکائے بولی تو آدم نے چائے کا کپ میز پر رکھتے ہلکا سا ہنکارا بھرا۔۔۔

"چاچو جو کام مصلحت سے ہو رہا ہے اُسے ہولینے دینا چاہیے۔۔۔! لڑائی سے نقصان ہو گا۔۔۔! اور مجھے میراب
پر پورا یقین ہے وہ اگر کہہ رہی ہے وہ سمجھال لے گی تو وہ سمجھال لے گی۔۔۔"

صوفے سے اٹھتے اُس نے سامنے بیٹھے رزاق صاحب کو دیکھتے سنجیدہ مگر اٹل لہجے میں کہا تو وہ اثبات میں سر ہل گئے۔
"ٹھیک ہے۔۔۔! لیکن اگر کوئی بھی مسئلہ ہوا تو بہتر ہے میراب ہمیں بتائے اُس کے پیچھے اُس کا خاندان کھڑا ہے"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

رزاق صاحب مضبوط لہجے میں بولے تو آدم سلطان دھیمے سے مسکرایا اور اثبات میں سر ہلایا۔
موبائل پر ہوتی بیل پر اُس نے کرتے کی جیب سے موبائل نکال کر ریس کرتے کان سے لگایا۔
"ہاں اوکے ٹھیک ہے ہو جائے گا۔۔۔! ٹھیک ہے۔"

اُس نے کال کٹ کرتے موبائل واپس کرتے کی جیب میں ڈال لیا اور سامنے بیٹھے اپنے چچا کی جانب دیکھا۔۔
"چاچو ایک کام کر دیں بس۔"

وہ ہلکا سا مسکرایا اُس کی بھوری آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔! بے ساختہ اور عجیب سی چمک۔۔۔!
شینز اسطان نے نظر اٹھا کر اُس کی مسکراہٹ کے بعد اُس کی چمکتی آنکھوں کو دیکھا۔۔۔! وہ دھیرے سے مسکرائی
تھی۔۔۔! ہاں اُس شخص کی مسکراہٹ پر۔۔۔

اُس لڑکی کی نیلی آنکھوں میں خفگی نہیں تھی۔۔۔! وہاں بس چمک تھی جو سامنے کھڑے شخص کی آنکھوں کی
چمک کو دیکھتے بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔! اور مسکراہٹ۔۔۔! مسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی۔۔۔! اور پسندیدہ
لوگوں کو یوں ہی تکا جاتا ہے جیسے وہ دنیا میں موجود کوئی معجزہ ہوں۔۔۔۔۔ زخموں کی شفا ہوں۔۔۔! مرض کا
علاج ہوں۔۔۔



"تم تیار ہو۔۔۔؟؟"

اُس کے کمرے میں داخل ہوتے شینز اسطان نے سنگھار میز کے سامنے بیٹھی میراب سلطان کو دیکھتے پوچھا۔۔
"بلکل پوری طرح۔"

وہ نظریں اٹھاتی آئینے میں خود کے عکس کو دیکھتے خاصے کروفر سے بولی تھی شینز اسطان نے کمرے کے وسط میں
کھڑے اُسے دیکھا۔۔۔

"کتنی خوش نصیب ہونا تم۔۔۔! ایسے رنگ کے ساتھ بھی تمہیں ایک خوبصورت نوجوان مل رہا ہے۔۔۔!
اور کئی لوگ جتنے مرضی حسین ہوں اُن پر کوئی نظر ڈالنا بھی گوارہ نہیں کرتا۔"

آئینے میں ابھرتے اُس کے عکس کو دیکھتے شینز اسطان کے لہجے میں حسد کی بو تھی۔۔۔!! میراب سلطان نے
دوبارہ ایک نظر خود پر ڈالی۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہننے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اتنی خوبصورت نہیں تھی۔۔۔! ہاں میرا بسلطان سانولے سے نین نقوش رکھنے والی لڑکی تھی۔۔! اک سانولی رنگت کی حامل لڑکی کا مطلب سمجھتے ہیں آپ۔۔۔؟؟؟

"تمہارا جواب تمہارے سوال میں ہے۔"

سرخ دوپٹے کو ہاتھوں کی پہلی دو انگلیوں سے دھیرے سے پکڑتے وہ سنگھار میز کے ساتھ سے اٹھ کر دھیمے مگر مضبوط قدم اٹھاتی اُس کے بالکل سامنے کھڑی ہوئی شیزا سلطان نے اُس کے پُر اعتماد چہرے سے نظریں چرائیں۔۔

"نصیب نصیب کی بات ہے۔"

وہ مدھم ٹھہرتی آواز میں بولی اور آخر میں ہلکا سا مسکرائی۔۔

"ٹھیک ہے دنیا کے لیے حُسن معنی رکھتا ہے لیکن پسندیدہ شخص۔۔۔! پسندیدہ شخص آپ کو اجڑے حلیے میں دیکھنے کے بعد بھی شہزادی ہی کہے گا۔۔۔۔"

وہ لاجواب کر دیتی تھی ہلکی سی گردن جھکا کر شیزا سلطان کی نیلی آنکھوں میں جھانک کر بڑی پُر اعتمادی سے بولی

۔۔۔! وہ میرا بسلطان تھی۔۔۔۔۔! ہاں اور وہ لاجواب کر دیتی تھی۔۔۔۔

"میرے نین نقوش، میری رنگت خدا نے بنائی ہے اور تم نے سنا نہیں۔۔۔؟؟"

ترجمہ؛

"یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا" (سورۃ التین؛ 4)

وہ سیدھی ہوتی سرخ دوپٹے کو پکڑتے اُس کے پاس سے گزر گئی اور شیزا سلطان۔۔۔! وہ وہی کھڑی رہ گئی اُس پر جیسے انکشاف ہوا۔۔۔۔!"

"محببتیں صورتوں کی محتاج نہیں ہوتیں۔"

"اور ہاں شیزا سلطان۔۔۔! خدا و نبی کے علاوہ میں کسی کی بات کو خاطر میں نہیں لاتی۔! کیا آج تک لائی ہوں۔؟"

وہ کمرے سے باہر نکل گئی اُس کے لہجے میں مضبوطی تھی وہ خفیف سی مسکراہٹ سے بولی تھی شیزا سلطان نے پلٹ کر کھلے دروازے کے پار اُس کی پشت کو دیکھا وہ لب بھینچ گئی۔۔۔

"بے شک میرا بسلطان سالونی رنگت کی مالک تھی لیکن اُس کی خود اعتمادی کئی حسین زادیوں سے زیادہ تھی۔۔

بہت زیادہ۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہوش سنبھالنے سے لے کر اب تک نجانے کتنی عورتوں نے اُس پر طنز کسے تھے۔۔۔! اُس کی رنگت پر طنز کسے تھے۔۔۔ لیکن میراب سلطان کی حاضر جوابی اور خود اعتمادی آج بھی ویسی تھی جیسے سالوں پہلے تھی۔۔۔ اُس نے اچھی راہ کو چُنا تھا۔۔۔! اُس نے خدا کی تخلیق کو مقدم جانا تھا لوگوں کی باتوں کو نہیں۔۔۔! وہ بس ایک بار ڈمگائی تھی۔۔۔ صرف ایک بار۔۔۔! ایک ملاقات میں۔۔۔! ایک سوال پر۔۔۔! ایک حیرت زدہ سوال پر۔۔۔



وہ وہاں سے سڑھیاں اترتی نیچے ایک طرف بنے ایک کمرے کی طرف آئی تھی اُس کا چہرہ سپاٹ ہو گیا تھا اور آنکھیں بھی۔۔۔ وہ ہلکے سے ناب گھماتے کمرے میں داخل ہوئی اور دیوار پر ہاتھ مار کر کمرے کو روشنیوں سے ترکر دیا۔۔۔ ایسی کاٹ دار چمکتی روشنیاں جو وہاں موجود وجود کو گراں گزری تھیں۔۔۔ اُس نے دروازہ واپس سے بند کر لیا وہ قدم اٹھاتی آگے بڑھنے لگی اُس کی کالی آنکھیں نم ہوئیں بہت بے اختیار۔۔۔ کہا تھا ناں "جن سے محبت ہو اُن کی تکلیف بھی تکلیف دیتی ہے" ہاں اس کمرے میں موجود وجود کی تکلیف میراب سلطان کو تکلیف دے رہی تھی۔۔۔ "پریشہ"۔۔۔

بہت مدھم لہجہ یوں مانو لب بس پھڑپھڑائے ہوں اور آواز نہ آئی ہو۔۔۔۔۔! "ایک دن میں ہر اُس انسان کو باور کروادوں گی پریشہ۔۔۔! سب کچھ باور کروادوں گی"۔۔۔۔۔ بیڈ پر بے سدھ لیٹی لڑکی کو دیکھ کر وہ گہرا تکلیف دہ سانس کھینچتے ضبط سے بولی۔۔۔! لیکن پھر بھی آنسو بغاوت کرتے اُس کے رخسار پر گر گیا۔۔۔

"آہ پریشہ۔۔۔! میرے سینے میں درد اٹھ رہا ہے" اُس بے سدھ لڑکی کا ہاتھ ہاتھوں میں لیتے وہ سختی سے لب بھیچے بولی اور پھر اُس نے لب وا کرتے ایک لمبی سانس کھینچی۔۔۔ ایسے جیسے تکلیف سے سانس بھی بند ہونے کو تھا۔۔۔ "تم آرام کرو"۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اب دوسرے ہی پل ہلکا سا مسکرائی اور پھر سے ایک سانس کھینچی ایسے جیسے خود کو کمپوز کیا ہو۔۔۔۔۔ وہ اُس کا ہاتھ واپس بستر پر رکھتی بہت دھیمے قدموں سے وہاں سے نکل گئی۔۔

وہ باہر ہال میں آئی تھی شاکرہ بیگم نے ہڑ بڑا ہٹ میں اُسے دیکھا۔۔۔

"میرا بچلو برات آگئی ہے اور یہ جو کرامت تم نے کی ہے یزدان کے چہرے پر کیا غضب تاثرات آئے ہیں۔" شاکرہ بیگم نے ہاتھ میں پکڑی چادر کو اُس کے سر پر پھیلاتے خفگی سے اُسے ڈپٹاؤہ نم سانس اندر کھینچتے کھل کر مسکرائی۔۔

"اچھی بات ہے۔۔۔! ویسے بھی اب ایسے غضب تاثرات اُن کے چہرے پر کئی وقت تک رہیں گے۔" وہ چمکتی آنکھوں سے بولی تھی۔۔۔! ہاں وہی شیطانی ازلی چمک۔۔۔

"چلو اب۔۔! شیز آ جاؤ۔۔"

ہال سے اندر آتی شیز کو دیکھتے شاکرہ بیگم نے اُسے عجلت میں آواز دی اور میرا ب سلطان کی بات کو یکسر نظر انداز کیا۔۔

وہ دونوں اُسے باہر حویلی کے قدرے مناسب سے لان میں لے آئی تھی۔۔۔۔۔

سٹیج پر براجمان اُس شخص نے واقعی بڑے سخت تاثرات سے سرخ جوڑے میں دو عورتوں کے درمیان چلتی آرہی میرا ب سلطان کو دیکھا۔۔۔۔۔ ہاں بس ایک نظر۔۔۔ اور پھر وہ نظریں پھیر گیا۔۔۔

کہاؤہ اس دن اُسے بے شرمی کی طرح تنکنے کا روادار تھا اور کہاں اب ایک کے بعد دوسری نظر تنکنہ ڈالی۔۔۔

وقت بہت جلدی بدلتا ہے۔۔۔ اور وقت کے رخ پر بدلتے حالات کو دیکھتے انسان بھی خود کو ویسے ڈھال لیتے ہیں۔۔۔ اُس نے بھی ڈھال لیا تھا خود کو ظالم صفت میں۔۔۔

اُسے سٹیج کے پاس لایا گیا تھا۔۔۔ وہاں کوئی سجاوٹ نہ تھی بس ایک سٹیج کے علاؤہ۔۔۔ جس پر بھی بس بیٹھنے کا بلکل سادہ سا انتظام تھا۔۔۔ اُس نے ہاتھ آگے نہیں بڑھایا تھا۔۔۔

شاکرہ بیگم ایک منٹ ویسے ہی کھڑی یزدان علی شاہ کو دیکھتی رہیں پھر میرا ب سلطان کے تھوڑا مزید نزدیک ہوئیں۔۔

"بیٹا تم اوپر جاؤ خود۔۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُسے ملتے نہ دیکھ کر وہ ہلکے ملتچی لہجے میں بولیں شیز اسلطان نے بھی میراب سلطان کا بازو دھیرے سے ہلایا۔۔۔
"اک میرے ساکار سائیں بھی ناں روایات نہیں سمجھتے۔"

وہ دانت پیستے بولی تھی یوں جیسے دانتوں کے درمیان یزدان علی شاہ ہو۔۔۔ وہ خود بھی تو ڈھیٹ بنا بیٹھا تھا اُس نے حویلی کے اندر باہر موجود مجمع کو خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔۔

میراب سلطان نے دوپٹے سے نکال کر ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔۔۔ بڑی ڈھٹائی سے۔۔۔! ہاں میراب سلطان جو ٹھہری یزدان علی شاہ کے ڈھیٹ کو ٹکر جو دے سکتی تھی وہ۔۔۔
"یزدان دلہن کو اوپر آنے میں مدد کرو۔"

ایک کرخت اور رعب دار آواز پر یزدان نے کچھ فاصلے پر بیٹھے باپ کو بڑے ضبط سے دیکھا تھا اُن کی گھورتی نظروں کو دیکھتے وہ صبر کا گھونٹ بھرتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ دو قدم آگے بڑھا اور پھر اُس کا لڑکی کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔
وہ جیت گئی تھی پھر سے۔۔۔ گھونگھٹ کے اندر اُس کے لبوں پر ایک تیکھی مگر مکمل مسکراہٹ تھی۔۔۔
وہ سیٹج پر چلی گئی تھی اُس شخص نے بلکل اُسے اپنے برابر بٹھایا تھا۔۔۔

مجمع حیرت زدہ تھا۔۔۔۔۔ حیرت زدہ ہونا چاہیے تھا وہ ونی کی نام نہاد رسم کے عوض جارہی تھی اور اُس کی شان بے نیازی پھر بھی عروج پر تھی۔۔۔

”چونکہ نکاح پہلے بھی ہو چکا ہے لیکن ہم چاہتے ہیں نکاح واپس سے ہو۔۔۔! اور یہاں چونکہ گاؤں کا کافی مجمع ہے تو میں "مجیب علی شاہ" اپنے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں۔۔۔ میراب سلطان پہلے سے ہمارے خاندان کی بہو ہے تو ہم رخصتی لینے یہاں آئے ہیں۔۔۔“

انہوں نے بلند آواز میں کہا تو مجمع میں سکوت چھا گیا۔۔۔ یہ پہلی بار تھا کہ کسی خاندان نے اپنے خاندان کے بیٹے کا خون معاف کر دیا تھا۔۔۔ مجیب علی شاہ کی آنکھیں دوپیل کو نم ہوئیں تھیں۔۔۔۔۔ لیکن بس دوپیل کو۔۔۔
"یہی بہتر تھا۔۔۔"

اپنے کندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس کرتے انہوں نے گردن موڑ کر اپنے پیچھے کھڑے رزاق سلطان کو دیکھتے ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔

"لیکن بابا سائیں۔۔۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"بس کرو۔۔۔!"

مجیب صاحب نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے خاموش رہنے کا حکم صادر کیا وہ جو اُس کے فیصلے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا مٹھیاں بھینچتے ایک سخت درشت نظر گھونگھٹ میں بیٹھی اُس لڑکی پر ڈالی۔۔ اُس کا خون کھول رہا تھا۔۔۔ اپنے بابا کے اشارہ کرنے پر خون کے گھونٹ بھرتا واپس وہاں ٹک گیا۔۔۔۔

"نکاح شروع کروائیں قاضی صاحب۔"

رزاق سلطان نے قاضی کو اشارہ کیا تھا آدم سلطان اپنی بہن کے پیچھے ہی کھڑا تھا جبکہ سیٹج کے نیچے بالکل اول پر کھڑی اُس لڑکی کی نظریں اُسی پر تھیں۔۔۔

"میراب سلطان ولد داؤد سلطان آپ کا نکاح یزدان علی شاہ ولد مجیب علی شاہ سے سکہ رائج الوقت پندرہ لاکھ حق مہر طے پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔"

قاضی کے جملوں پر وہ پھیکا سا مسکرائی وہ پہلے بھی یہ جملے سن چکی تھی۔۔۔!!

"مقابل شخص کا نام،" اُس "کا نام، حق مہر، خاندان سب کچھ وہی تھا۔۔ کیا سب کچھ ہی۔۔؟ نہیں سب وقت بدل گیا تھا اور مقابل شخص بھی۔۔ اور اب وہاں موجود گاؤں کا مجمع بھی۔"

"قبول ہے۔"

"قبول ہے"

"قبول ہے"

اُس نے تین بار کہا اور گہرا سانس بھرا پچھلی بار بولے گئے یہ جملے بہت ہلکے تھے سادہ تھے۔۔ لیکن اس بار۔۔۔ اس بار میراب سلطان کو لگا وہ جملے بہت بھاری ہیں بہت وزنی۔۔۔

قاضی صاحب کا رخ اب یزدان علی شاہ کی طرف تھا جو جڑے بھینچے کس ضبط سے بیٹھا تھا بس وہی جانتا تھا۔۔۔ وہ معاف کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔ ہاں اسے انتقام لینا ہی پسند تھا۔ یعنی اُسے نقصان کروانا ہی پسند تھا۔

"یزدان علی شاہ ولد مجیب علی شاہ میراب سلطان ولد داؤد سلطان کو سکہ رائج الوقت پندرہ لاکھ حق مہر کے ساتھ آپ کے نکاح میں دیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔"

"قبول ہے"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مزید سختی سے۔

”قبول ہے“

اب کہ اُس کے ناخن اُس کی خود کی ہتھیلی پر چھ گئے تھے۔۔۔

قاضی صاحب نے اُس سے سائن کروائے تھے "مبارک باد" کا ایک شورا اٹھا۔

کچھ حیرت زدہ ”مبارکباد“

کچھ حسد زدہ ”مبارک باد“

کچھ خوشی میں ڈوبے ”مبارکباد“

کچھ شرمندگی بھری ”مبارک باد“

اور پھر۔۔۔!!

”مبارک ہو سرکار سائیں جی۔۔“

اور کچھ آگ لگاتی مبارکباد بھی۔۔۔۔۔ وہ گھونگھٹ کے اندر بہت مدھم لہجے میں بولی۔۔۔

"نتائج کی ذمہ دار صرف اور صرف تم ہوگی"

وہ ضبط کے آخری مراحل میں تھا اُس نے اپنی گوشوں سے سرخ ہوتی نظریں اٹھا کر سامنے مجمع پر ڈالی اور پھر ایک

دوسرے کے گلے ملتے دو دوستوں پر یعنی اپنے بابا اور رزاق سلطان پر۔۔۔

"فکر نہ کریں میں یوزیشن ہولڈر رہی ہوں۔"

وہی آگ کو جھونکتا لہجہ۔۔۔! وہی سکون آمیز لہجہ اور یزدان علی شاہ کو واقعی آگ لگ گئی تھی وہ سختی سے آنکھیں

بیچ گیا۔۔

"تم نے یہ مجمع اکھٹا کر کے بہت برا کیا ہے لڑکی۔"

وہ اب دانت کچکچاتے پہلو پر پہلو بدل رہا تھا اُس کے ماتھے پر تین بل بڑی دیر سے براجمان تھے اُس کا لہجہ اس بار

سرد ٹھنڈا اٹھار تھا کہ میرا بسلطان بھل دوپل کو خوف کی لپٹ میں آئی تھی۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میرے ساتھ چل کر صرف اپنی قبر ہی کھودوں گی تم۔"

اُس نے مٹھی بنا کر دوسری ہتھیلی پر ہلکے سے ماری اور اُس کی جانب گردن موڑتے بہت مدھم مگر پُر تپش لہجے میں بولا میراب سلطان نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔۔۔

اُس کا لہجہ جھلسا دینے والا تھا اور میراب سلطان۔۔۔! وہ واقعی جھلس رہی تھی۔۔۔

"فاتحہ خوانی کرتے رہیے گا۔"

وہ باز نہیں آئی تھی۔۔۔! حلق تر کرتے وہ ہمت کرتے بولی تھی لہجہ مدھم ہی تھا یزدان علی شاہ بار بار مجمع کو دیکھ رہا تھا جن میں سے اکثر کی نظریں جیسے یہاں جم گئیں تھیں۔۔۔

وہ کچھ نہیں کر پارہا تھا۔۔۔

وہ تو سوچ بیٹھا تھا وہ اُسے کھینچ کر یہاں سے لے کر جائے گا اور اچھی خاصی سخت سست بھی سنائے گا لیکن سب کچھ دھرا کا دھرا رہ گیا۔۔۔

کچھ دیر پہلے آدم سلطان نے سب گاؤں والوں کو شرکت کے لیے بلایا تھا جیسے ہی اُسے میراب سلطان کی کال موصول ہوئی تھی ویسے ہی اُس نے رزاق سلطان کو کہہ دیا تھا جنہوں نے ملازم کے ہاتھ پر جگہ پیغام بھیجوادیا تھا۔ اور اب یزدان علی شاہ بیٹھا کھول رہا تھا۔۔۔ اور میراب سلطان۔۔۔! وہ مسکرا رہی تھی وہی شیطانی چمک آنکھوں میں بھرے۔۔۔

بزرگ کہتے ہیں کہ "آپ کی رگ رگ سے کوئی واقف ہو تو فرق نہیں پڑتا بس اپنی دُکھتی رگ کا پتہ کسی کو نادیں ورنہ ہر رگ دُکھنے لگتی ہے"

وہ بظاہر اپنی چادر درست کر رہی تھی لیکن اُس کی جانب جھکتے مدھم آواز میں بولتی اُسے بہت کچھ باور کروا گئی پھر سیدھی ہو کر سکون سے بیٹھ گئی یزدان علی شاہ بس اُسے دیکھتا رہ گیا۔۔۔

ہاں وہ صحیح تھی۔۔۔ ہاں وہ غلط تھا شاید احمق تھا۔۔۔ وہ اُس کی رگ رگ سے واقف تھی۔۔۔ حتیٰ کہ دُکھتی رگ سے بھی۔۔۔

"انگل رخصتی کا وقت ہو رہا ہے"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آدم سلطان نے کالے کرتے کے کف لنکس فولڈ کرتے کہنوں سے ذرا نیچے ٹکاتے نرمی سے کہا تو رزاق صاحب کے ساتھ بیٹھے مجیب صاحب نے چونکتے پھر اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

"ہاں چلو"۔۔۔

مجیب صاحب گہری سانس بھرتے کھڑے ہوئے اُن کے کندھے جھکے ہوئے سے تھے آدم سلطان آگے بڑھ کر ان سے بغلگیر ہوا۔۔

"فکرنا کریں انکل آہستہ آہستہ سب بہتر ہو جائے گا"۔

وہ ہلکی مسکراہٹ سے بولا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلادیا۔۔ یہ تو اب آدم سلطان ہی جانتا تھا وہ ہلکی مسکراہٹ کتنی ہلکی تھی۔۔۔!

"خیال رکھنا"۔

یزدان علی شاہ کے سامنے آتے وہ اُس کے کندھوں پر موجود نادیدہ گرد کو جھاڑتے بولا۔۔۔

"میں تمہاری بہن کا خیال ہر گز نہیں رکھوں گا"۔

اُس کی بھنویں سکڑ کر تن گئیں وہ غصیلے لہجے میں بولا۔

"میں تمہاری بات کر رہا تھا"۔

آدم سلطان سر جھکاتے ہلکے سے ہنسا اور واپس سر اٹھاتے اُس کا ہونق چہرہ دیکھا اور اپنی بہن کے سامنے جاتے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

"بیٹا دھیان سے۔۔۔! وہ تمہارا شوہر ہے اب"

اُس نے بس یہی جملہ کہا اُس کی بات پر پاس کھڑے یزدان علی شاہ نے ایک اچھٹی سی نگاہ آدم سلطان کر ڈالی اور آنکھیں گھما گیا۔۔۔

آدم سلطان نے کندھے آچکا ڈالے۔۔۔۔

وہ اُسے لیے سلطان حویلی سے رخصت ہو گیا تھا میراب سلطان کی آنکھیں نم ہوئیں اُس کے بھائی نے اُسے ساتھ لگایا تھا رزاق صاحب نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

"ارے دعا کہاں ہے"۔۔۔؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گاؤں کی عورت نے گویا دلدلایا تھا۔۔۔

"وہ گاؤں میں نہیں ہے شہر میں ہے اُس کی پڑھائی چل رہی ہے۔"

شا کرہ بیگم نے سرسری سے انداز میں کہا آدم سلطان نے مسکرا کر انہیں دیکھا اور پھر میراب سلطان رخصت ہو گئی۔۔۔

اُس شخص کے ساتھ جس کے سوال پر وہ پہلی بار ڈمگائی تھی۔۔۔۔۔

Episode 3

لب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کیے وہ مٹھیاں بھینچے اُس سے تین انچ کے فاصلے پر گاڑی کی بیک سیٹ پر کمال ضبط سے براجمان تھا جبکہ دوسری جانب کھڑکی کے شیشے پر لا پرواہی سے کہنی ٹکائے وہ اطمینان سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔! بڑے اطمینان سے ہاں میٹھی محبت بھری نظروں سے کہ وہ غصے میں ہونے کے باوجود پزل ہونے لگا تھا۔۔۔

اُس نے دھیرے سے گردن اُس کی جانب پھیری اور آنکھیں اٹھا کر اُسے گھورنے کی کوشش کی۔۔۔! بس کوشش۔۔۔! وہ بڑی ڈھٹائی سے ایک آبرو آچکا گئی اور لبوں پر ہلکی مسکراہٹ کھینچی۔۔۔
"کیا۔۔۔؟ مسئلہ کیا ہے؟؟ سیدھی ہو کر سکون سے بیٹھو"

انتہائی خفگی سے گھورا گیا تھا وہ نظریں گھماتے لہجے کا رعب برقرار رکھتے بولا۔۔۔! لیکن سامنے بیٹھی لڑکی کی میٹھی نگاہوں نے یزدان علی شاہ کو۔

بری طرح مات دینے کی کوشش کی تو وہ بے ساختہ نظریں چرا گیا۔۔۔! گویا فرار۔۔۔!!
"کیوں شرم آرہی ہے آپ کو؟؟؟"

وہ ہلکی سی گردن دائیں جانب پھیرتے اتر کر بولی یزدان نے بے ساختہ اُسے دیکھا بھوری آنکھوں کا ارتکاز سرخ تھا۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”تمیز سے۔۔۔!“ اُس نے انگلی اٹھا کر دانت بری طرح پیس ڈالے وہ یکدم اُس کی جانب جھک آئی بہت اچانک۔۔۔ یکدم ہی وہ ہڑبڑا ہٹ کا شکار ہوتے پیچھے کو ہوا اپنے چہرے کے قریب جھکا اُس کا چہرہ۔۔۔! وہ سانس روک گیا تھا بہت بے اختیار ہی۔

”مجھے محبت ہے تم سے۔۔۔! ہے کو تھی مت کرو۔“

انتہائی مدہم لہجہ اٹھتی گرتی پلکیں۔۔۔! گلابی عارض اور مہکتا وجود وہ سراپا امتحان تھی۔۔۔! ہاں یزدان علی شاہ کے لیے ایک سخت امتحان!

”یہ نازیبا حرکتیں میرے ساتھ کرنا بند کرو کیا سمجھتی ہو تم اس طرح میں سب بھول جاؤں گا۔۔۔؟؟ بھول ہے تمہاری“

اُس نے سختی سے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اُسے پیچھے کودھکا دیا وہ پیچھے سیٹ سے جا لگی تھی میرا ب سلطان نے سختی سے لب بھینچے اُسے دیکھا۔۔۔

”کاش تمہیں سب یاد آجائے یزدان علی شاہ“

اُس نے بڑبڑا ہٹ میں کہا اور لب مزید سختی سے بھینچے اُس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی اتری اور لفظوں میں حسرت اُس نے نظریں اٹھا کر مقابل کو دیکھنا چاہا وہ سامنے دیکھ رہا تھا اُس نے اُسے نہیں۔

دیکھا۔۔۔ ہاں کالی آنکھیں انتظار وصل ہی رہیں۔۔۔

گاڑی ایک جھٹکے سے رُکی وہ بہت تیزی سے گاڑی سے باہر نکلا تھا اُس کے سامنے کی گاڑیوں سے لوگ نکل کر اندر

حویلی کی طرف بڑھ رہے تھے مجیب شاہ کندھے پر صافہ درست کرتے اُس کی طرف آئے وہ گاڑی سے باہر بڑے تحمل سے کھڑا تھا انہیں دیکھ کر نظریں جھکا گیا۔۔۔۔

”بہو کو لے کر سکون سے اندر آؤ میں جا کر اندر انتظام دیکھتا ہوں اور ہاں۔۔۔! تماشہ مت کرنا یزدان“

وہ دبے دبے لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر بولے یزدان علی شاہ نے گوشوں سے سرخ ہوتی آنکھوں سے اپنے باپ کو دیکھا وہ نظریں پھیر گیا وہ اندر کی جانب بڑھ گئے تو وہ غصے سے ہلکا سا جھکا اور شیشے کے پار گاڑی کے اندر دیکھا وہ بڑے سکون سے ویسے ہی بیٹھی تھی۔۔۔

”باہر نکلو تمہیں اٹھا کر نہیں لے کر جائے گا کوئی“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ شیشہ کھٹکھٹاتا اُسے باہر نکلنے کا اشارہ کرتے تیز لہجے میں بولا میرا اب سلطان نے ایک نظر اُسے دیکھا اور پھر ذرا سا سائیڈ پر ہو کر سامنے ونڈوا سکرین کے پار باہر دیکھا وہاں کچھ ملازم تھے بس۔۔

”کوئی اور کیوں۔۔۔؟ آپ کس لیے ہیں سرکار سائیں جی“

وہ آگے کوچھکتے شیشہ نیچے کرتے ہلکی مسکراہٹ سے بولی۔

”میں تمہارا ملازم نہیں ہوں لڑکی“

وہ بگڑا تھا۔ نظریں چرا لی گئیں تھیں۔۔۔! ہاں فرار کے لیے۔

”اللہ توبہ۔۔۔! کیسی گستاخانہ باتیں کہہ رہے ہیں آپ سرکار سائیں جی آپ اور ملازم۔۔۔؟؟“

وہ کھڑکی پر دونوں بازو رکھتے سر باہر نکال کر نفی میں سر ہلاتی مصنوعی افسوس سے بولی یزدان علی شاہ نے سخت نظروں سے اُسے دیکھا اور پھر بے دھیانی سے گاڑی کے اندر پھیل کر بیٹھی میرا اب سلطان کو دیکھ کر جہاں اُس کی نازک کمر بڑی واضح تھی بھوری آنکھیں فوراً دوسری سمت اٹھ گئیں۔۔۔

”نہ نہ خدا کا قہر ہو گا۔۔۔! آپ تو میرے سر تاج ہیں“

وہ کھڑکی پر رکھے اپنی بازوؤں پر سر رکھتے شرمانے کی بے تکی سی کوشش کرتے چہک کر بولی اُس کا انداز بہت بچکانہ تھا یزدان علی شاہ نے آنکھیں میچیں۔۔۔

”آہ من پسند شخص کی شرارتوں پر مسکراہٹ ضبط کرنا بھی ایک کمال ضبط ہے آخر“۔۔

”باہر نکلو میرا اب دماغ مت کھاؤ میرا“۔

اُس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر گاڑی کا دروازہ کھول دیا اس اچانک افتاد پر وہ گرتے گرتے بامشکل سنبھلی اُس نے سر اٹھا کر خفگی سے اُسے دیکھا جو درشت نظروں اور قدرے بے زاری سے اُسے گھور رہا تھا۔۔۔

”اٹھا کر لے کر جاؤ ورنہ میں یہی بیٹھی رہوں گی“

وہ بضد ہو گئی یزدان علی شاہ نے اُسے تمسخر بھری۔

نظروں سے دیکھا۔۔

”ہاتھ گندے ہو جائیں گے میرے اور تم جانتی تو ہو میں ٹھہرانا فاسٹ پسند“۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ دل جلادینے والی مسکراہٹ لیے بولا انداز استہزائیہ تھا اور میراب سلطان۔۔۔؟ وہ واقعی جل گئی تھی۔۔۔ ہاں تیز نشانے پر لگانے میں وہ ماہر تھا وہ یزدان علی شاہ تھا ناں بس اس لیے۔۔۔

”یزدان علی شاہ۔۔۔! ہاں وہی۔۔۔ اُس کی ٹائمنگ بہت بیسٹ ہوتی تھی وہ ایک ہی جواب دیتا تھا جو اگلے بندر کو دو ٹکے کا بھی نہیں چھوڑتا تھا۔۔۔ ہاں وہ ایسا ہی تھا“

”باہر نکلوا زیادہ تماشہ لگانے کی ضرورت نہیں ہے جانتی ہوناں کس حیثیت سے یہاں آئی ہو پھر اتنا کڑکیوں رہی ہو؟“

اگلا طنز میں ڈوبنا شتر۔۔۔! میراب سلطان تو دھواں دھواں چہرہ لیے بس اُسے دیکھتی رہ گئی وہ کندھوں پر شال پھیلائے اپنی انا کی تسکین پر اب شاید قدرے سکون میں تھا۔۔۔

”ہاں انا ایسی خطرناک چیز ہے کہ یہ اپنی تسکین کے لیے دوسروں کی تکلیف تک کو نظر انداز کر دیتی ہے“

”میں تو یہاں ایک سردارنی کی حیثیت سے آئی ہوں اب تم اپنی عزت کو کیا سمجھتے ہو یہ تو تم پر ڈیپینڈ کرتا ہے ناں“

وہ گہری سنجیدگی سے لہجے کو حتی الامکان لڑکھڑانے سے باز رکھتے مضبوطی سے بولی۔۔۔

”باہر نکلو“

دروازہ پکڑے وہ اُس کی بات کو نظر انداز کر گیا۔۔۔ وہ انتقام وانا میں ڈوبا وجود تھا۔۔۔ ایسا لہجہ بجا تھا اُس کا۔۔۔ اُن دو جذبات کو رکھتے انسان اندھا ہی تو ہو جاتا ہے۔۔۔ ہاں بس اس لیے یزدان علی شاہ بھی اندھا ہو گیا تھا۔۔۔

”نہیں آؤں گی“

لہجہ پہلے سے زیادہ ضدی تھا۔

”تو تم نہیں آؤں گی؟“

سر کو دھیرے سے اثبات میں ہلاتے وہ خاصے غصے سے بولا۔

”نہیں“

اٹل اور یک لفظی جواب۔

”صحیح“

اُس نے درشت نظروں سے اُسے دیکھتے لبوں پر زبان پھیری۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”یزدان لیومی۔۔! ہاتھ چھوڑو میرا“

اپنی کلائی پر اُس کی آہنی گرفت کو محسوس کرتے اُس نے سر اٹھا کر اُسے دیکھا جو اُس کی کلائی جکڑے اب اُسے گھسیٹتے اندر کی جانب لے جا رہا تھا اپنی کلائی پر اُس کی گرفت بڑھتی محسوس کرتے وہ دوسرے ہاتھ سے اپنی کلائی آزاد کروانے کی کوشش کرتے چیخ رہی تھی۔۔

”یزدان یوکانٹ ڈو دس ودمی۔۔! آئی سیڈ لیومی“

وہ اپنی کلائی اُس سے چھڑوانے کی کوشش کرتے تیز اور بلند آواز میں چلا رہی تھی جبکہ وہ یوں نظر انداز کیے چل رہا تھا جیسے وہ اکیلا ہی قدم بڑھا رہا ہو ملازم نظریں جھکائے ایک طرف ہوتے کھڑے ہو چکے تھے۔۔

حویلی میں قدم رکھتے اُس نے اُس لڑکی کو انتہائی غصے سے نیچے زمین پر جھٹکا کہ وہ لہرا کر اپنے ہی لباس میں اٹکتی لڑکھڑا کر زمین پر گری۔۔۔

وہ کچھ بول نہیں پائی چند سانچے اپنے ہاتھوں کو ٹھنڈے فرش پر دھرے دیکھتی رہی اُس سے سر اٹھانا محال ہو گیا۔

ہاں بہت مشکل۔۔

”جب وار اُس انسان کی طرف سے ہو جہاں سے امید نہیں ہوتی تو یوں ہی سر جھک جاتے ہیں۔۔!“

یو نہی نظریں اٹھانا محال ہو جاتا ہے۔“

”یہ حیثیت ہے تمھاری میرا اب سلطان“

وہ آہے سے باہر ہوا تھا اشتعال سے مٹھیاں بھیجنے وہ گہرے گہرے سانس لیتے غصے کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

حویلی کے افراد جو ہال میں رکھے صوفوں پر براجمان تھے یکدم ہی کھڑے ہوتے حیرانگی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔

”اپنے بھائی کا خون میں کبھی معاف نہیں کروں گا“

اُس نے گہرا سانس بھرتے دانتوں پر دانت جماتے تند بھری نظروں سے زمین پر گری میرا اب سلطان کو دیکھا۔۔

وہ اب بھی اُسی حالت میں تھی۔۔۔۔

”نہیں مانتا میں تمھیں اپنی بیوی“

اُس نے شال ہاتھوں میں سختی سے لپیٹ لی اور مٹھیاں مزید بھیجنے ڈالیں اُس کے ایک ایک لفظ سے جیسے انگارے

پھوٹ رہے تھے میرا اب سلطان نے یکدم ہی سر اٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہاں اب وار نشانے پر جو ہوا تھا۔۔۔ دل ہمیشہ ذلیل کرواتا ہے کبخت۔۔۔۔

”بلکہ میں ابھی اور اسی وقت تمہیں آزاد کرتا ہوں۔۔“

وہ جبرے بھیچے ماتھے پر دو بل ڈالے بڑے مغرور لہجے میں بولا۔۔ ہاں جیسے وہ خدا ہو (نعوذ باللہ)

”یزدان“

مجیب شاہ تیزی سے اُس کی جانب بڑھے اور سختی سے اُس کے کندھے پر ہاتھ جماتے اُس کا رخ اپنی جانب کیا۔۔

”بابا سائیں یہ لڑکی اس نے اپنے ہا۔۔۔“

”چٹاخ۔۔۔!! منہ بند رکھو اپنا“

انہوں نے اُس کی بات درمیان میں کاٹ دی وہ درشت لہجے میں دھاڑے وہ یزدان علی شاہ انہیں دیکھتا رہ گیا۔۔

اپنے ہوش سنبھالنے پر یہ پہلا تماچہ تھا جو باپ کی طرف سے اُسے پڑا تھا اُس نے نفرت و غصے سے گہری گہری

سانسیں بھرتے سر جھکائے ہلکا سا گردن موڑ کر نظریں ترچھی کرتے فرش پر پڑی میراب سلطان کو دیکھا۔۔

”یہ تمہاری مردانگی ہے یزدان علی شاہ؟؟ تو توف ہے تم پر“

انہوں نے غصے سے آنکھیں چھوٹی کرتے اُسے گھورتے اُس پر سے اپنی نظریں ہٹالیں یزدان علی شاہ نے بے

ساختہ سراٹھا کر باپ کو دیکھا جو افسوس سے اُس پر سے نظریں پھیرے کھڑے تھے۔۔

”مبشرہ بہو کو اٹھا کر کمرے میں لے جاؤ“

انہوں نے گردن موڑ کر کچھ فاصلے پر کھڑی بیٹی کو دیکھتے تھکے ہوئے لہجے میں کہا مبشرہ لب کاٹتے کبھی بھائی اور

کبھی باپ کو دیکھتے آگے بڑھی اور میراب سلطان کی جانب جھکی جس نے کالی آنکھوں کا ارتکا اُس شخص کے

چہرے سے پھیر کر مبشرہ شاہ کو دیکھتے ہاتھ کھڑے کرتے روک دیا۔۔

”عورت کی قسمت کا انحصار اس کی تعلیم یا خوبصورتی پر نہیں بلکہ اس کی زندگی میں آنے والے مرد پر ہوتا ہے“

(بالوقدسیہ)

”مجھے اس بات کی کبھی سمجھ نہیں آئی تھی لیکن کہتے ہیں نا۔۔۔! بات کرنے اور بات سمجھ میں آنے کا بھی

ایک وقت ہوتا ہے۔۔۔۔۔!! افسوس تم نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سیکھا۔“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ فرش سے اٹھ کھڑی ہوئی اُس نے اپنا دوپٹہ درست کرتے بہت عام سے لہجے میں کہا دور کھڑے دو نفوس اور پاس کھڑی مبشرہ شاہ اُسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔

”تمہیں سرداری کے علاوہ اپنے باپ سے سیکھنا چاہیے تھا کہ عورت ذات کو کیسے ٹریٹ کرتے ہیں شاید تم ایک اچھے انسان بن جاتے“

وہ گلے میں اٹکا آنسوؤں کا پھندا نیچے اتارتے بڑے تحمل سے بولی۔۔۔ ہاں۔۔۔ سکون سے۔۔۔ یزدان علی شاہ نے اپنے باپ کی چھبستی نظریں خود پر محسوس کرتے بے چینی سے نظریں چرائیں۔۔۔

وہ ایسا نہیں تھا۔۔۔ ہاں۔۔۔! یزدان علی شاہ اور اتنا سخت مزاج۔۔۔؟؟ نہیں وہ تو بہت ٹھنڈے مزاج کا تھا۔۔۔ بہت کم کسی بات پر غصہ کرنے والا۔۔۔

”کیا یہ بات درست نہیں ہے پھر کہ کچھ حادثے انسان کو پوری طرح بدل دیتے ہیں“۔۔۔؟؟

”خیر“۔۔۔۔

اُس نے ٹھنڈی آہ بھری اور پلٹ گئی بغیر کسی کی جانب دیکھے۔۔۔ اُسے بروقت پلٹنا ہی تھا آنکھوں کی نمی کو رخساروں کا سفر طے کرتے ہوئے۔۔۔ چھپانے کے لیے۔۔۔ سو وہ پلٹ گئی۔۔۔ بس پھر میراب سلطان نے اپنا بھرم قائم رکھا۔۔۔

”تم دعا کرنا یزدان علی شاہ کہیں تمہاری طرف سے میرا دل پتھر نہ ہو جائے کہ تم سر بیچ بیچ کر خون آلود ہو جاؤ تب بھی پتھر کو پرواہ نہ ہو“۔۔۔

وہ پہلے زینے پر کھڑے بغیر پلٹے بولی لہجہ مضبوط تھا۔۔۔ مضبوط رکھنے کی بھرپور کوشش کی گئی تھی۔۔۔ وہ اُس کی پشت کو دیکھتا رہ گیا۔۔۔ الفاظ ہی تو تھے بس۔۔۔ لیکن دل پر خنجر جیسا کام کر گئے تھے۔۔۔۔۔

”بھری محفل میں عورت کو ہتھیار بنا کر خود کو طاقتور ثابت کرنے والا مرد۔۔۔! خود کو طاقتور تصور کرنے کی فقط بے وقوفی کرتا ہے یہ مرد کو زیب نہیں دیتا“

انہوں نے گہری یاسیت اور سنجیدگی سے کہا اُس شخص کو شرمندگی ہوئی تھی ہاں اپنی بیوی کو کمزور ظاہر کرنے پر۔۔۔ اور تم بہت پچھتاؤ گے جس دن تم فرمان رسول ﷺ کو سمجھ گئے کہ:

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”عورتوں کے معاملے میں میری وصیت حاصل کر لو، عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، یہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہیں انہیں سیدھا کرنے کی کوشش میں توڑ نہ بیٹھنا“

اُس کا سر مزید جھک گیا تھا اُس کی بھوری آنکھیں اب بھی سرخ تھیں۔۔۔۔۔! اُس نے سختی سے آنکھیں میچیں سرخ خون میں لتھڑا اپنے بھائی کے وجود کا تصور اُس پر قہر بن کر ٹوٹا تھا وہ بغیر سراٹھائے اُس کی جانب دیکھے بغیر زینوں کی طرف بڑھتے زینہ چڑھتے اوپر چلا گیا مجیب شاہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔

”آپ کیسے اُس لڑکی کی سائیڈ لے رہے ہیں ارے اُس نے میرے بیٹے کو مارا ہے آپ کو مرے ہوئے بیٹے کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور میرا بیٹا اگر اُس لڑکی سے انتقام لے رہا ہے میرے بیٹے کی روح کو سکون پہنچانے کے لیے تب بھی آپ درمیان میں آرہے ہیں ارے آپ کے سینے میں دل ہیں کہ نہیں بیٹا آپ کا اپنا تھا۔“

شائستہ بیگم صوفے کے قریب سے ہوتے آگے کی طرف بڑھتے قدرے تیز اور نرم آواز میں بولیں آخری کے چند زینے چڑھتے یزدان علی شاہ نے درشتگی سے مٹھیاں بھیج لیں اُس نے قہر بھری نظروں سے بائیں جانب بنے دوسرے کمرے کے دروازے کو دیکھا۔

اور تن فن کرتا قدم اُس جانب لے لیے۔۔

نیچے کھڑے چاروں نفوس نے اُس کے تیزی سے کمرے کی طرف بڑھتے قدموں کو ملاحظہ کیا تھا۔

ہاں اوپر کو جانب اٹھی چار نظریں۔۔

افسوس بھری نظریں فکر بھری نظریں پریشان نظریں اور حقارت و طنز میں لپٹی نظریں۔

ہر نظر مختلف تھی۔۔ ایسا ہی ہوتا ہے تماشے پر اٹھی ہر نظر ایک جیسی نہیں ہوتی۔۔ مختلف اور پیچیدہ ہوتی ہے۔۔

”ارے بد بخت عورت۔۔!! اللہ معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے پھر کیسے وہ ایسی روح کو سکون دے گا جو انتقام لینا چاہتی ہو۔۔؟؟ دوبارہ اپنی زبان کو قابو میں رکھنا ورنہ“

وہ اوپری مقام سے افسوس بھری نظریں ہٹاتے پلٹ کر شائستہ بیگم کو دیکھتے غصے سے بولے وہ اُن کے غصے سے خائف ہوتیں پیچھے کو ہوئیں تھیں۔۔۔

”عورت کے فتنے سے خدا محفوظ رکھے“

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ ناگواری سے انہیں دیکھتے بولتے ہوئے گھر سے نکل گئے مبشرہ نے ماں کو دیکھا جن کی آنکھیں اس بار سچ میں نم تھیں۔۔

اُسے سمجھ نہیں آیا وہ کس کا ساتھ دے۔۔۔ ہوتا ہے کبھی کبھار ایسا بھی۔۔۔! انسان اُن معاملات میں الجھ جاتا ہے کہ جہاں سوچ اور سمجھ دونوں مفلوج ہو کر رہ جاتی ہیں۔۔

”نتائی امی بس خاموش ہو جائیں“

یحییٰ علی شاہ نے آگے بڑھتے انہیں تسلی دیتے اپنے ساتھ لگایا اور ہاتھوں کی انگلیاں مسلتی مبشرہ شاہ کو آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دی تو وہ دھیرے سے لب بھینچ گئی۔۔



دھڑام سے دروازہ کھولے وہ کمرے میں داخل ہوا تھا جہاں وہ بیڈ پر بڑے مزے سے پھیل کر یوں بیٹھی تھی جیسے نئی نویلی دلہن بیٹھا کرتی ہے اُس کے چہرے پر گھونگھٹ مزید بڑھ گیا تھا اُس نے باریک سے دوپٹے کے پار سے سامنے کھڑے یزدان علی شاہ کو دیکھتے نظریں اک ادا سے جھکائیں۔۔۔

”اٹھو یہاں سے“

وہ دو قدم آگے بڑھا بیٹھیاں اب بھی سختی سے بھینچی ہوئی تھی۔۔۔! ماں کی بات اور نرم آواز نے اُس کی ساری شرمندگی کو کہی دور جاسلایا تھا وہ اب پہلے سے زیادہ طیش میں تھا۔۔

”منہ دیکھائی نہیں کرے گے میری؟“

وہ باز نہیں آئی لہجہ چہک رہا تھا آتی بھی کیوں وہ باز آخر؟ وہ میرا بسلطان تھی اور میرا بسلطان باز آجائے؟؟

چھوڑو جانے دو۔۔۔

”بکواس بند رکھو اپنی میرا ب ورنہ اس بار کوئی لحاظ نہیں کروں گا میں تمہارا“

وہ تن فن کرتا اس تک آیا اور آگے کو جھکتے سختی سے اُس کا بازو دبوچے اُسے جھٹکے سے بیڈ سے نیچے پٹچا تھا وہ بامشکل لڑکھڑا کر سنبھلی۔۔

”پہلے کیا ہے کیا؟“

وہ گھونگھٹ کے پار سے ہی دانتوں پر دانت جماتے طنز سے بولی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”تم میرے صبر کا امتحان لے رہی ہو۔۔۔! تمہاری جگہ ہر گز اس کمرے میں نہیں ہے۔۔۔!! پتہ ہے کہاں ہے تمہاری جگہ؟“

وہ ایک قدم اُس کی جانب بڑھا اور ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتے آخر میں اُس کا لہجہ نخوت زدہ ہو گیا میرا اب سلطان نے سرخ چنری کے پار سے اُس کی بھوری آنکھوں میں جھانکا۔۔۔

”سرونٹ کو اڑ رز۔۔۔! وہ تمہاری اصلی جگہ ہے“

وہ دھیرے سے بہت ہی آہستگی سے اُس کی جانب جھکتے اُس کی کالی آنکھوں میں دیکھتے مدھم لہجے میں اُسے بہت کچھ باور کروا گیا۔۔۔

”خود جاؤ گی یہاں میں چھوڑ کر آؤں؟“

واپس سیدھا ہوتے اگلا تیر پھینکا گیا۔۔۔

”تو پھر اس حساب سے تو تم ملازم ہوئے اور میں تمہاری ملازمہ“

وہ کچھ پل ٹھہری اور پھر قدم آگے کو لیتے اُس کے بالکل پاس کھڑی ہوتی دائیں آبرو اٹھا کر بولی۔۔۔۔۔ ہاں ازلی آگ لگاتا لہجہ برقرار تھا۔۔۔

”حد میں رہو“

اُس کے اپنی جانب بڑھتے قدموں سے خائف ہوتے وہ سختی سے اُس کی کہنی دبوچے غرایا وہ تلخی سے مسکرائی۔۔۔

”حد سے تجاوز نہیں کر رہی شاید آپ اپنی حد اور میرا آپ سے رشتہ بھول بیٹھے ہیں سرکار سائیں جی“

اپنی کہنی پر سخت ہوتی اُس کی گرفت کی پرواہ کیے بغیر وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولی۔۔۔

”بیوی ہوں میں آپ کی“

کہنی میں اٹھتی درد کی ٹھیس کو یکسر نظر انداز کرتے وہ گہرا سانس کھینچ کر بولی اُس کے حلق میں کئی گرہیں بندھی سانس حلق میں اٹکا۔۔۔

”تم میری محبت ہو۔۔۔! اور محبت کی تکلیف سے بھی تکلیف ہوتی ہے سلطانہ۔۔۔! چاہے کوئی کتنا بھی چھپالے“

سنہر ا ماضی اور ر س گھولتے الفاظ کہی دور کوچے میں اُس کے ذہن کے پردوں پر لہرائے اُس یزدان علی شاہ اور اس پل اس کے سامنے کھڑے یزدان علی شاہ میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔۔۔۔ ہاں بہت فرق۔۔۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”ہلکا سا ہاتھ ہی تو جلا ہے“

اُس نے نظر انداز کرتے ہاتھ جھٹکا وہ شاید اُس کے خیالات، احساسات جاننا چاہتی تھی تبھی ہاتھ پر ہوتی جلن کو نظر انداز کر گئی۔

”تمہیں پہنچی تکلیف کم ہو یا زیادہ وہ تکلیف میرے لیے بے چینی کا باعث ہے سلطانہ۔۔۔ میرا دل بے چین ہوتا ہے“

اپنی کہنی پر ڈھیلی پڑتی اُس کی گرفت پر وہ چونکی اور ذہن میں گردش کرتے ماضی سے باہر آئی اُس نے نم آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھا اور دھیرے سے مسکرائی۔۔۔

”تو بے چینی دل میں اتر گئی سرکار سائیں جی“

وہ ہنستے ہوئے بولی بڑا مضبوط لہجہ تھا اُس کا جیسے وہ سچ کہہ رہی ہو۔۔۔! ہاں سچ کہہ رہی تھی وہ یزدان علی شاہ نے اُس کی کہنی بڑی نخوت سے جھٹکی۔۔۔

یوں جیسے نفرت کا پرچم بھی بلند رکھنا ہوا اور دل کی بے چینی بھی کم کرنی ہو۔۔۔

میراب سلطان نے سر جھٹکا۔۔۔ ماضی خوبصورت تھا بہت خوبصورت تھا۔۔۔

”انسان ایسا ہی ہے ہم حال کو کوستے ہیں اچھے وقت کے لیے اور جب وہ وقت گزر کر ماضی بن جاتا ہے تب ہمیں احساس ہوتا ہے جو وقت ہم نے جیا وہی اچھا وقت تھا“

”میرے کمرے سے نکل جاؤ“

دو قدم پیچھے کولیتے وہ ہاتھ پیچھے باندھے سخت لہجے میں گویا ہوا میراب سلطان بس اُسے دیکھتی رہی۔۔۔! کئی پل کئی لمحے۔۔۔

”تحفہ دے میرا“۔۔۔

اُس نے ہتھیلی آگے بڑھائی۔۔۔ وہ میراب سلطان تھی یعنی ڈھیٹ پن کا دوسرا نام۔۔۔

”میراب تم مجھے زچ کر رہی ہو“

اُس نے جبرے بھینچے اُس کی ہتھیلی کو بری طرح جھٹکا۔۔۔

”یہ میرا حق ہے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے واپس ہتھیلی آگے کی۔

”کوئی حق نہیں مانتا میں تمہارا“

اُس نے پھر سے ہتھیلی کو جھٹک دیا۔۔۔

”آپ کے ماننے نامانے سے کیا ہوتا ہے میں بیوی ہوں آپ کی اور آپ اس سچ کو بدل نہیں سکتے“

وہ جھٹکے سے دو قدم آگے بڑھی اور بڑی سرایت سے اُس کے گلے میں بازوؤں کا حصار جمائل کیا اُس کے وجود کی مہک پر وہ سانس روک گیا بھوری آنکھیں اٹھی اور پھر اٹھی کی اٹھی ہی رہ گئی۔۔

”یزدان۔۔۔!“

وہ بہت دھیرے سے بولی انتہائی مدھم اور نرم سا لہجہ تھا وہ سانس نہیں لے پا رہا تھا۔۔۔۔۔ ہاں وہ ساکت ہو گیا تھا بلکل ساکت۔

”آپ کی سلطانہ ہوں میں“ وہ اُس کی گردن کے گرد بنائے حصار کو مزید تنگ کرتے بھوری آنکھوں میں

جھانکتی مدھم لہجے میں گویا ہوئی۔۔ گویا مان بھرا استحقاق تھا۔۔۔! مان ہی تو تھا پھر۔۔

”تکلیف ہو رہی ہے مجھے“ اس کے کندھوں پر نازک ہتھیلیاں جماتی وہ تھوڑا اوپر کواٹھی اور نہایت نرمی سے اُس کے ماتھے پر گھونگھٹ کے پار سے لب رکھے اور کب کی رکی سانس بحال ہو گئی۔۔

اور یکدم ہی دھڑکن ساکت ہو گئی وہ ہل نہیں پا رہا تھا۔ یزدان علی شاہ وہ یہاں کمزور پڑتا تھا۔۔۔۔۔

اور بزرگ درست کہتے ہیں۔۔ ”اپنی دکھتی رگ کا پتہ کسی کو نادے ورنہ ہر رگ دکھے گی“

اور اس لمس کا احساس بھی رگوں میں سرایت کرتا ہر چیز، ہر جذبہ تھس نہس کر گیا۔۔۔

اُس کے لب اُس کی پیشانی پر ثبت تھے اور اُس شخص کا دل۔۔۔؟ وہ بہت مدھم رفتاری سے دھڑک رہا تھا وہ ذرا سائیچے کو جھکی ہتھیلی نے کندھے پر وزن بڑھایا۔۔

”اور تمہارے لمس پر میری ساری دنیا تھم جاتی ہے میرا سلطان“

سنہرے ماضی کا خوبصورت جملہ اظہار جو اُس شخص نے ادا کرتے اُس لڑکی کو برس پہلے معتبر کیا تھا آج لوٹ کر اُس کے کانوں میں گونج رہا تھا۔۔۔

ہاں اُس کی دنیا تھم گئی تھی۔۔۔ ”ہاں یزدان علی شاہ کی دنیا میرا سلطان کے چھونے سے تھم گئی“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گو اہی دی تو عدالت میں ماراجاؤں گا
حصص میں بانٹ رہے ہیں مجھے مرے احباب
میں کاروبارِ شراکت میں ماراجاؤں گا
مجھے بتایا ہوا ہے مری چھٹی حس نے
میں اپنے عہدِ خلافت میں ماراجاؤں گا
بس ایک صلح کی صورت میں جان بخشی ہے
کسی بھی دوسری صورت میں ماراجاؤں گا
نہیں مروں گا کسی جنگ میں یہ سوچ لیا
میں اب کی بار محبت میں ماراجاؤں گا
کہاں کسی کی حمایت میں ماراجاؤں گا
میں کم شناس! مروت میں ماراجاؤں گا
میں ماراجاؤں گا پہلے کسی فسانے میں
پھر اس کے بعد حقیقت میں ماراجاؤں گا
میں ورغلا یا ہوا لڑ رہا ہوں اپنے خلاف
میں اپنے شوقِ شہادت میں ماراجاؤں گا
مرا یہ خون مرے دشمنوں کے سر ہوگا
میں دوستوں کی حراست میں ماراجاؤں گا
میں چپ رہا تو مجھے مار دے گا میرا ضمیر
(رانا سعید دوستی)

Episode 4

”آتے ساتھ ہی دو سولوگوں کو بلاک کر ناپڑا جو پڑھ کے ویسے ہی بھاگ جاتے ہیں کیا کریں ان کا تو بس یہی حل ہے پھر“
”دور رہو مجھ سے“

اُس کی دونوں بازوؤں کو تھامے اُس نے جھٹکے سے اُس کے لمس کو خود سے دور جھٹکا۔ گویا دنیا جو تھم گئی تھی
واپس روانی سے چلنے لگی۔

”میں کچھ بھی بھول نہیں سکتا“

لب بھینچے وہ نظریں چراتا گویا ہوا میرا اب سلطان نے گھونگھٹ کے پار نم آنکھوں سے اُسے دیکھا۔
”تم بھول چکے ہو“

اُس کا لہجہ کھویا ہوا سا تھا۔۔۔ بہت بے چین اور بے یقین سا لہجہ تھا۔۔۔

”نکل جاؤ یہاں سے اس سے پہلے میں کچھ غلط کر دوں“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے اپنا ماتھا مسلا اور ایک ترچھی نظر میراب سلطان پر ڈالی۔۔۔

”تو تم میرا گھونگھٹ نہیں اٹھاؤ گے۔۔۔؟ مجھے بیوی نہیں مانو گے؟؟“

اُس کے تنے ہوئے چہرے کو دیکھتے وہ دانت پیستے بولی یزدان نے جھٹکے سے چہرہ موڑ کر اُسے دیکھا۔۔۔
”نہیں۔۔۔!“

ایک لفظی مگر مضبوط سا جواب تھا۔

”درست“

وہ ہلکے سے اثبات میں سر ہلاتے گہرا سانس بھرے بولی۔۔۔

”جائیں پھر یہاں سے کیونکہ میں تو کمرے سے نہیں جاؤں گی“۔۔۔!

وہ بیڈ پر دھڑام سے گرتے ہاتھوں کو بیڈ پر رکھتے مزے سے بولی ازلی ڈھیٹ پن عمل میں موجود تھا۔۔۔
”میراب“۔۔۔

”میں نے کہا میں نہیں جاؤں گی۔۔۔! اور ہاں آپ قبول کریں گے مجھے بیوی نیچے سب کے سامنے یہ ضد ہے
میری“

وہ اترا کر بولی یزدان نے تمسخر سے اُسے دیکھا۔۔۔

”کوشش کر کے دیکھ لو“

وہ سینے پر بازو باندھے بولا انداز چیلنجنگ تھا میراب سلطان بیڈ سے جھٹکے سے اٹھی اور اُس کے بالکل سامنے کھڑی
ہوئی۔۔۔

”ہینڈ سم لگ رہے ہیں آپ ویسے یوں مجھے گھورتے ہوئے“

اُس کے بالکل سامنے کھڑے وہ ہلکا سا مسکرا کر بولی اور گھونگھٹ اٹھا کر اُسے دیکھا اُس کی بات پر وہ آئی برواٹھا گیا
پھر استہزاء انداز میں ہنسا۔۔۔

”اگر تم مان گئے کہ میں تمہاری بیوی ہوں تو میں اسی کمرے میں رہوں گی“۔۔۔

وہ ایک قدم آگے بڑھاتی دوپٹہ ٹھیک کرتے آنکھوں میں چمک لیے بولی اُس کی کالی آنکھیں چمکدار تھیں۔۔۔

بھوری آنکھیں اک پل کو اُن کالی آنکھوں پر ٹک گئیں۔۔۔ ایسے جیسے سحر کھینچا گیا ہو۔۔۔ ہاں ایک طلسم زدہ سحر۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”تمہارے قریب“

اُس کی تھوڑی کے نیچے انگلی ٹکاتے وہ دھیرے سے مسکرائی اُس شخص نے تیزی سے اُس کی انگلی جھٹکی۔۔۔
”تمیز سے“

وہ خائف ہوا تھا اُس کے تیکھے نین نقش مزید تیکھے ہو گئے میراب سلطان نے منہ بگڑایا۔۔۔
”فون دیں اپنا“۔۔۔!!

اُس نے ہتھیلی اُس کے سامنے پھیلائی وہ نا سمجھی سے اُسے دیکھ رہا تھا آنکھیں چھوٹی کیے۔۔۔
”ایسے کیا دیکھ رہے ہیں آپ۔۔۔ جان تھوڑی مانگی ہے آپ کی“
وہ ناک منہ چڑھا کر بولی اور ہتھیلی کو جنبش دی۔۔۔

”نوجوانوں کے لیے موبائل فون اُن کی جان ہی ہوتا ہے“
اُس نے شال کو درست کرتے قدرے بے زاری سے کہا اُس کے تیکھے نقوش مزید تن سے گئے۔۔۔
”ہاں نکاح کیوں نہیں پڑھوا لیتے نوجوان نسل موبائلز سے“

وہ جل کر بولی تھی یوں محسوس ہوا جیسے وہ واپس آغاز پر آکھڑے ہوں ہاں ایسا ہی تھا اُن کا آغاز نوک جھوک سے
بھرپور۔۔۔

”مشورہ اچھا دیتی ہو تم“

وہ تیوری چڑھا کر بولا تو میراب سلطان نے آنکھیں چھوٹی کرتے اُسے دیکھا وہ اُسے مدعے سے بھٹکار ہی تھی ہاں
وہ ایسا ہی چاہتی تھی۔۔۔ اُس سے لمحوں تک بحث کرتے رہنا۔۔۔

”اور پھر من پسند شخص سے تکرار کا بھی اپنا ہی مزہ ہوتا ہے جہاں صرف ہونٹ ہی نہیں مسکراتے آنکھیں بھی
مسکراتی ہیں“

ہاں میراب سلطان کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔۔۔ کالی آنکھیں بھوری آنکھوں کی میٹھی تکرار پر مسکرا رہی تھیں۔
”نہیں دیں گے آپ موبائل؟“

کالی آنکھیں ذرا کی ذرا چھوٹی ہوئیں اور آبرو تن سے گئے اُس نے قدم اُس کی جانب بڑھا دیے۔۔۔
”نہیں ایک مرتبہ ذہن میں بات نہیں جاتی تمہارے؟“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ تند و تیز نظروں سے اُس کے سچے سنورے سراپے کو دیکھتے اس بار قدرے سختی سے بولا اُس کے بڑھتے قدموں کو اپنی جانب آتا محسوس کرتے وہ سختی سے اُسے دیکھتے قدم پیچھے کو لینے لگا جبکہ اُس نے نچلا لب ہلکے سے دانتوں تلے دبایا۔۔۔

”میراب لڑکی کی طرح پیش آؤ“

وہ پھر سے پزل ہوا تھا وہ بالکل اُس کے قریب آ کر رک گئی تھی ایک قدم کا بھی فاصلہ چھوڑے بغیر اُس نے دھیرے سے اُس کے ماتھے پر اپنی انگشت شہادت رکھی اور کالی آنکھوں نے بھوری آنکھوں پر جیسے سحر کھینچا۔۔۔ ایک دلکش سحر۔۔۔!!

”کیوں صرف مرد ہی عورت کو دیوار کے ساتھ پن کر سکتا ہے؟ کیا آپ مجھے نہیں جانتے؟ کم از کم آپ میری فطرت سے واقف ہیں دھیمے مزاج کے سرکار سائیں جی“

اُس نے ایک لکیر اُس کے ماتھے سے اُس کی گال تک کھینچی ایک اداسے اور چہرہ مزید اُس پر جھکا یا وہ سانس روک گیا تھا۔۔

وہ آغاز سے ہی ٹھنڈے مزاج کا مالک تھا۔۔ لیکن خون و انتقام نے اُسے سرتاپیر جیسے بدل دیا تھا۔۔ اُس کی دل کے جذبے مسخ ہونے لگے تھے۔۔۔

”اور میرے خیال میں جب دل خالی ہو جائے نا۔۔۔! اُس میں کوئی جذبہ باقی نہ رہے تو انسان زندگی جی نہیں رہا ہوتا وہ زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔۔۔! اور زندگی جینے اور گزارنے میں بہت فرق ہوتا ہے“

”یزدان مجھے صفائی کا ایک موقع دو جیسا آپ۔۔۔“

اُس کے مدھم لہجے میں بولے گئے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے جب اُس نے سختی سے اُس کا چہرہ دبوچے اُسے گھما کر دیوار کے ساتھ پن کیا تھا میراب سلطان اچانک بہت اچانک کانپ اٹھی تھی۔۔

”تم میرا کل حاصل تھی میراب سلطان“

اُس کا سانس سخت اشتعال کی وجہ سے تیز ہو گیا۔

”تم نے سب کچھ لا حاصل کر دیا۔۔۔! تم ایک قاتلہ ہو اور یزدان علی شاہ قاتلہ میراب سلطان سے رتی برابر بھی محبت نہیں کرتا۔“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اور بلا آخر وہ بول گیا اُس کی بھوری آنکھوں میں کچھ تھا اپنے چہرے پر بڑھتی اُس کی انگلیوں کی گرفت کے باوجود بھی اُس کے کالے نین ڈھٹائی سے اُس کی بھوری آنکھوں پر ٹکے تھے ہاں۔۔۔ وہاں شاید نمی موجود تھی۔۔۔ چھبتا لہجہ لیکن کھوکھلا تھا۔۔۔ تو یزدان علی شاہ؟ ہاں وہی شخص۔۔۔ وہ کس کو بتا رہا تھا کہ اُسے اپنی سلطانہ سے محبت نہیں۔۔۔؟؟ سلطانہ کو؟ یا سرکار سائیں جی کو؟؟

”اور پھر آنکھیں نفرت نہیں کرتیں اُس چہرے سے جس کی دید سے وہ اک عرصہ سیر ہوتی رہی ہوں“

”دوبارہ میرے قریب مت آنا ورنہ تمہیں زندہ جلا دوں گا“

اُسے سختی سے دیوار پر جھٹکا دیکر چھوڑتے وہ تن فن کرتا کمرے سے نکل گیا میراب سلطان نے ہاتھ کی مدد سے اپنا چہرہ ہلکے سے سہلایا وہ تلخی سے ہنس دی۔۔۔

چہرہ اوپر اٹھایا اور آنکھیں۔۔۔؟ کیسی تھیں وہ آنکھیں؟

پلکیں بار بار۔۔۔ کئی بار جھپکی گئیں۔۔۔!

”مضبوط لوگ اپنے آنسو خود سے بھی چھپانے کی سعی کرتے ہیں۔“

”آپ میرے دل سے اتر گئے جس دن یزدان علی شاہ اُس دن ہم صرف میاں بیوی ہوں گے۔۔۔ ایک خالی خولی رشتے کے ساتھ“

وہ بھیگی سانس اندر کھینچتے بولی۔۔۔

”الفاظ تیر ہوتے ہیں اے میرے دوست کبھی مشاہدہ کرنا جب من پسند شخص تمہیں کوئی تلخ جملہ بولے۔۔۔ تو تم ضرور مشاہدہ کرنا۔۔۔ کہ الفاظ دل پر لگے یا تیر۔۔۔“

اُس نے لٹکتے دوپٹے کو پکڑتے اُس کے ایک سے دوسرے کونے کو تلاش کرتے کئی بار پلکیں جھپکیں آخر کار مطلوبہ کونہ مل ہی گیا اُس نے وہاں باندھی گرہ کھولی۔۔۔

موبائل فون کو ہاتھ میں لیتے وہ کمینگی سے مسکرائی اگر وہاں کوئی موجود ہوتا تو اُس کی کارستانی پر حیران رہ جاتا کہ وہ۔۔۔

”وہ نئی نویلی دلہن موبائل کو پلو سے باندھ کر لے آئی تھی“۔۔۔ وہ میراب سلطان تھی جناب۔۔۔ وہ ایسی نہ ہوتی تو کیسی ہوتی پھر۔۔۔؟ بتائیں ذرا؟

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”سرکار سائیں جی آپ بے شک ٹھنڈے مزاج کے مالک تھے لیکن کیا ہے ناں آپ کی سلطانہ کو تیکھی چیزیں پسند ہیں“

اُس نے کچھ نمبر پر یس کیے بس اور فون کان کو لگاتے چند منٹ بات کی اور فون کان سے ہٹا دیا۔ اُس نے اب گھوم کر کمرے کو دیکھا۔ یوں محسوس ہوا جیسے کمرے کا ملک اندھیرے سے لگاؤ رکھتا ہو ہر چیز بہت ڈارک تھیم پر تھی۔

وہ آگے بڑھی اور جھک کر موبائل ڈریسنگ کے نیچے دیوار کے ساتھ رکھ دیا وہ واپس کھڑی ہوئی اور ہاتھوں سے نادیدہ گرد جھاڑی۔

”یہاں تک تو تمہارے بڑے بھی نہیں سوچ سکتے“

وہ اپنے ہی کارنامے پر دل ہی دل میں مسکرائی اور ڈریسنگ کے سامنے بیٹھتے اپنی جیولری اتاری اور نظریں اٹھا کر خود کو دیکھا۔۔۔

وہ بہت خالی دلہن تھی اُس کی تعریف کے لیے اُس کے شوہر نے چند الفاظ بھی نہیں کہے تھے اُس کی مسکراہٹ پھیلی تھی اور کھوکھلی بھی۔۔

”صرف تین بار میں آپ کو پکاروں گی یزدان اور۔۔۔! ایک بار پکار چکی ہوں“

اُس نے ڈریسنگ پر ہاتھ جماتے آئینے میں خود کو دیکھتے کہا۔۔ مضبوط لہجے میں۔۔

”میرا اب سلطان ایک اصول پر چلتی ہے سرکار سائیں جی۔۔۔! صرف تین بار۔۔۔! صرف تین بار پکاروں گی چوتھی بار غلطی نہیں کروں گی“

وہ وہاں سے ہٹ گئی اور کمرے میں دھیمے قدموں سے ٹہلنے لگی۔۔۔۔

”اگر میری تیسری پکار بھی ضائع گئی تو۔۔۔!!“

وہ ٹھہر گئی۔۔! اذیت ناک لفظوں پر زبان لڑکھڑاہی جاتی ہے۔۔

”تو ہمارا رشتہ بے شک کسی موڑ پر جا کر مکمل ہو جائے لیکن اک کسک میرے دل میں ہمیشہ رہے گی۔۔۔ ہمیشہ!“

اُس نے گہرا سانس بھرتے کہا اور ساتھ ہی مٹھیاں بھی بھینچیں۔۔ ہاں سختی سے۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ کتنے ہی وقت یہاں سے وہاں چکر کاٹتے وال کلاک کو دیکھتی رہی بلا آخر کافی وقت بعد اُسے نیچے سے آوازیں سنائی دیں تو وہ دھیمے سے مسکرائی۔۔

”اللہ توبہ“

وہ مسکرائی۔۔! ہاں وہی شیطانی مسکراہٹ۔۔ اُس کے قدم نیچے کی جانب اٹھنے لگے۔۔



”یہ کیا بکواس ہے کس نے بلائی ہے پولیس اس گھر میں۔۔؟؟“

وہ سامنے کھڑے آفیسر کو دیکھتے جڑے بھینچے دھاڑا اُس کی آواز حویلی میں ہر طرف پھیل گئی حویلی کا ہر فرد وہاں موجود اس معاملے کو سمجھنے کی کوشش میں تھا کہ کس میں اتنی جرات آگئی تھی کہ اس گھر میں پولیس کو بلاتا۔۔

”اففف!! اففف سرکار سائیں اتنے بلند لہجے میں کیوں چیخ رہے ہیں میں نے بلایا ہے انہیں۔۔۔!!“

ایک باریک نسوانی آواز پر ”یزدان علی شاہ“ نے پلٹ کر سیڑھیوں کی طرف دیکھا جہاں وہ ابھی تک دلہن کے لباس میں تھی اُس کے چہرے پر چمک کے ساتھ ایک بھرپور مسکراہٹ بھی تھی جو اُس شخص کو آگ میں دھکیل رہی تھی اور یہی تو وہ چاہتی تھی۔۔

”یہ کیا حرکت ہے لڑکی۔۔؟“

وہ مٹھیاں بھینچتے بری طرح دانت کچکچاتے بولا وہاں کھڑے ہر فرد نے اُس لڑکی کو دیکھا جس کی آنکھوں میں رتی برابر بھی ڈر نہیں تھا جبکہ وہ سڑھیاں اترتی اُس کے بالکل سامنے آکر کھڑی ہوئی تھی۔۔

”یہ حرکت تحفظ کے زمرے میں آتی ہے سرکار سائیں جی۔۔!“

مقابل شخص کے غصے سے تنے چہرے کو دیکھتے وہ سینے پر بازو باندھے ہلکے طنز سے ”جی“ پر دباؤ دیتے بولی پولیس آفیسر نے اُن دونوں کی جانب دیکھا۔۔

”بی بی آپ نے پولیس بلائی ہے کس سے خطرہ ہے آپ کی جان کو۔۔۔؟“

پولیس آفیسر ایک قدم آگے بڑھتے سنجیدگی سے بولا جبکہ وہ لڑکی ابھی بھی مقابل کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی جو نجانے ضبط کے کتنے کڑے مراحل میں تھا

پھر ایک قدم اُس کی جانب اٹھاتے اُس کے تھوڑا قریب ہوئی۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"در اصل مجھے یزدان علی شاہ سے تحفظ چاہیے کمرے کے اندر بھی اور باہر بھی"۔۔

وہ تھوڑی دیر پہلے ہوئی اپنی تذلیل کو یاد کرتے تڑخ کر بولی اُس کے تاثرات بہت پر سکون تھے لیکن لہجہ۔۔۔! لہجہ مقابل کو آگ لگاتا تھا۔۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے میرا بسلطان"۔۔!

وہ انتہائی غصے سے گہرا سانس کھینچتے دے دے لہجے میں بولا تھا وہاں موجود لوگ اُس کے غصے سے خائف ہوئے تھے جبکہ وہ لڑکی اُس سے جیسے لڑ جانا چاہتی تھی آفیسر نا سمجھی سے اُس کی عجیب بات کو سن کر اب اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"کیا بے ہودگی دیکھائی ہے میں نے سرکار سائیں جی"۔۔؟

اُس کے بالکل سامنے کھڑے ہوتے وہ تڑخ کر بولی تھی

اُس کی چلتی زبان پر اُس نے سختی سے لب بھینچے اور ساتھ ہی مٹھیاں بھی زور سے بھینچ ڈالیں۔۔۔

"لگتا ہے یہ آپ کا ذاتی مسئلہ ہے لیکن پھر بھی میں یہاں دوکانسٹیبلز کو چھوڑ جاتا ہوں آئندہ دھیان رکھے ہمارا وقت برباد نہ کریں"۔۔

پولیس آفیسر اُن دونوں کو یوں ایک دوسرے کو گھورتے دیکھ بے زاری سے بولا اور کانسٹیبلز کو اشارہ کیا۔۔

"خبردار۔۔۔!! اس گھر میں کوئی نامعلوم مرد نہیں ٹھہرے گا۔۔! اور یہ لڑکی۔۔ اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے"۔۔۔!!

وہ سامنے کھڑی اُس لڑکی کو دیکھ بات کرتے کرتے اُس کا بازو دبوچے گرفت سخت کرتے پھر کانسٹیبلز کو دیکھ شعلہ بار لہجے میں غرایا۔۔

"لڑکی۔۔۔! ہنسہ۔۔۔ یہ لڑکی بھی سامنے کھڑے نامعلوم مرد کے ساتھ اس چھت کے نیچے نہیں ٹھہر سکتی۔۔۔! کیا لگتی ہوں میں تمہاری۔۔۔؟؟"

اپنے بازو پر بڑھتی اُس کی گرفت اور اُس کی آنکھوں میں اترتی وحشت کو قدرے نظر انداز کرتے وہ آئی برو

آچکاتے تیکھے لہجے میں بولی پولیس آفیسر نے شکی نظروں سے یزدان علی شاہ کو دیکھا۔۔

"تمیز سے بات کرو بڑوں کے آگے"۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کب سے خاموش کھڑی شائستہ بیگم نے معاملہ بگڑتے دیکھ کر میراب سلطان کو قابو کرنا چاہا جو انہیں دیکھ ہلکا سا مسکرائی۔۔۔

"لیکن میں نے تو آپ سے کوئی بات نہیں کی آنٹی صاحبہ"۔۔!

وہ سر کو ہلکی سی جنبش دیتے بولی تو یزدان نے بری طرح جبرے بھینچتے اُس کے بازو میں اپنی انگلیاں سختی سے مزید گاڑ دیں کہ اس بار اُس کی اتنی جارہانہ گرفت پر میراب سلطان کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔۔! وہ ایسا تو نہ تھا۔۔۔!

"کون ہے یہ لڑکی"۔۔؟

پولیس آفیسر اُن کی جانب بڑھتے بولا اور شکی لہجے میں یزدان علی شاہ کو دیکھا جواب بھی سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھتے اُس کے بازو پر گرفت سخت سے سخت تر کیے جا رہا تھا۔۔۔

"آپ اپنے اہلکاروں کو لے کر یہاں سے جاسکتے ہیں۔۔۔ یہ لڑکی۔۔۔!"

وہ بولتے بولتے سختی سے لب ایک دوسرے میں پیوست کر گیا۔ اُس نے میراب سلطان کا بازو سختی سے جھٹکا کہ وہ لب بھینچتے بامشکل سسکی کو روک پائی۔۔۔ اُس نے گردن جھکا کر نامحسوس طریقے سے کئی بار پلکیں جھپک کر آنکھوں کی نمی کو بمشکل پیچھے دھکیلا وہ پھر سے گردن اٹھائے تیکھا سا مسکرائی تھی۔۔۔ وہ اُس شخص کو جلاڈالنا چاہتی تھی اپنے سکون سے اور وہ شخص۔۔۔! وہ جل رہا تھا اب۔۔۔

"یہ لڑکی بیوی ہے میری۔۔۔! میں اس کا شوہر ہوں اور اسے تحفظ دے سکتا ہوں کمرے کے اندر بھی اور باہر بھی"۔۔۔

اُس نے پولیس آفیسر کو دیکھتے ایک ایک لفظ پر دباؤ دیتے کہا اُس کے لہجے میں تپش تھی آخری جملے پر دباؤ دیتے اُس نے اپنا شال میں لپٹا بازو اٹھا کر اُس لڑکی کے کندھے پر رکھتے اُسے اپنی جانب جھٹکے سے کھینچتے اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔۔

اُس کا چہرہ سپاٹ تھا لیکن لہجہ۔۔۔! لہجہ سرد تھا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

۔ میراب سلطان ساکت ہو گئی تھی اپنے کندھے پر اُس کے بازو کا لمس محسوس کرتے۔ وہ بس ساکت ہو گئی۔ وہ اُس کے کندھے پر اپنی شال میں لپٹا بازو رکھے اُسے اپنی شال کے حصار میں لے گیا تھا۔۔ بے شک وہ حصار بے حد پُر تپش تھا لیکن میراب سلطان کو وہ حصار پھر بھی پسند تھا۔۔

اور پھر ایک دلکش مسکراہٹ اُس کے لبوں پر پھیل گئی تو آخر اُس شخص نے سب کے سامنے کہہ ہی دیا تھا جو وہ سننا چاہتی تھی۔۔۔!

"یہ لڑکی میری بیوی ہے۔۔۔۔!"

ہاں یہ وہی الفاظ تھے جنہیں وہ سننا چاہتی تھی۔۔۔ وہ مغرورانہ انداز میں مسکرائی تھی۔۔۔ ایک مکمل مسکراہٹ۔۔۔ جبکہ اُس کی مسکراہٹ دیکھتی دور کھڑی مبشرہ بمشکل اپنی ہنسی روک پائی۔۔۔

"یزدان علی شاہ کی ضد کو پہلی بار کسی نے مات دی تھی۔۔۔! اور دی بھی کس نے۔۔۔؟ ایک لڑکی نے۔۔۔! اور لڑکی بھی وہ جو اُس کی بیوی تھی۔۔۔"

میراب سلطان گہرا مسکرائی۔۔۔ وہ مسکراہٹ شیطانی سی تھی۔۔۔ اُس نے ہاتھ اُس کے پیچھے سے لے جاتے شال کے اندر ہی مقابل شخص کی کمر پر باندھا تو وہ بری طرح چونکا اُس کی بے باک حرکت پر اُس نے جھٹکے سے گردن موڑ کر خونخوار نظروں سے اُس کی طرف دیکھا تو وہ آبرو اچکاتے بائیں آنکھ و نک کر گئی۔۔۔ یزدان علی شاہ کا خون کھول اٹھا تھا۔۔۔

پولیس چہرے پر بے زاری لیے وہاں سے جا چکی تھی جبکہ وہ اب بھی ویسے ہی اُس کے ساتھ کھڑی مسکرا رہی تھی۔۔۔

اُس نے دھیرے سے سر اُس کے کندھے پر دھرا تو یزدان علی شاہ نے سختی سے اُس کا بازو اپنی پشت سے ہٹاتے اُسے دور جھٹکا۔۔۔

"تم جیسی بے شرم لڑکی میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھی"

وہ انگلی اٹھاتے غضب دار لہجے میں دبی دبی آواز میں غریبا میراب سلطان نے کندھے اچکائے۔۔۔

"کیسے دیکھو گے۔۔۔؟؟ میں اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی ہوں"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ بھرپور انداز میں مسکرائی۔۔ ہاں وہی آگ لگاتی مسکراہٹ کہ وہ واقعی اشتعال سے بے قابو ہوتے مٹھی بھیج گیا

--

”میراب دور ہو جاؤ میری نظروں سے“

وہ دانت کچکچاتے بولا وہ اُس کی مسکراہٹ کو ماند کر دینا چاہتا تھا اور وہ۔۔! وہ مسکرا کر اُسے چاروں شانے چت کر دینا چاہتی تھی۔۔۔

”اللہ توبہ سرکا۔۔“

”چٹاخ۔۔“

اُس کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے جب کسی نے اُس کی کہنی دبوچے اُس کا رخ اپنی جانب موڑتے ایک زناٹے دار تھپڑ اُس کے رخسار پر جڑا تھا تھپڑ کی گونج اٹھی تھی کہ ہر کوئی ساکت رہ گیا۔۔۔

وہ خود بھی تو ساکت تھی رخسار جل اٹھا تھا اُس نے اپنے رخسار پر ہاتھ رکھتے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔

”اے لڑکی ونی میں آئی ہے تو۔۔! میرے بیٹے کے سر چڑھ کر ناچنا بند کر بے حیا لڑکی“

وہ اُس کی ساس تھیں جو نجانے کب سے اس وقت کے انتظار میں تھیں اُن کا لہجہ حقارت کیے ہوئے تھا۔۔ میراب سلطان کو پہلی بار کسی نے تماچہ جڑا تھا۔۔

اُسے اپنے رخسار پر پڑے تماچے کا افسوس نہیں تھا اُسے افسوس تھا تو اپنی ذات پر پڑے تماچے کا جو اُس کے شوہر نے خاموش رہتے پڑوایا تھا۔۔۔

اب شاید۔۔! اب شاید میراب سلطان محبت کو بھول جاتی۔۔ ہر لڑکی کو بھول جانا چاہیے۔۔! عزت مقدم ہے آخر۔۔

مبشرہ سمیت یحییٰ شاہ بھی حیرت سے اس تماشے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

میراب سلطان نے گردن ذرا سی تر چھی کرتے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا بس ایک پل اور پھر وہ آنکھیں زور سے میچ گئی۔۔

”وہ ویسے ہی کھڑا تھا“ اور یہ تاثر دنیا کا اذیت ناک تاثر تھا کہ آپ کے شوہر کے سامنے۔۔ آپ کے محافظ کے سامنے ”آپ کی ذات کی بے جا تذلیل ہو“

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”میرے بیٹے کو مارنے کے بعد کیا سوچ کر آئی تھی تم یہاں۔۔۔ تمہیں مہارانی کی طرح رکھیں گے ہم“
شائستہ بیگم کا لہجہ تیز سے تیز ہوتا گیا انہوں نے اُس کی کہنی واپس دبوچی اور اُس کا رخ اپنی طرف کرنے کی ناکام
سی کوشش کی جبکہ میراب سلطان کی دھندلی نظریں۔۔۔۔۔! ہائے وہ شکوہ کرتی ٹوٹی پھوٹی نظریں اُسی ستمگر پر
جمی تھیں۔۔۔

”یہ جانتے بوجھتے بھی کہ تو نے اُس کے بھائی کا قتل کیا تو نے منہ اٹھا کر اُس سے نکاح کر لیا یقیناً کوئی ایسی ویسی بات
ہوگی ورنہ تو لڑکیاں خوف کھاتی ہیں۔۔۔ پتہ نہیں کیا کیا کرتی پھر رہی ہوگی۔۔۔ میں تو پہلے ہی حق میں نہ تھی اس
نکاح کے۔۔۔ نجانے کیسی لڑکی ہے جس کو اتنے لڑکوں نے منع کر دیا نہ شکل نہ صورت نہ سیرت نجانے کردار
۔۔۔!!

وہ بولتی جا رہی تھیں بس بولتی جا رہی تھیں۔۔۔ برس پہلے کا زہر وہ اپنے لفظوں میں لپیٹے بس میراب سلطان پر
تھوک رہیں تھیں۔۔۔

”بس۔۔۔!! ماں“

دوبلی جلی آوازیں ایک ساتھ یک زبان ابھریں بس ایک لفظ کا فرق۔۔۔

میراب سلطان نے نظریں ہٹالیں اور ”میراب سلطان کی نظروں کے ارتکاز کا ٹوٹنا یزدان علی شاہ کو تاحیات یاد
رہنے والا تھا اب“

اُس نے پلٹ کر دیکھا وہ اُس کا بھائی تھا۔۔۔ بھائی کھڑا تھا دہلیز پر سختی سے جڑے بھینچے وہ تیزی سے آگے بڑھا اور
شائستہ بیگم کے ہاتھ سے اُس کی کہنی سختی سے چھڑوائی۔۔۔

آدم سلطان کچھ نہیں بولا بس دھیرے سے اُسے ساتھ لگاتے اُس کے سر کو تھپکا وہ سختی سے نچلا لب دانتوں تلے
دبا گئی۔۔۔

وہ اپنی سسکیاں سناتی۔۔۔؟؟ ارے اس سے اچھا وہ مر جاتی۔۔۔

”میں نے کہا تھا ناں یزدان علی شاہ بدل گیا ہے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آدم سلطان نے اُسے خود سے الگ کیا اور اُس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا آواز بہت دھیمی تھی بہت ہی زیادہ دھیمی جیسے کانپتی آواز کو سمجھا لایا ہو۔۔

اور بہن میں تو جان بستی تھی اُس کی۔۔

”جانتی ہوں۔۔۔!! جس دن دل نے قبول کر لیا اُس دن سب بدل جائے گا بھائی۔۔۔! وہ دن۔۔۔ وہ دن اذیت ناک ہو گا بس ایک دن ہی کی تو بات ہے“

جواباً بھی لہجہ دھیمہ اور شکستہ سا تھا۔۔

اُس نے پکار سنی تھی یزدان علی شاہ کی لیکن وہ پکار وہ تنبیہ۔۔ وہ دیری سے پہنچی تھی۔۔ وہ پہلے جملے پر نہیں پہنچی۔۔۔ وہ بہت دیری سے پہنچی تھی۔۔

اور کہتے ہیں۔۔

”دل سے اتر جانے کے بعد دی گئی کسی کی اہمیت کسی کی پکار کا کوئی جواز نہیں ہوتا۔۔ یوں سمجھ لیں دل بہرہ ہو گیا ہے“

”میرے ساتھ گھر چلو۔۔! ہم خلع لے لیں گے اور سارا کچھ کلئیر کروں گا میں“

اُس کے سر پر نرمی سے ہاتھ پھیرتے وہ مدھم لہجے میں فکر مندی سے بولا میرا ب نے نفی میں سر ہلایا کئی بار۔۔ کچھ فاصلے پر کھڑی مبشرہ شاہ نے آدم سلطان کو دیکھا۔۔ کئی دنوں بعد کی دید۔۔ یوں محسوس ہوا جیسے صدیاں گزر گئی ہوں۔۔۔۔

”بس آزمانے دیں مجھے میں دیکھنا چاہتی ہوں آخری حد اپنی بھی اور آزمانے والے کی بھی“ وہ بولی تو خود بخود آنکھوں میں نمی در آئی وہ ہلکے سے مسکرائی۔۔ یہ لڑکی میرا ب سلطان ہے اور تکلیفوں کی آزمائش کرنا ان کے مطابق گناہ ہے۔۔۔

”تمہیں شرم تو نہیں آئی یزدان۔۔ ایسا کرو تم“۔۔

آدم سلطان نے اُسے اپنے بازو کے حلقے میں لیتے ہی پلٹ کر یزدان کو دیکھتے بات ادھوری چھوڑی اور میرا ب سلطان کے ہاتھ تھامے۔۔

”یہ چوڑیاں پہن لو اگر مرد کی طرح نہیں رہ سکتے تو“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے میراب سلطان کی کلائی سے کنگن اتارتے یزدان علی کی طرف حقارت بھرے لہجے میں پھینکے۔۔
”آدم“ اُس کی حرکت پر وہ شدت سے دھاڑا تھا۔۔

”بھائی وہ شوہر ہے میرا“ میراب نے اُسے دیکھتے حیرت و تنبیہ کرتے لہجے میں کہا۔
”اور تم میری بہن ہو۔۔ اس کی بیوی۔۔ اور تمہارے صورت و سیرت پر کیسے کیسے الفاظ کسے جارہے ہیں
یہاں۔۔ یہ بہرا ہو گیا ہے۔۔ کیا اسے پتہ نہیں ہے کیسے مقابلہ کیا جاتا ہے“؟؟
وہ یزدان کو دیکھتے اُس سے بھی بلند لہجے میں چیخا اس صورتحال پر سب ہی خائف ہوئے۔۔
”یہ میرا اور میری بیوی کا مسئلہ ہے“ وہ درشت لہجے میں دبا دبا سا بولا۔۔

”اچھا۔۔! تو آپ کو یاد ہے سردار کہ یہ لڑکی بیوی ہے آپ کی؟؟ اُس نے ہنستے ہوئے طنز کیا۔۔
”عورت کی آڑ میں بدلہ نہیں لیتے یزدان جب تمہیں مناسب لگے ناں میرے سینے میں پانچ گولیاں مار کر بدلہ
لے لینا لیکن۔۔! اب میری بہن کو کوئی بھی تکلیف ہوئی۔۔ تو آدم سلطان ہوں میں۔۔ خدا خیر سب خیر ہی
کرے پھر“ وہ میراب کو وہی چھوڑے اُس کی جانب بڑھتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کرتے بولا یزدان نے لب
بھینچتے اُسے دیکھا۔۔
”دفع ہو جاؤ میرے گھر سے“

وہ دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا آدم سلطان نے تمسخر سے اُسے دیکھا۔۔ اور واپس پلٹ کر گھر کے تمام
افراد پر ایک اچھٹی سی نگاہ ڈالی تھی۔

”مت یاد رکھو کہ تم اس کی بیوی ہو یاد رکھو تو یہ کہ تم میراب سلطان ہو اور مجرم کو بخش دے وہ میراب سلطان نہیں“
وہ اُس کے سر پر بوسہ دیتے نرمی سے بولا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی وہ وہاں سے نکل گیا وہاں موجود ایک نظر نے دور
تک اُس کا پیچھا کیا۔ تمام نظروں میں ایک نظر ہوتی ہے ایسی جو حسرت بھری ہوتی ہے کہ جانے والا بس ایک بار
بس ایک بار پلٹ کر سر سری سا ہی نظر کرم کر دے اور یہاں مبشرہ شاہ کی نظر ایسی ہی تھی۔۔
”دیکھا کیسے دھمکی دے کر گیا ہے اس کا بھائی یہ لوگ ہمیں سمجھتے کیا ہیں یہ ٹکے کی۔۔“

”ماں۔۔! میری بیوی ہے وہ۔۔ میں چاہے اسے جو بھی سزا دوں آپ خیال رکھیں آئندہ ایسے نازیبا الفاظ اُسے
مت بولیں۔۔ میں پتہ نہیں کیسے آپ کا لحاظ کیے برداشت کر گیا ہوں پہلے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ نظریں ادھر ادھر رکھتے ہی بولا تھا لیکن لہجہ سخت تھا۔۔۔ کافی سخت۔۔۔ شائستہ بیگم بیٹے کو دیکھتی رہ گئیں پھر ایک نظر میراب سلطان پر ڈالی جو دھیرے سے مسکرائی تھی پھر واپس ہاتھ اپنے رخسار پر رکھ گئی۔۔۔ اُس کی چلا کی پر شائستہ بیگم تو کنگ رہ گئی تھیں۔۔۔

”چلو تم میرے ساتھ اوپر“

ہاتھ آگے بڑھاتے اُس نے میراب سلطان کو شال کے حلقے میں لیتے سختی سے کہتے قدم اوپر کی جانب لیے۔۔۔

”بھابھی بھائی کو گھن چکر بنائیں گی تم کیا کہتی ہو“

یحییٰ مبشرہ کی جانب آتے اُس کے کان میں گھستے بولا اُس کی بات پر مبشرہ نے گھور کر اُسے دیکھا۔

حقائق پتہ ہے کیا ہیں۔۔۔؟؟

”مردا اگر فرما بردار بیٹا ہو اور محبت کرنے والا شوہر بھی ہو اور ساس بہو میں نہ بنتی ہو تو مرد سے بڑا دکھی انسان دنیا میں کوئی نہیں ہوتا۔۔۔ بیچارہ مرد“

Episode 5

”ہاتھ چھوڑو میرا۔۔۔! میں نے کہا ہاتھ چھوڑو میرا“

وہ کمرے میں داخل ہوتے ہی خود کے وجود کو اُس کے شال کے حلقے سے آزاد کرواتے چیخی تھی۔۔۔

”اب کیوں اپنی اس نام نہاد عزت میں ڈھانپا ہے مجھے۔؟ جس وقت آپ کو میرا ہاتھ تھا مناجا ہیے تھا میرے لیے لڑنا چاہیے تھا آپ اُس وقت خاموش تھے مسٹر سرکار سائیں جی“، اختتام تک آتے آتے حلق میں کئی گرہیں ابھریں حلق میں یکدم درد اٹھا تھا لہجہ رندھ سا گیا وہ ضبط سے لب بھینچ گئی۔۔۔

”جانتے ہو تم۔۔۔! ہاں تم ہی بڑا تکلیف دہ امر ہے دل میں بسے ہوئے لوگوں کے سامنے نمکین پانیوں کو ضبط کرنا“

”اور جو تمہارا وہ بھائی کہہ کر گیا وہ؟“

وہ بھی تھوڑے تپے ہوئے لہجے میں بولا انا ہنوز برقرار تھی۔۔۔ اور جہاں انا برقرار ہو وہاں عزت، خلوص، محبت ایک ناکارہ چیز ہیں۔۔۔۔۔ صفر۔۔۔۔۔ ہاں ہاں بالکل خالی۔۔۔۔۔ بے معنی۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”بے معنی چیزیں ہوں، رشتے ہوں یا احساسات۔۔۔ وہ جہاں مرضی موجود ہوں وہ کوئی اہمیت نہیں رکھتے اُن کی قدر کرنے والا کوئی نہیں ہوتا“

”کیا اُس نے کچھ غلط کہا؟ ہر گز نہیں۔۔۔! مرد ایسے انتقام نہیں لیتے یزدان۔۔۔! یہ آپ جانتے ہیں یہ آپ بہتر جانتے ہیں“

اُس نے انگشت شہادت اٹھاتے اُس کے سینے پر رکھتے دو بار وہاں دباؤ بڑھایا کالی آنکھوں میں بلا کی سچائی تھی۔۔۔ یزدان علی شاہ کو ماننا پڑا اُس کی آنکھیں چمکتی تھیں سچائی سے۔۔۔ بہت چمکتی تھیں۔۔۔

”ایک اصلی اور نسلی مرد کبھی عورت کو ڈھال نہیں بناتا یہ اُس کی مردانگی اور انا کے خلاف ہے سخت خلاف“ وہ انگلی اٹھا چکی تھی اُس کی آنکھوں میں عجیب سی تپش تھی ایک مضبوطی تھی وہ حق پر تھی ”اور حق پر موجود ہر آنکھ میں مضبوطی ہونی چاہیے بلکل ہونی چاہیے“

”کیا چاہتی ہو تم مجھ سے میرا بسلطان؟؟“

وہ تنے چہرے سمیت بولا ٹھہر ٹھہر کر۔۔۔

”جس نے میرے دل پر خنجر چلائے میں اُسے دل کی اعلیٰ مسند پر رکھوں؟ نہ میرا بی بی نہ مجھ سے ایسا نہیں ہوگا“

اُس نے نخوت سے کہا اور ہاتھ کے اشارے سے نفی میں سائن دیا۔۔۔

”تم بات تو جان۔۔۔!!“

”میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی“

وہ لفظ چبا چبا کر بولا سختی سے۔۔۔ میرا بسلطان خاموش ہو گئی اُس کی بات کاٹی گئی تھی ہر کوئی کئی بار کاٹ چکا تھا۔۔۔ لیکن وہ ہر کوئی نہیں تھا۔۔۔ ”وہ یزدان علی شاہ تھا اور وہ میرا بسلطان کی بات نہیں کاٹتا تھا اس طرح اس لہجے میں تو نہیں کاٹتا تھا“۔۔۔

”یہ آخری بار کہہ رہا ہوں! تم ابھی اور اسی وقت یہاں سے جاسکتی ہو“

بھوری آنکھیں کالی آنکھوں پر جمی تھیں ارتکاز بہت عجیب سا تھا منجمد سا۔۔۔ سب کچھ منجمد سا تھا۔۔۔ تھم گیا تھا سب کچھ۔۔۔ بس ساکت۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”جاؤ چلی جاؤ“

اُس نے کہا اور رخ پھیر لیا رتکاڑ ٹوٹ گیا۔

سب کچھ واپس چلنے لگا لیکن صرف یزدان علی شاہ کے لیے۔۔ میراب سلطان۔۔؟ وہ ابھی بھی منجمد تھی ساکت اور خالی۔۔

کالی نظریں اٹھیں اور اُس کی پشت کو دیکھا شال اُس کی پشت سے تھوڑا اوپر کندھوں کے دونوں اطراف تھی کالی آنکھیں نے پلکیں جھپکیں اور نظر تھوڑا سا ترچھی ہوئی اُس نے مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں۔۔

یقیناً لب بھی بھینچے ہوں گے۔۔! ہاں یقیناً۔۔ وہ بغیر دیکھے بتا سکتی تھی وہ بتا سکتی تھی میراب سلطان اُس شخص کو حرف بہ حرف بتا سکتی تھی۔۔۔

”ٹھیک“۔۔

یک لفظی جواب مضبوط لہجہ بہت اٹل سا۔۔ میراب سلطان ایسی ہی ہے۔۔ اٹل اور مضبوط۔۔ ضدی اور ہٹ دھرم۔

اُس نے قدم اٹھائے اُس کے اٹھتے گرتے قدموں کو وہ بخوبی سن سکتا تھا۔۔ ہاں واضح طور پر وہ اُس کے پاس سے گزر گئی اب۔۔

ہر چیز تھم گئی وقت، احساسات اور یزدان شاہ کی نظریں بھی۔۔۔!!

وہ کمرے کے داخلہ دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی اُس نے ایک بار بھی پلٹ کر نہیں دیکھا وہ نہیں دیکھتی وہ ایسی ہی تھی۔۔

دروازہ کھلا اور اُس کا وجود دہلیز کے پار کہیں گھم ہوتا چلا گیا۔۔ وہ وہی رہ گیا تھا۔۔

بس خالی دروازے کو دیکھتے ہوئے۔۔

تو اور انا اور محبت میں کون جیتا۔۔۔۔؟؟ (کندھے اچکائے گئے)

”آپ کو چھوڑ دوں اللہ توبہ“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایک چمکتی آواز، میٹھا لہجہ پس منظر کانوں میں گونجنے لگا اور آنکھیں۔۔۔؟ وہ اب بھی کمرے کے بند دروازے پر ٹکیں تھیں جہاں سے وہ جا چکی تھی۔۔۔

اُس نے نظریں چرائیں اور گردن کو نفی میں گھمایا بار بار کئی بار اُس کا دم گٹھنے لگا تھا اُس نے شال اتار کر سختی سے زمین پر پٹنی۔۔ اور کرتے کا اوپری بٹن کھولتے کف لکس کھولتے کمنیوں تک فولڈ کیے۔۔

”اُسے لگا تھا وہ نہیں جائے گی۔۔۔! فقط اُسے لگا تھا“

”آئی بڑی میری ضد سے ٹکرانے والی۔۔۔!! اچھا ہوا چلی گئی بہت اچھا ہوا بہت اچھا“۔۔

کمرے کو ادھر ادھر دیکھتے اُس کی آنکھوں کے ساتھ اُس کے لہجے میں بھی بے چینی تھی۔۔

”میری پکار ان سنی کی تھی۔۔۔! بہری کہیں کی“

وہ بیک وقت ہنستے ہوئے اور پھر غصہ ہوتے خود سے ہی بڑبڑا رہا تھا۔۔۔

”مجھے پتہ ہے میری بیوی ہے۔۔۔! مگر میرا بھائی تھا جو مر گیا تھا“

”اُس کو اندازہ نہیں ہے۔۔؟ شروع سے اپنی سنانے والی ہے اپنی من مانی کرنے والی۔۔ کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔!

فرق پڑتا ہے!! نہیں کوئی فرق نہیں پڑتا اچھا ہوا چلی گئی ورنہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جاتی یہ گز بھر لمبی زبان ہے

۔۔۔“

وہ جبرے بھینچے دائیں ہاتھ کی چار انگلیوں کو آپس میں جوڑے بائیں بازو سے ہاتھ تک کا فاصلہ طے کرتے الجھن زدہ لہجے میں بولا۔۔۔

”بد زبان کہیں کی۔۔۔! ہر گز نہیں بھولوں گا میرے بھائی کے ساتھ جو ہوا اُس کا خمیازہ سلطان خاندان کو بھگتنا پڑے گا“

اُس نے اپنی شال اٹھائی اور واپس پیچھے دونوں کندھوں پر جمائی بے وجہ کارپیٹ پر ٹھو کریں رسید کرتے وہ کمرے سے یہ جاوہ جا۔۔

وہ بے چین تھا اُس کے ہر انداز سے بے چینی چھلک رہی تھی۔۔۔۔!

”وہ اُس سے نفرت نہیں کرتا تھا بس کہا ہی تو تھا۔۔ کہہ دینے سے ہو جاتی ہے کیا؟؟“

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہننے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

احساسات چاہے جتنی مرضی تیزی سے بدل جائیں لیکن ایک چھوٹا سا گوشہ دل میں ہمیشہ بڑے حق سے براجمان رہتا ہی ہے۔۔



کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز پر اُس نے تیزی سے الماری سے شرٹ نکال کر پہنی اُس کی پشت دروازے کی طرف تھی وائٹ شرٹ اُس کی چوڑی پشت پر بڑی بھلی لگتی تھی اُس کے ہاتھ تیزی سے حرکت کرتے شرٹ کے بٹن بند کر رہے تھے۔۔

”آدم“

بہت دھیمی سی آواز میں پکار آئی تھی ہلکا سا خوف لہجے میں تھا جو کہ اب کف لنکس بند کرتے وہ بخوبی محسوس کر سکتا تھا۔۔

”آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟“

اُس کے لہجے میں کسی بھی قسم کی لچک نہ تھی۔۔

”یہ چائے۔۔“

اُس نے ہاتھ میں پکڑا لگا ہلکا سا آگے کو کرتے جیسے وجہ بتائی آدم سلطان کی نظریں ہنوز جھکی ہوئیں تھیں ہاتھ اپنے شرٹ کو ٹھیک کر رہے تھے اور سیاہ بالوں سے پانی کے قطرے پھسل کر اُس کی کن پٹیوں سے آگے جا رہے تھے۔۔

”رکھ دیں“

وہ اب بھی سنجیدگی سے بولا۔۔ گہری سنجیدگی سے۔

شیر اسلطان آگے بڑھی اور چائے کا بھاپ اٹھاتا لگا صوفے کے سامنے دھرے شیشے کے میز پر رکھ دیا۔۔

وہ واپس الماری کی جانب پلٹا اور سرگھسائے کچھ تلاش کرنے لگا اُس نے ہلکی سی آنکھیں ترچھی کیں وہ وہیں کھڑی تھی۔۔

وہ جب پلٹا تو اُس کے ہاتھ میں فائل تھی ایک سرخ فائل وہ خاموشی سے جا کر صوفے پر ٹک گیا۔

فائل کھولی اور پھر ذرا کی ذرا نظر فائل سے ہٹاتے چائے کا لگا پکڑا اور واپس نظر فائل پر جمالیں۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

شیز اسلطان کے لب خود بخود مسکرائے دھیرے سے اُس نے دیکھا سفید مگ کے ہینڈل پر دھریں آدم سلطان کی انگلیوں کی پوروں کو۔۔ مگ کا وہ حصہ جسے کچھ دیر پہلے اُس نے اپنے ہاتھوں سے تھام رکھا تھا اب اُس کی مسکراہٹ ہلکی سی گہری ہو گئی۔۔

”کچھ کام ہے؟“

سفید مگ کو واپس شیشے کے میز پر رکھتے اُس نے فائل ہلکی سی چہرے سے نیچے کرتے کہا

”ہا۔ ہا۔ وہ۔“

نیلی آنکھوں کا ارتکاز بے ساختہ ٹوٹا وہ چونکی اور نظریں سفید مگ سے ہٹا کر سامنے دیکھا۔۔

”کچھ کہنا ہے آپ کو؟“

اُس نے ہلکا سا بایاں ابرو اچکا یا ایسا کرتا وہ خاصا پرکشش لگا

”جی۔۔! دراصل مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے“

شیز نے ہاتھوں کی انگلیوں کو ذرا سا مسلا اور خشک لبوں پر زبان پھیرتے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا اُس نے اب فائل ذرا سا جھک کر میز پر رکھی اور ہاتھوں کو باہم جوڑتے سر اٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

وہ جتنی مرضی بے خوف صحیح لیکن آدم سلطان کی بھوری آنکھوں میں کچھ ایسا تاثر ضرور ہوتا تھا کہ شیز اسلطان کے الفاظ گھم ہونے لگتے تھے۔۔ الفاظ گھم ہو رہے تھے ابھی بھی۔۔

”مجھے کام ہیں اور بھی“

وہ سنجیدگی سے بولا ایک ہاتھ کے انگوٹھے کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے سے ملاتے وہ مسلسل ایسے ہی شاید کوئی کھیل کھیل رہا تھا۔۔

”مجھے آپ سے محبت ہے آدم مجھے نکاح کرنا ہے آپ سے آپ بابا سے بات کریں“

وہ تیزی سے بولی گئی۔۔ بے حد تیزی سے اور اتنی ہی تیزی سے سر جھکاتے ہاتھوں کو سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کیا۔۔

”کہہ دی ضروری بات۔۔! اب آپ کمرے سے جاسکتی ہیں“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس کا لہجہ بہت ٹھنڈا ٹھار تھا اُس نے واپس فائل پکڑتے سفید چائے کا گ اٹھاتے لبوں کو لگا یا شیز اسلطان نے بے ساختہ ہی۔۔ بہت ساختہ سراٹھا کر اُس بے حس انسان کو دیکھا۔۔۔

”آدم۔۔۔!“

”آپ جاسکتی ہیں“

اُس نے اس بار د بے د بے غصے سے اُس کی بات کاٹی شیز اسلطان کی نیلی آنکھوں میں نمی تیر گئی۔۔

”لیکن میری بات تو سنیں میں سچ میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں آدم میں۔۔! م۔ میرا“

وہ بولتے بولتے اچانک رک گئی کمرے میں ایک نسوانی سی ہچکی گونجی اور ساتھ ہی سختی سے کسی چیز کو ٹیبل پر پٹخنے کی آواز بھی۔۔! اُس نے سفید مگ کو ٹیبل پر سختی سے پٹخنے کے انداز میں رکھا۔۔۔۔۔

”مجھے آپ میں کوئی دلچسپی نہیں ہے شیزا۔۔۔!“

وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا اُس کی تیکھی ناک غصے سے مزید تیکھی سی ہوئی ماتھے پر چار بل تھے اور چہرے پر ہلکی ہلکی کر خنگی۔۔۔!

آدم سلطان ایک خوب رو جوان تھا اور سب سے کمال اُس کا بایاں ابرو اٹھانا تھا۔ اُس کی بھوری آنکھیں بہت تیز اور زیرک تھیں۔۔

وہ پہلے سے ہی جانتا تھا اُس لڑکی کی ضروری بات۔۔! اُس کی آنکھیں زیرک تھیں انسان کے اندر کے حالات کو جلد پہچان لینے والیں۔۔

”معذرت لیکن مجھے گوارہ نہیں ہے کہ عورتیں میرے سامنے روئیں آپ جائیں یہاں سے“

وہ رخ پھیرتے بولا بالکل بے نیازی سے شیزا کی نسوانی ہچکیوں کی آواز کمرے میں مزید تیز ہو گئی اُس نے بھوری آنکھیں میچ کر دوسرے پل دوبارہ کھولیں۔۔۔

”آپ کسی ا۔ اور کو پ۔ پسند کرتے ہیں ی۔ یا میں خوبصورت نہیں ہوں“

وہ لب کاٹتے بولی اُس کی نیلی آنکھ سے آنسو آہستہ آہستہ بہہ رہے تھے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔۔۔۔۔ گہرا اور درد کن احساس۔۔۔ ایسے جیسے سب تمام ہو رہا ہو۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”میں یہ حق نہیں رکھتا کہ آپ کو جج کروں اور نہ آپ یہ حق رکھتی ہیں کہ میرے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کریں۔“

وہ ابھی بھی رخ موڑے ہوئے تھا۔۔۔ لہجے میں خاصا کٹھور پن تھا۔

”میں آپ کو حق دینا چاہتی ہوں۔“

وہ تیزی سے بولی اور قدم اٹھاتے بمشکل اُس کے سامنے آن کھڑی ہوئی آدم سلطان نے چہرہ موڑتے بائیں جانب کیا اور اُس وقت اُس پل جب محبت نے رخ پھیر لیا یوں محسوس ہوا جیسے زندگی نے منہ موڑ لیا ہو۔۔۔ وہ ساکت رہ گئی۔۔۔! کاش دل بھی ساکت ہو جاتا۔۔۔ ہاں کاش اُس کی آنکھ سے آنسو کی لکیر اُس کے رخسار پر پھسل گئی۔۔۔

”آدم میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے میں نے آپ کو چاہا ہے اور مجھے پتہ ہے آپ اس بات سے بے خبر نہیں ہو سکتے۔“

اُس کے لہجے میں یقین تھا بہت زیادہ یقین اور وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی آدم سلطان جانتا تھا۔۔۔! وہ جان کر انجان بنا تھا۔۔۔

”پلیز آدم میری محبت کو معتبر کر دیں مجھ سے نکاح کر کے میں ہمیشہ آپ کی پابند رہوں گی۔“

اُس کے قدم آگے کو بڑھے درمیانی فاصلہ کچھ حد تک کم ہوا اُس نے بہت اچانک اپنے نرم ہاتھوں سے اُس کے بازوؤں کو تھاما آدم سلطان کرنٹ کھا کر اُس سے دو قدم دور ہوا تھا اُس نے چہرہ اُس کی جانب کرتے سخت اشتعال سے اُسے گھورا۔۔۔

”آپ اپنی حد بھول رہیں ہیں شیز سلطان۔۔۔!“

وہ انگلی اٹھائے سخت تپے چہرے سمیت غرایا۔۔۔

”آدم میری بات سنیں۔۔۔!“

”دفع ہو جائیں میرے کمرے سے اس سے پہلے میں سارے لحاظ بلائے طلاق رکھ دوں۔“

وہ اُس کی بات کاٹتے سختی سے دھاڑا اُس کا لہجہ اس مرتبہ بہت خطرناک تھا اُس کی بھوری زیرک آنکھیں اس پل گوشوں سے سرخ ہونے لگیں۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”میں آپ کو پا کر رہوں گی ان شاء اللہ۔۔۔! آپ کی بیوی میں ہی بنوں گی یہ آپ یاد رکھنا سلطان“
اُس نے سختی سے رخسار رگڑ ڈالے لہجہ بغاوت کر رہا تھا آنکھوں میں صاف بغاوت تھی وہ لب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کر گیا۔۔

”میں آج ہی چاچو جان سے بات کرتا ہوں کہ آپ کے نکاح کا بند دوست کریں آپ کا دماغ بگڑتا جا رہا ہے۔۔۔!“
بے حیا ہوتی جا رہی ہیں آپ“

وہ آنکھوں سے ہی اُسے تنبیہ کرتے فیصلہ کن لہجے میں بولا اور آنکھیں غصے سے چھوٹی کرتے اُسے دیکھا۔۔۔
”بے حیا؟؟“ وہ حیرت زدہ تھی۔

”ایسی کون سی بے حیائی کی ہے پاک طریقے سے محبت کو اپنانے کا کہنا بے حیائی ہے“
وہ تلخ ہوئی وہ نظریں پھر سے پھیر گیا۔۔

”یوں منہ اٹھا کر لڑکیاں محبت کے اظہار نہیں کرتیں“

وہ ہاتھوں کو پشت پر باندھتے نخوت سے بولا۔۔

”اور لڑکے منہ اٹھا کر کچھ بھی کر سکتے ہیں؟“

اُس کے لہجے میں تلخی کے ساتھ اب ضد بھی شامل ہوئی تھی۔۔

”پسند سے نکاح کرنا گناہ نہیں ہے آپ مسلمان ہیں۔۔ آپ بہتر جانتے ہوں گے“

وہ اپنے اصل لہجے پر آئی وہ ایسے ہی بات کرتی تھی کسی کو خاطر میں لائے بغیر۔۔

”پسند دو طرفہ ہو تو نکاح خوب صورت ہوتا ہے یکطرفہ ہو تو محبت بھی عذاب ہوتی ہے میں آپ سے محبت نہیں کرتا

شینز ابی بی اب میرا پیچھا چھوڑیں اور کسی اور کو پکڑیں“

”میں نہیں چھوڑ سکتی نہ چھوڑوں گی۔۔۔! کبھی نہیں مرنے کے بعد بھی آپ کے خواب میں آیا کروں گی“

وہ مذاقیہ انداز میں بولی آدم سلطان نے دانت پیستے اُسے دیکھا۔۔ کیا واقعی لہجہ مذاقیہ تھا۔۔۔؟؟ نہ ہر گز نہیں یوں

محسوس ہوا جیسے یکطرفہ محبت نے اپنی موت کی دعا کی ہو۔۔۔

”اکثر ڈائن دکھتی رہتیں ہیں مجھے خواب میں“

وہ استہزاء ہنسا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”وہ تو میں ہی ہوں گی پھر“

وہ گردن اکڑا کر بولی۔۔

”تو آپ مانتی ہیں آپ ڈائن ہیں؟“

شہ اور مات دینے کی کوشش کی گئی۔۔

”آپ کے لیے کچھ بھی“

ایک جتنی ہوئی مسکراہٹ اچھالی گئی اور مقابل کی استہزائیہ مسکراہٹ وہیں لبوں پر کہیں گھم ہو گئی اور پھر یہ ہوئی

ناں شہ اور مات۔۔۔

”میں رزاق چچا سے بات کرتا ہوں“

وہ اب اشتعال میں آیا تھا جب بس نہ چلے تو ہر طرح کا حربہ انسان استعمال کر ہی لیتا ہے۔۔۔

”غصہ، بے بسی انسان کو اندھا کر دیتی ہے“

”کریں ضرور کریں میرے لیے آسانی ہوگی“

وہ سینے پر بازو باندھتے بولی اُس کی نیلی آنکھوں میں اب کوئی آنسو نہیں تھے وہ خشک تھیں جیسے مقابل کا لہجہ خشک

تھا۔۔

”آدم سلطان ہوں میں۔۔۔! خدا خیر کرے پھر“

اُس کا انداز بہت خطرناک اور جتنا تھا وہ اساتھا کہ ایک پل کو شیر سلطان کانپ کر رہ گئی۔۔۔

وہ واپس صوفے پر بیٹھ گیا سفید مگ میں پڑی چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی اُس نے بے زاری سے سرخ کو رو والی فائل

اٹھا کر چہرے کے سامنے رکھ لی جس کا صاف مطلب تھا ”گیٹ لاسٹ“

شیر سلطان نے دانتوں پر دانت جمائے اُس کے باوجود اُس کی آنکھ سے آنسو کا قطرہ زمین بوس ہوا۔۔۔

اُس نے آج اپنی محبت کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا تھا۔۔۔ سب کچھ۔۔۔ عزت، احساسات، جذبات اور دل

بھی۔

بزرگ کہتے ہیں؛ ”لوگوں کو اندھا کرنے میں دولت، لالچ، حسد، بغض کے علاوہ اک محبت کا بھی برابر کا ہاتھ ہوتا

ہے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”مجت میں اندھے لوگ زیادہ خطرناک ہوتے ہیں وہ صرف اپنا نہیں دوسروں کا بھی نقصان کرتے ہیں“
”اور یکطرفہ محبت اگر صحیح وقت پر قابو میں نہ رکھی جائے اُسے سمجھالانہ جائے ناں تو وہ اذیت کے ساتھ ساتھ
تباہی کی بھی ذمہ دار ہوتی ہے“

Episode 6

”آدم۔۔!“

ہڑبڑاہٹ میں دروازہ کھلا تھا اُس نے اس بار بے زاری سی خاموش آنکھیں اٹھا کر دروازے میں استعادہ شیرا
سلطان کو دیکھا اور بایاں آبرو اٹھایا۔

”میراب سلطان واپس آگئی ہے“

وہ ایک نظر اُس کے اٹھے آبرو کو دیکھتی بولی اور دوسرے پل نظریں پھیر لیں۔
”کیا؟ کب؟“

وہ فوراً کھڑا ہوا چہرے پر پریشانی کا جال بچھ گیا۔

”پتہ نہیں مجھے ماں نے بتایا ماں کہہ رہی تھی۔۔۔!“

وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ وہ تیزی سے اُس کے قریب سے گزر کر باہر نکل گیا شیرا سلطان نے پلٹ کر اُس کی
پشت کو خفگی سے گھورا۔

”میراب۔۔۔!“

زینے تیزی سے اترتا وہ میراب سلطان کو بھی فکر مندی سے پکار رہا تھا۔

”میراب“

وہ اچانک رک گیا اُس کی نظر ہال میں رکھے صوفوں کی جانب اٹھی وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھی تھی سر جھکا ہوا
تھا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر دھرا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آدم سلطان آگے بڑھا آنکھیں ابھی بھی اُسی پر جمی تھی وہ اب بھی دلہن کے لباس میں تھی۔۔ آدم کو وہ بظاہر کہی سے بدلی ہوئی نا لگی جس لباس میں گئی تھی اُسی میں واپس آگئی تھی۔

”میراب۔۔؟“

اُس نے گہرا سانس بھرا اور اُس کے سامنے والے صوفے پر ٹک گیا وہ ہنوز اُسی پوزیشن میں تھی۔

”میراب پانی پیو۔۔! آدم دیکھو یہ اکیلی آئی ہے اور اوپر سے کچھ بتا بھی نہیں رہی“

شاکرہ بیگم نے پانی کا گلاس میز پر دھرتے میراب کے بعد فکر مندی سے آدم سلطان کو مخاطب کیا۔

”چچی جان آپ پریشان نا ہو میں ہوں نا!“

وہ دھیمسا مسکرایا اور سر سری سی نظر اُن پر ڈالی۔

آخری زینے پر کھڑی شیزہ سلطان نے ایک نظر ہال پر ڈالی اور پھر کندھے اچکاتے زینوں کے بائیں طرف بنے کمروں میں سے ایک کمرے میں گم ہو گئی۔۔

”تم اس سے پوچھو کیا ہوا وہاں“

وہ اب بھی فکر مند تھی دوپیل رکی اور پھر وہاں سے چلی گئی۔

آدم سلطان ہلکا سا آگے کو جھکا ہاتھوں کو باہم جوڑا اور پھر سے انگھوٹھوں کو باہم ملاتے وہ کوئی کھیل کھیلنے لگا

”تم ٹھیک ہے؟“

”آپ نہیں پوچھے گے وہاں کیا ہوا؟“

اُس نے سر اٹھایا اور آنکھیں بھی۔۔! پھر آدم سلطان کو دیکھا اور کہا۔۔

”نہیں“

”کیوں؟“

تیزی سے پوچھا گیا وہ بغور اُسے دیکھ رہا تھا۔

”تمہارا ٹھیک ہونا زیادہ ضروری ہے میراب“

وہ نرم لہجے میں بولا میراب نے غور سے اُسے دیکھا وہ مسکرایا بھی تھا بہت دھیمے انداز میں۔ اتنا دھیمہ کہ میراب کو غور کرنا پڑا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”اُس نے کہا جاؤ“

وہ گہرا سانس بھر گئی اور پھر اُس کی پشت پر موجود زینوں کو دیکھنے لگی وہ پھر سے مسکرایا۔! گہری مسکراہٹ

”اور تم چلی آئی؟“

اُس کے حرکت کرتے انگھوٹھے یکدم رک گئے اُس نے ہاتھ کھولے اور صوفے پر پشت کو ٹکایا۔

میراب سلطان نے کالی آنکھیں اٹھائی اُسے دیکھا اور پھر آنکھیں جھکالی ایک آنسو ٹوٹ کر اُس کی گود میں گرا وہ لب سختی سے بھینچ گئی۔

”یہ بہت مشکل ہے بھائی“

ناچاہتے ہوئے بھی اُس کے لبوں میں دبی کئی روز پرانی سسکی خارج ہوئی ایک دو اور پھر سلسلہ بند ہوتا ہی گیا آدم سلطان نے سختی سے لب ایک دوسرے میں پیوست کیے۔۔۔

”تو چھوڑ دو“

اُس کی پیشانی پر چار بل تھے میراب نے بیگی کالی آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھا بے ساختہ۔۔ بہت بے ساختہ۔۔! پھر وہ بس اُسے دیکھتی رہ کئی پل۔

”زندگی چھوڑتے ہوئے ڈر لگتا ہے“

اُس کا لہجہ بہت مدہم تھا یوں جیسے بس لب پڑ پھڑائے ہوں آنکھوں میں نئے سرے سے نمی در آئی۔۔۔

”جب سامنے والا سے آپ کو محبت ہو تب تم عزت نفس اور محبت دونوں کو ایک ساتھ لے کر نہیں چل سکتی۔! تمہیں ایک کو ترک کرنا ہوگا“

اُس نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی اُس کی بھوری آنکھیں اس وقت خاموش اور سرد تھی چہرہ سنجیدہ تھا بے شک وہ اچھا اداکار تھا۔۔۔۔ ہاں ایک پرفیکٹ اداکار۔۔

”میں اُس کی محبت کو بھول نہیں سکتی۔۔! اُس کی محبت صرف دل ہی نہیں میرے روح میں بھی کہی تحلیل ہو چکی ہے اور آپ جانتے ہیں بھائی۔۔۔!“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے کالی آنکھیں آدم سلطان کے چہرے پر ٹکائی اور بہت گریہوں کو حلق سے نیچے اتارا۔ اتنا کہ حلق میں درد ساٹھنے لگا۔

”محبت کو نکالنے کی کوشش کرتی ہوں تو روح بھی نکل جاتی ہیں اور روح کو نکالوں تو کچھ بھی نہیں بچتا“
وہ ہاتھوں میں سر گرا گئی اب اُس جگہ سسکیاں نہیں گونج رہی تھی بس دل کے اندر کہی کوئی رو رہا تھا۔ ہاں
میراب سلطان کے دل کے اندر کہیں کوئی۔۔۔

”میرا دل کر رہا ہے میں اُسے ختم کر دوں“

”بھائی۔۔۔!!“

”خاموش ہو جاؤ میراب ورنہ میں اُسے قتل کر دوں گا“

بے ساختہ سر اٹھاتے وہ آدم سلطان کو دنگ نظروں سے دیکھتی رہ گئی۔۔

”محبت میں ڈوبے ننانوے فیصد لوگ عزت نفس کو اپنی پہلی پریورٹی نہیں بناتے اور تم بھی انہی لوگوں میں سے
ہو میراب سلطان۔۔۔!“

وہ کھڑا ہوا اور بھاری قدم اٹھاتا اُس کی جانب بڑھا پھر بالکل اُس کے سامنے آکر رک گیا اُس کے لہجے میں خفگی کے
ساتھ ہلکی بے زاری بھی تھی۔۔۔

میراب نے سر اٹھایا اور اُسے دیکھا آنکھوں میں نجانے کیوں شرمندگی در آئی۔۔

”محبت کے شکار لوگ محبوب کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں محبوب کے کانوں سے سنتے ہیں اور اُس کی زبان بولتے
ہیں۔۔۔! بے بس اور کمزور لوگ“

اُس نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا اور ہلکا سا دباؤ پیدا کیا اُس کا لہجہ بیک وقت سنجیدہ، تمسخر اڑاتا اور افسوس لیے ہوئے
تھا۔

”آپ کو کسی سے محبت نہیں ہوئی نا اس لیے“

اُس نے کھڑے ہوتے اُس کا ہاتھ جھٹکا آدم سلطان نے مٹھی ہلکے سے بند کی اور ہاتھوں کو پینٹ کی پاکٹس میں اڑسا
وہ دونوں ایک دوسرے کو خفگی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”آپ مجھے اندھا، بہرہ گونگا بول رہے ہیں“

خفگی برقرار تھی نم آنکھیں آہستہ آہستہ خشک ہو رہی تھی۔

”اندھی، بہری، گونگی آئے گا دراصل“

وہ بظاہر سنجیدگی سے بولا اور اُس کے جملے کو درست کیا میرا اب سلطان نے زور سے آنکھیں میچی اور جب کھولی تو آنکھوں میں غصہ تھا اور چہرے پر خفگی۔۔۔۔

”حیا نہیں آئی آپ کو بہن کو ایسے بولتے ہوئے؟“

اُس کی بھنویں تن گئیں آدم سلطان نے قدم پیچھے کواٹھایا۔

”وہ اپنے گھر ہو گی میرے پاس کیوں آئے گی؟“

”اللہ توبہ۔۔۔! اتنے نادیدہ ہے آپ“

وہ نفی میں سر ہلاتے بولی۔ آنکھوں کی نمی بالکل غائب تھی اب۔ آدم سلطان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے ہلکی اور پھر گہری مسکراہٹ۔۔۔۔

وہ سامنے ہوتا اور میرا اب سلطان کی آنکھوں میں آنسو ہوتے؟ یہ تو ایسا تھا سورج کے ہوتے ہوئے اندھیرا ہونا۔

”خدا خیر کرے پھر“

اُس نے پاکٹس سے ہاتھ نکالتے اوپر کواٹھاتے سر بھی اوپر کواٹھایا جیسے اللہ سے خیر مانگی ہو اُس کے لبوں پر ابھی بھی مسکراہٹ برقرار تھی۔۔

میرا اب سلطان لب دانتوں تلے دباتے مسکرائی۔۔ پھر ہلکے سے ہنسی اور پھر ہنستی ہی چلی گئی۔۔۔ کمر کے بل جھکی وہ ہنستی ہی جا رہی تھی۔۔۔

”اب بس کرو میرا اب مجھے رونادھونا ڈالنے والی عورتیں نہیں پسند“

وہ آگے بڑھا اور اُسے اپنے ساتھ لگاتے تھکا سا گہرا سانس خارج کرتے کہا۔۔۔! وہ اُس کے ساتھ لگے اب رو

رہی تھی وہ اُس کی ہنسی سے ہی جان گیا تھا۔ وہ جان جاتا تھا۔! اُس کی بھوری آنکھیں تیز اور زیرک تھی۔!۔

اند رتک کا جائزہ لینے والی۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”اکثر قمتے کھوکھلے ہوتے ہیں گو نجنے بہت ہیں“

”بھائی میرا کوئی اصول کچھ بھی کام نہیں آ رہا“

وہ آنسوؤں کے درمیان اٹکتے لفظوں کو با مشکل ادا کر رہی تھی۔

”میں ک۔ کیسے اُسے خود سے دور کروں؟ یہ بہت مشکل ہے۔۔۔! بہت مشکل“

وہ لڑکھڑائی حلق میں درد سا اٹھنے لگا پھر سے۔۔

آدم سلطان نے اُس کے بازوؤں کے گرد گرفت مضبوط کی وہ لب بھینچے۔

”محبت میں اصول نہیں چلتے یہ وہ جذبہ ہے جو زندگی کے ہر اصول سمجھداری کے ہر کلیے سے اوپر ہے آپ جتنا اُسے اپنے مطابق کرنے کی کوشش کرے گے یہ محبت اتنا آپ کو پستی میں دھکیلے گی آپ بس اُس کے مطابق ہو جائے سب آسان اور اچھا لگنے لگے گا“

اُس کے بازو کو ہلکے سے تھپکتے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔ میرا اب سلطان نے ہنکار بھرا۔۔۔

”اگر آپ کو محبت ہے تو آپ ہمیشہ خوش نہیں ہو گے یقیناً آپ ذلیل و خوار بھی ہو گے اُس میں۔۔۔ یقیناً“

اُس نے میرا اب سلطان کو خود سے الگ کرتے اپنے سامنے کیا اُس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے اُس کے کندھوں پر جمے تھے۔۔۔

”رشتے بہت بھاری ہوتے میرا اب کبھی کبھار تو اتنے کہ آپ ان کے نیچے آ کر دب جائیں گے ان کو کیسے توازن سے اٹھائے رکھنا ہے اس کے لیے سوچ بچار کرو بھاگنا حل نہیں ہوتا“

اُس کی بھوری خاموش آنکھوں میں تسلی تھی میرا اب سلطان نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا اُس نے نم سانس اندر کھینچی۔۔

”شباباش اب تھوڑا مجھ سے دور رہو اور اپنی یہ بہتی ناک کہی اور صاف کرو“

وہ اُس کے کندھوں سے ہاتھ ہٹاتے بولا بات مکمل کرتے اُس کے لبوں پر ایک ہلکی شرارتی مسکراہٹ تھی۔۔

”اللہ توبہ۔۔۔! بے عزتی کر دی میری“

وہ رخساروں کو زور سے رگڑ کر صاف کرتے ہلکا سا ہنستے ہوئے اُس گھوری سے نواز گئی۔

”کہاں ہے؟“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ ادھر ادھر دیکھتے بولا چہرے پر یکدم پریشان چھا گئی۔

”کیا؟“

وہ بھی پریشان ہوتے بولی۔

”تمہاری عزت“

وہ لب دبائے بایاں آبرو اٹکا کر بولا اور پھر ہال میں اُس کا ہتھہ گونجا۔۔۔۔

”بتاتی ہوں“

اُس کی نظریں کسی چیز کو تلاش کرنے میں لگ گئی۔۔

”مل جائے تو بلا لینا“

وہ میز پر رکھے پانی سے بھرے گلاس کو دیکھتے اُس جانب بڑھ رہی تھی جب اُس کی آواز پر پٹی اب وہ وہاں نہیں تھا وہ گھر کے بیرونی حصے کی جانب جاتا دیکھائی دے رہا تھا۔۔

میرا بکھل کر مسکرائی نظریں آدم سلطان کی پشت پر تھی۔۔۔

”آپ کی زندگی میں اچھے لوگوں کا ہونا بے حد ضروری ہے اس لیے سوچے سمجھے اور پھر لوگوں کو اپنی زندگی میں منتخب کرے چاہے کتنا ہی وقت کیوں نادر کار ہو“

”وہ ایک اچھا بھائی تھا“

وہ مزید مسکرائی اب اُس کی کالی آنکھیں بھی مسکرا رہی تھی۔۔

”بھاری غم بھی ہلکے لگتے ہیں جب انہیں کوئی بانٹ لیتا ہے اور اگر بانٹنے والا مخلص ہو تو غم بانٹتے بانٹتے ہی آپ کو سکون ملنے لگتا ہے جیسے سب ٹھیک ہو جائے گا“

==>>>

وہ زینے اتر رہا تھا شال کندھوں پر جمی تھی بھوری آنکھیں سنجیدہ تھی کف لنکس کمونوں سے تھوڑا نیچے تک فولڈ کیے ہوئے تھے دونوں بھنویں سکڑتی ہوئی آپس میں مل رہی تھیں ماتھے پر مخصوص دو بل تھے۔۔۔

اُس نے سامنے دیکھا اُس کی بہن اپنی ماں سے کچھ بات کر رہی تھی یا بحث کر رہی تھی کہنا مشکل تھا۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

زینے اترتے اُس کی بھوری آنکھیں کسی کی متلاشی تھیں اُس کا سر ایک دفعہ دائیں سے بائیں جانب گیا اُس کی بھوری آنکھیں واپس سامنے کے منظر پر ٹک گئی۔۔۔ خالی اور سنجیدہ آنکھیں۔۔۔

اپنی اٹھائیس سالہ زندگی میں شاید ہی اُس کی آنکھیں کبھی اتنی خالی ہوئی ہو جتنی کہ آج تھی۔۔۔! وہ زینے اترتا مبشرہ اور اپنی ماں کو یکسر نظر انداز کرتا خاموشی سے ہال سے ہوتے داخلہ دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

”تو نے اُس بے حیا لڑکی کو کیوں جانے دیا یزدان؟“

اُن کی آواز میں حقارت تھی وہ وہی رک گیا لیکن پلٹا نہیں مبشرہ نے افسوس سے اُس کی پشت کو دیکھا۔

”ارے وہ ڈائن میرا بچہ کھا گئی میں پوچھتی ہوں وہ تیرا بھائی نہیں تھا یزدان کیسے بھائی ہو تم۔۔۔؟ افسوس۔۔۔!“ شائستہ بیگم کی آواز بلند ہوتے نم ہو گئی آنکھوں سے آنسو پھسل گے درست تھا کہ وہ غلط الفاظ بول رہی تھی۔۔۔! لیکن یہ بھی درست تھا کہ انہوں نے اپنا بیٹا کھو یا تھا۔۔۔!

”قیمتی چیزوں کے کھوجانے پر لوگ کئی طریقوں سے ری ایکٹ کرتے ہیں۔۔۔! کم گو لوگ مزید خاموش ہو جاتے ہیں۔۔۔! انا پرست لوگ بے چین ہو جاتے ہیں اور اُس چیز کو واپس تلاش کرنے میں سرگرداں ہو جاتے ہیں شاید انا کی تسکین کے لیے۔۔۔! الجھے ہوئے لوگ مزید الجھ جاتے ہیں انہیں سمجھ نہیں آتا وہ کیا کرے۔۔۔! کم ظرف لوگ شور مچاتے ہیں واویلہ کھڑا کرتے ہیں۔۔۔! اور۔۔۔! سمجھدار لوگ بس صبر کرتے ہیں وہ شور نہیں مچاتے، واویلہ کھڑا نہیں کرتے، انا کو تسکین پہچانے کے لیے پستی میں نہیں اترتے۔۔۔! ہاں وہ کم گو ہو سکتے ہیں وہ اپنے دکھوں کا اشتہار نہیں لگاتے وہ یقین رکھتے ہیں جو اُن کا ہے وہ جلد یا بدیر اُن تک واپس آ ہی جائے گا۔۔۔ ہاں وہ اللہ پر یقین رکھتے ہیں۔۔۔! اور یقین کرنے والے سوال نہیں کرتے۔۔۔ بلکل بھی نہیں کرتے“

”کیسے منہ پھاڑ کر مجھے کہہ کر گئی ہے کہ آپ کے بیٹے نے جانے کو کہا ہے۔۔۔! یزدان تم نے اُس اوچھی لڑ۔۔۔!“

”بس ماں۔۔۔!“

وہ پلٹا اور سختی سے اُن کی بات درمیان میں کاٹ دی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”میری اجازت سے گئی ہے وہ۔۔! اور خدا کے لیے اُسے غلط لفظوں سے مت پکارے اگر وہ اچھی لڑکی ہے تو میں بھی بد کردار ہوا پھر وہ میری بیوی ہے آپ کیوں نہیں سمجھتی اُس پر کسے گئے الفاظ مجھ پر بھی کسے جاتے ہیں اور مجھ پر کسے گئے الفاظ اُس پر بھی کسے جاتے ہیں ہم میاں بیوی ہے۔۔!“

وہ بولتے بولتے سخت ہو گیا تھا لہجہ بھی تیز اور بلند ہو گیا تھا اپنی ماں کے غم زدہ چہرے کو دیکھتے اُس کی زبان یکدم رک گئی اُس نے آنکھیں میچی اور لب بھی۔۔

اُس کا دماغ تھکنے لگا تھا۔۔ یہ بہت مشکل تھا وہ رشتوں کے دھاگے میں الجھ رہا تھا۔۔

اُس نے قدم اٹھائے اور ماں کی طرف بڑھا اُس کی چال شکستہ تھی اُس نے ماں کو اپنے حصار میں لیا وہ اب رورہی تھی۔۔! اور پھر معاشرہ کہتا ہیں مرد سہتا ہی کیا ہے؟؟ سارے غم تو عورت سہتی ہے۔۔!۔۔

”ماں خدا کے لیے رونا بند کر دے۔۔! مجھے یاد ہے بھائی کی موت مجھے سب یاد ہے۔۔! میں اُسے خود سزا دوں گا چاہے کیسے بھی میں سلطان خاندان کو نہیں بخشوں گا لیکن اس بار عورت کو ہتھیار نہیں بناؤں گا میں کچھ نہ کچھ کر لوں گا۔“

وہ اپنی ماں کے سر کو سہلاتے بہت نرمی سے بول رہا تھا ماں کی سسکیاں اُسے برداشت نہیں تھی

”ابھی مجھے ضروری کام سے جانا ہے آپ رونا بند کریں۔۔! مبشرہ ادھر آؤ ماں کو کمرے میں لے جاؤ آرام کی ضرورت ہے انہیں۔“

اُس نے پاس کھڑی بہن کو پکارا مبشرہ شاہ نے گہرا سانس چھوڑا اور شائستہ بیگم کو سنبھالا یزدان علی شاہ نے قدم واپس داخلہ دروازے کی سمت لیے۔۔

مبشرہ نے اپنے بھائی کی پشت دیکھی اُس کی آنکھیں خود بخود نم ہو گئیں وہ شائستہ بیگم کو لیے کمرے کی طرف بڑھی۔۔

جو اُس سے اپنا وجود چھڑواتے خود ہی کمرے میں جا کر بند ہو گئی مبشرہ شاہ نے یاسیت سے گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”بیوی اور ماں جب اپنے سارے دن کی روداد لڑائی کی صورت میں مرد کے گوش گزار کرتی ہیں اور مرد انہیں خاموشی سے سنتے کبھی ماں کے حق میں بولتا ہے اور کبھی بیوی کے حق میں۔۔! کیا کبھی بھی آپ کے ذہن میں خیال آیا کہ بیوی اور ماں تو اپنی روداد اپنے بیٹے اور شوہر کو سنا دیتی ہیں لیکن وہ اپنی روداد کسے سناتا ہیں۔۔؟ آج آفس میں اُس کے باس نے ڈانٹ دیا یا کام کی وجہ سے اُس نے کھانا نہیں کھایا کبھی بھی آپ کے گھر کے مردوں نے روتے ہوئے بتایا۔۔؟ بظاہر تو یہ بہت چھوٹی سی بات ہے اور ہم ہنس کر ٹال دیتے ہیں کہ خیر ہے وہ مرد ہے۔۔! لیکن وہ مرد بھی ایک انسان ہے اور ہر انسان کی طرح وہ بھی زچ ہوتا ہے، اُس کی آنکھوں میں بھی آنسو آسکتے ہیں، بھوک اُسے بھی لگتی ہیں، گھر کی لڑائیاں اُسے بھی متاثر کرتی ہیں۔۔! مرد بھی انسان ہوتا ہے اُسے پتھر نہیں سمجھنا چاہیے

⇒⇒⇒

”کیا مسئلہ ہے یہاں؟“

کرسی پر بیٹھے اُس کے چہرے پر اب سخت تاثرات تھے اُس نے گاؤں کے لوگوں پر ایک نظر ڈالی۔

”سردار سائیں ان لوگوں نے میری جوان بیٹی کو قتل کر کے نہر میں بہا دیا“

ایک نحیف سی کانپتی نم آواز میں بولے گے جملوں نے یزدان علی شاہ کو ساکت کر دیا اُس کے ماتھے پر تین بل پڑے اُس نے دو تین آدمیوں کے شکنجے میں جکڑے ایک لڑکے کو دیکھا جو اُس شکنجے سے نکلنے کو مچل رہا تھا۔

”سارے معاملہ بتائے مائی“

وہ کھڑا ہوا اور اُس نحیف بوڑھی عورت کو دیکھتے نرمی سے کہا

”میری بیٹی کو مار دیا انہوں نے۔۔“

”یہ جھوٹ بول رہی ہے سردار سائیں“

ایک صحت مند مرد چلایا اور اُس عورت کی بات درمیان میں کاٹی۔

”خاموش۔۔! آپ سے بھی پوچھا جائے گا“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے ہاتھ کے اشارے سے سختی سے اُس مرد کو خاموش کروایا جو شاید اُس لڑکے کا والد تھا۔! یقیناً اُسی کا والد تھا اُن دونوں میں خاصی مشابہت تھی۔

”یہ میرا بھتیجا ہے میری بیٹی کسی کو پسند کرتی تھی اور اس نے نجانے کیوں میری بیٹی کو قتل کر دیا اس نے ہی کیا ہے بڑی خار کھاتا تھا یہ میری بیٹی سے“

آواز کانپتی ہوئی تھی آنسوؤں کی آمیزش واضح تھی یزدان نے حیرت سے سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھا جو تین افراد کے شکنجے میں تھا۔

وہ پلٹا اور باقی سرداروں کی طرف رخ کیا۔

”پرسوں اس مائی کی بیٹی غائب ہوئی اور اُس سے ایک دن پہلے سے یہ لڑکا گاؤں میں نہیں دکھا اس کے والدین کو پنچائیت نے کئی بار بلایا ہے یہ کہتے رہے ہیں کہ انہیں اپنے بیٹے کا علم نہیں ہے آج اس لڑکے کو ساتھ والے گاؤں سے ہمارے آدمی پکڑ کر لائے ہیں۔ مائی کی بیٹی کی لاش صبح ہی ملی ہے اور تدفین کر دی گئی ہے“

ایک بزرگ سردار نے اُس کی معلومات میں اصفافہ کیا تھا اُس کی بھوری آنکھیں چھوٹی ہوئی تھی۔! شاکی بھوری چھوٹی آنکھیں۔۔۔۔

وہ واپس مائی کی طرف پلٹا جواب بھی رو رہی تھی

”مائی صرف آپ اور آپ کی بیٹی رہتی تھی گھر؟“

لہجہ تفتیش زدہ تھا۔

”ہاں جی“

وہ منہ پر دوپٹہ رکھتی سسکیاں بھرتی بولی

اُس نے پاس کھڑے اپنے آدمی دلا اور کو ایک نظر دیکھا دلا اور وہاں سے جا چکا تھا۔

”اب آپ لوگ بتائے“

وہ اُس آدمی کی طرف متوجہ ہوا اور آدمیوں کو لڑکے کو چھوڑنے کا اشارہ کیا۔

”میرا بیٹا تو یہاں تھا ہی نہیں شہر تھا وہ۔ اور وہ بھلا اپنی ہی کزن بہن کو کیوں قتل کرے گا میری بہن کا دماغ

در اصل کئی عرصے سے نہیں درست جب سے اس کے شوہر کا انتقال۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”یہ جھوٹ بولتا ہے“

نجیف سی آواز میں اس بار ایک گرج سی تھی اُس عورت نے اپنے بھائی کی بات کاٹ دی۔

”میرا یقین کرے سردار میرا بیٹا شہر تھا“

اُس کی آواز میں اٹل پن تھا۔

”شہر کیوں؟“

اُس نے دایاں آبرو اٹھاتے استغاثہ لہجہ اپنایا۔

”وہ جی پڑھائی کے لیے“

”کیا پڑھ رہے ہو تم؟“

وہ اُس آدمی کے سامنے سے ہٹ کر لڑکے کے سامنے گیا لہجہ سنجیدہ تھا۔

”وکالت“

اُس نے آنکھیں دائیں سے بائیں گھوماتے پھر نظریں نیچی کرتے کہا۔۔۔

”درست۔۔! کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟“

یزدان علی شاہ نے ایک آنکھ چھوٹی کرتے پوچھا۔

”جی“ لڑکے کا سر ہنوز جھکا ہوا تھا۔

”درست۔۔!“ اُس نے کہا اور پلٹ گیا پھر باقی سرداروں کے پاس کھڑے ہوتے وہ دو تین جملے بولا تھا وہ واپس

پلٹا اور لوگوں پر ایک نظر ڈالی۔

”ہم کل فیصلہ سنائیں گے۔۔! لیکن تب تک لڑکے تم گاؤں سے باہر نہیں جاؤ گے اور نا آپ لوگ اور مائی آپ فکر

نا کرے قاتل کو سزا ضرور ملے گی“ اُس نے اٹل لہجے میں کہا اور وہاں سے نکل گیا تھوڑی دور کھڑی اپنی جیب کے

پاس گیا اور اُس میں سوار ہوتے جیب سٹارٹ کرتے کچے راستوں پر ڈالی۔۔۔

موڑ کاٹتے وہ اُس نے اچانک بریک لگائی اُس نے سامنے دیکھا ایک کالے رنگ کی جیب اُس سے دس، پندرہ

قدموں کے فاصلے پر کھڑی تھی۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس کی بھوری آنکھوں میں ہلکا سا اشتعال ابھرا اُس نے سامنے کالی جیپ میں بیٹھے آدم سلطان کو دیکھا۔۔۔! اور پھر جڑے بھینچے جیپ سٹارٹ کرتے سپیڈ بڑھادی دوسری جانب بھی شاید یہی عمل دہرایا گیا تھا۔۔۔ وہ دونوں جیپ ایک دوسرے کی جانب تیزی سے بڑھ رہی تھی یکدم ہی ہوا میں ٹائروں کے چڑچڑانے کی آواز گونجی اُن دونوں نے بیک وقت بریک لگائی تھی دو قدموں کے فاصلے پر۔۔۔

”میری بہن کو تکلیف دے کر اچھا نہیں کیا تم نے“

آدم سلطان کا لہجہ کرخت تھا جڑے بھینچے وہ قہر آلود تاثرات سے سامنے دیکھ رہا تھا۔۔۔

”میں نے تو خیال رکھا تھا۔۔۔! اپنا“

اُس کے لہجے میں طنز تھا اور لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ۔ اُس نے ”اپنا“ پر زور دیا۔

”بہتر۔۔۔! مزید بھی رکھئے گا“ وہ ایک ایک لفظ چبا کر ادا کر رہا تھا۔

”ان شاء اللہ سالے صاحب نصیحت کے لیے شکریہ“

وہ کھل کر ہنسا اُس کے کندھے ہلکے سے اوپر کواٹھے آدم سلطان نے دانت دانتوں پر جمائے۔

”ایک اور نصیحت پکڑو پھر۔۔۔! جن کے گھر شیشے کے ہو وہ اُن لوگوں سے دشمنی مول نہیں لیتے جن کے ہاتھوں میں پتھر ہو“ اُس نے بایاں آبرو اٹھایا اُس کی بھوری آنکھیں سرد تھیں، خاموش، ڈارک اور سرد۔۔۔! جیسے کوئی راز بیان کر رہی ہو۔ ہاں اُس کی بھوری آنکھیں رازوں کی خواہگاہ تھیں۔۔۔

”کیا مطلب ہے تمہارا؟“ وہ درشت لہجے میں بولا اور سٹیرنگ پر ہلکا سا ہاتھ مارا۔

”ہائے قربان۔۔۔! سرداد بے وقوف بچے تو نہیں ہو تم“

وہ گہرا مسکرایا اور کاٹ دار لہجے میں گویا ہوا اُس کی بات میں کچھ تو مطلب تھا۔ ایک خطرناک مطلب۔۔۔

”اپنی زبان کو لگام دو“ وہ شدت سے دھاڑا۔

”اور تم اپنی زبان سے کچھ پھوٹنے کی زحمت کرو۔۔۔! میری بہن کو جتنی تکلیف ہو رہی ہے نا اتنی ہی سود سمیت تمہیں دوں گا۔۔۔! یہ یاد رکھنا آدم سلطان ہوں میں۔۔۔! خدا خیر کرے پھر“

وہ درشت لہجے میں دھاڑا اور آخر میں بولتے بولتے اُس نے لفظوں پر دباؤ پڑھا دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”میراب سلطان بہن ہے میری اور آدم سلطان اُس کے لیے تمھاری پوری دنیا خاک میں ملا سکتا ہے۔۔۔! اور اگر میں نے اُٹھان لیا تو میں باز آنے والا بندہ نہیں ہوں“ اُس کے لفظوں میں پختگی تھی اُس کی زبان جیسے شرارے اُگل رہی تھی۔ جیپ ریورس لیتے اُس نے بائیں جانب گلی میں موڑ لی یزدان علی شاہ کی پُر تپش آنکھیں اُس کے او جھل ہونے تک اُس پر غصے سے ٹکی تھی۔۔

”تم ہی مرو گے آدم سلطان۔۔۔! تم سہی ہو مجھے تمھیں ہی مارنا چاہیے“

وہ غصے سے بڑبڑایا اور جیپ سٹارٹ کرتے آگے کو بڑھ گیا۔۔

”اپنے راز اتنے ہی دوست سے محفوظ رکھے جتنے دشمن سے رکھتے ہو۔۔! کیوں کہ جب شیشہ ٹوٹتا ہے تو وہ ایک خطرناک ہتھیار میں تبدیل ہو جاتا ہے“

Episode 7

طبیعت خرابی کے باوجود ایک بجے تک لکھتے رہے اگر آپ تین ہزار سے اوپر لائک ناکیے تو اگلی جو یوٹیوب پردے گے ادھر بس لنک دے گے اتنی رات تک محنت کوئی بھی کسی کے لیے نہیں کرتا

”تم سے ایک بار پھر سے پوچھا جاتا ہے لڑکے کیا جو تم نے کل کہا تھا وہ سچ تھا کیا تم اب بھی اپنی بات پر قائم ہو؟“ اُس نے کالی شال کو کندھوں پر درست کیا اور بھوری سنجیدہ نظروں سے اُس لڑکے کو دیکھا اور سوال کیا۔ پورا مجمع اُن دونوں ہر نظریں مرکوز کیے ہوئے تھا۔

لڑکے نے جھکا سر اٹھایا۔

”میں سچ بول رہا ہوں سردار میری کزن کے غائب ہونے کے پیچھے میرا ہاتھ نہیں“

اُس نے خشک لبوں پر زبان پھیری اور یزدان علی شاہ کو ایک نظر دیکھا۔! ہاں بس ایک نظر اور پھر نظریں جھکا گیا ”اور اُس کا قتل؟“

اُس نے جبرے بے ساختہ بھینے اُس نے بیک وقت سنجیدہ اور شاکی نظروں سے اُس لڑکے کو دیکھتے پوچھا

”نہیں۔۔! وہ ٹھہرا سانس اندر کھینچا۔۔“ مجھے اُس کے قتل کا نہیں پتہ میں ملوث نہیں ہوں کسی بھی بات میں“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پھر بغیر رکے اُس لڑکے نے بات مکمل کی اور اگلے ہی لمحے ایک زوردار مکا اُس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔
”سردار سائیں“۔

اُس لڑکے سے کچھ فاصلے پر کھڑے اُس کے باپ نے حیرت و صدمے سے یزدان علی شاہ کو پکارا اُس نے تنے چہرے سمیت گردن موڑ کر قہر آلود نظروں سے اُس آدمی کو دیکھا کم گھوراز زیادہ۔
”تم میں ہمت تو بہت ہے ویسے سرداروں کے سامنے جھوٹ بول رہے ہو بے غیرت شخص“
اُس نے طیش سے اُس لڑکے کا گریبان پکڑ کر اُسے کھینچا اور پلٹے اُسے ایک زوردار دھکے سے اُس بوڑھی عورت کے قدموں میں پھینکا۔

”مائی یہ رہا آپ کا مجرم جو چاہے سزا دے“
اُس کے چہرے پر کر خنگی حد سے زیادہ تھی اور لفظوں میں غصہ بھرا تھا اُس بوڑھی عورت نے اپنی ضعیف نظریں اٹھا کر یزدان علی شاہ کو دیکھا وہ بوڑھی عورت بے ساختہ رو دی۔
”سائیں آپ اس طرح میرے بیٹے کو سزا نہیں دے سکتے۔۔۔! میرا بیٹا بے قصور ہے“
اُس لڑکے کا باپ آگے بڑھا اور روتے چلاتے اپنے بیٹے کو اُس بوڑھی عورت کے قدموں سے اٹھانا چاہا وہ عورت جو اُس کی بہن تھی
”خبردار اس کی یہی جگہ ہے“
وہ انگلی اٹھا کر درشتگی سے بولا۔

”یزدان سائیں آپ کیسے اسے مجرم کہہ سکتے ہیں۔؟ وضاحت“
لوگوں کی اٹھتی نظروں اور گونجتی چہ میگوئیوں کو سنتے کر سی پر بیٹھے تین سرداروں میں سے ایک نے سوال کیا۔
”دلاور“

اُس نے ایک نظر مجمع پر ڈالی اور بلند آواز میں اپنے خاص ملازم کو پکارا کچھ فاصلے پر کھڑا دلاور تیزی سے اُس کی جانب بڑھا۔

”بتاؤ ان سب کو سچ“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آواز اس بار دھیمی تھی۔

”یہ لڑکا جھوٹ بول رہا ہے یہ گاؤں سے شہر پڑھنے کے بہانے سے گیا تھا لیکن وہاں اپنے نکلے دوستوں کی صحبت میں یہ بس آوارہ گردی کرتا ہے میں نے شہر پتہ کروایا ہے یہ کئی مہینوں سے یونیورسٹی نہیں گیا اور دو، چار لوگوں نے اسے اُس دن گاؤں میں بھی دیکھا تھا جس دن مائی کی بیٹی غائب ہوئی“

دلاور کی زبان تیزی سے چل رہی تھی اُس کا سراٹھا ہوا تھا اور آنکھیں بھی وہ سچ بول رہا تھا وہ بھلا کیوں سر کو جھکاتا وہ بھلا کیوں نظریں چراتا؟

”سچ ہمیں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دینے کا حوصلہ دیتا ہے۔۔! سچ کا سفر بے شک مشکل ہو لیکن منزل سکون بخش ہوتی ہے“

”ایک بار پوچھوں گا تم ہی ہونا قتل کے پیچھے؟“

یزدان نے آگے بڑھتے جھک کر اُس کے بال آگے سے میٹھی میں دبو چتے اُس کا چہرہ اوپر اٹھاتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کرتے پوچھا۔

”م۔ میں ن۔ نہیں۔۔!“

”احتیاط سے۔۔! صرف سچ ہی بولنا“

اپنے پہلوں سے ہاتھ نکالتے اُس نے ہاتھ میں پکڑی ریوالتور اُس لڑکے کے ماتھے پر رکھی وہ لڑکا بری طرح کانپ اٹھا اُس کی آنکھیں خوف سے پھیلی۔

”سائیں آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔! سائیں“

اُس کا باپ آگے بڑھا جب یزدان نے ایک نظر اُسے دیکھا۔۔! ہاں فقط ایک نظر۔۔! اور اُس کی ایک نظر ہی کافی تھی۔

اب ہر طرف سے مختلف آوازیں آرہیں تھیں

”ہاں۔ م۔ میں نے۔۔ ہی مارا اُسے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گولی چلنے کی آواز پر وہ پھرتی سے بولا تھا یزدان نے زمین پر فائر کیا تھا جس سے اُس کی زبان تیزی سے چلی تھی اور سر بے ساختہ خوف سے جھک کر گیا تھا

”کیوں؟“

اُس نے اُس لڑکے کے بال چھوڑ دیے اور ریوالبور اندر رکھی تمام لوگ حیرت و بے چینی سے اُس لڑکے کو دیکھنے لگے۔۔۔! سچ کے انتظار میں حسرت سے کھڑے لوگ۔

”ردا سے شادی کرنا چاہتا تھا میں۔۔۔ اور اُس نے منع کر دیا“

اُس نے نظریں زمین پر رکھتے اٹکتے لہجے میں کہا اُس عورت نے تڑپ کر اپنے بھتیجے کو دیکھا۔۔

”تم بس میری بیٹی کو تنگ کرتے تھے اصل میں تو تمہارے اور تمہارے باپ کی نظر میری کل پونجی پر تھی تمہیں ذرا ترس نا آیا میری بیٹی پر۔۔۔! مر جاؤ تم خدا کرے غرق ہو جاؤ تم“

وہ عورت بولتے بولتے سرو سینے کو پیٹتے ہوئے ساتھ قدموں میں پڑے اُس لڑکے کو بھی اپنے نحیف ہاتھوں سے مارنے لگی۔۔

”مائی سچ بول رہی ہے سرداران کے شوہر کچھ زمین چھوڑ کر گئے تھے یہ لوگ اپنے بیٹے کی شادی ان کی بیٹی سے

کر واکر اس مائی کا گھر اور وہ زمین کا ٹکڑا اپنے نام کروانا چاہتے تھے۔۔۔! اور پھر شاید لڑکی نے منع کر دیا“

دلاور نے غصے سے اُس لڑکے کو دیکھتے معلومات میں اضافہ کیا یزدان نے دانت بری طرح دانتوں پر جمائے۔

”شرم نہیں آئی تمہیں صرف پیسوں کے لیے کسی کی جان لے لی تمہارے بیٹے نے اور تم پردہ پوشی کر رہے ہو“

وہ غصے سے بولا اور ایک زبردست ٹھوکر لڑکے کو ماری وہ لڑکھڑا کر زمین پر پوری طرح گر گیا۔

”مجھے پتہ تھا تم جھوٹ بول رہے ہو! کل تم نے خود اپنے جرم کا اعتراف کیا تھا۔۔۔! وکیل اور سچ بولتے نظریں

چرا لے۔۔۔؟ ممکن ہی نہیں ہے وکیل تو جھوٹ بھی آنکھوں میں آنکھوں ڈال کر بولتا“

اُس نے آگے بڑھتے اُسے واپس گریبان سے پکڑتے کھڑا کیا تھا لڑکے کا سر جھکا ہوا تھا۔۔۔!

”ایک وکیل کبھی بھی نا نظریں چراتا ہے نا جھکا تا ہے چاہے وہ کتنے ہی زیادہ جھوٹ بول رہا ہو یا کتنی ہی کم مقدار میں

سچ۔۔۔! ایک اچھا وکیل وہ واحد بندہ ہے جو جھوٹ بھی اس قدر سچائی سے بیان کرتا ہے کہ آپ واقعی اُس جھوٹ

کو سچ مان لے گے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے بری طرح غصے سے اُس لڑکے کا کالر جھٹکا اور قدم اٹھاتے اُس عورت کے سامنے گیا۔

”میں معافی چاہتا ہوں کہ میری وجہ سے مزید ایک دن آپ کا مجرم کھلی فضا میں سانس لے پایا“

وہ سنجیدگی اور نرمی سے بولا اُس عورت نے نم آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھا یزدان علی شاہ کی بھوری آنکھوں میں غم کے سے تاثرات چھا گئے۔۔۔ بہت بے ساختہ ہی۔۔۔ ہاں کچھ نم آنکھیں ایسی ہی ہوتی ہے وہ بے ساختہ ہی دل میں اترتے آپ کو غمگیں کر دیتی ہے اور اس وقت اُس عورت کی نم آنکھیں ایسی ہی تھی جو آنی کی طرح دل میں جُھب رہی تھی

”ایک ماں سے اُس کی اولاد کو چھین لینا تو یوں ہے جیسے جسم سے روح کھینچ لی گئی کو“

وہ خامخواہ شرمندہ ہو گیا تھا۔۔

”کیا سزا دینا چاہتی ہے آپ اسے“

اُس نے ایک سخت نظر اُس لڑکے پر ڈالتے پھر اُس عورت کو دیکھتے نرمی سے استفسار کیا۔

”بہن۔۔! اسے معاف کر دو میرے بیٹے کو سزا نہ دلاؤ میں تمہارا بھائی ہوں یہ میرا واحد سہارا ہے میری بہن

معاف کر دو اسے“

وہ آدمی تیزی سے ہاتھ جوڑے ہی عورت کی جانب بڑھا وہ اب اُس کے آگے جھک کر معافی مانگ رہا تھا۔۔! وہ

عورت مزید پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔! ہاں بس عورت تھی نا وہ کئی رشتوں میں بندھی ایک عورت۔۔

”میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں میں اسے تمہاری نظروں سے بہت دور کر دوں گا۔۔! بے شک میری

ساری زمین تم رکھ لو بس میرے بیٹے کو چھوڑ دو“

وہ یکدم اپنی بہن کے قدموں میں گرتے گڑ گڑانے لگا تھا اُس کی صدائیں اب اُس جگہ پر گونجنے لگی تھی۔

”لاچ کی روش اختیار کرتے اُس نے اپنی ہی اولاد کے گناہ کی پردہ پوشی کی تھی اور اب اولاد کے لیے اپنا سب کچھ

داؤ پر لگا دیا۔۔! عزت، مال اور جان بھی آج کل کا معاشرہ اپنی اولاد کو ہی فقط اولاد سمجھتا ہے۔۔! باقی لوگوں

کی اولاد نا تو اُن کے لیے انسان ہے اور نارحم کے قابل“

”مائی آپ بتائے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایک سردار نے کھڑے ہوتے براہ راست عورت سے پوچھا اُس آدمی نے پیچھے مڑ کر اُس سردار کے کرخت چہرے کو دیکھا اور پھر بے ساختہ ہی اپنے کندھے پر جمی مردانہ شال اتار کر بہن کے قدموں میں رکھتے سراٹھا کر اُسے دیکھا۔ ہاں بس اِس ایک ہتھیار پر ہمیشہ عورت جھک جاتی تھی ایسا ہوتا آیا تھا اور ایسا ہی ہوتا جائے گا ہمیشہ۔۔۔! ہاں ہمیشہ

”تجھے میری عزت کا واسطہ بہن“

وہ بہت دھیمے لہجے میں بولا تھا بہت ہی مدہم لہجہ تھا اُس عورت نے دھندلی آنکھوں سے قدموں میں پڑی مردانہ شال کو دیکھا۔ اور ایک سسکی بھری سب کچھ جیسے تھم گیا ہو سب کچھ رک گیا تھا۔۔۔

”اپنے بیٹے کو لے جاؤ یہاں سے“

سسکیوں میں ڈوبا مدہم لہجہ لبوں سے نکلتے پھڑپھڑاتے الفاظ۔۔۔۔ اور سب کچھ واپس اپنی روش پر آگیا سکتہ ٹوٹ گیا۔۔۔! ہاں بس یہی ہے عورت۔۔۔! اُس عورت کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر قدموں میں پڑی مردانہ شال پر گرا اور پھر کئی آنسو ٹپ ٹپ کرتے ہی گئے۔۔۔۔

”عورت چاہے جس مرضی زمانے میں ہو چاہے وہ بچی ہو، جوان ہو یا بوڑھی وہ ہمیشہ عزت کے لیے اپنا بہت کچھ قربان کر دیتی ہے“

”بہن تو بھی میرے ساتھ چل ہم سے غلطی ہوگی ہم تیرا خیال رکھے گے اب سے“

وہ آدمی اٹھ کھڑا ہوا اُس کے چہرے پر یکدم ہی چمک سی چھا گئی ایک خوشی کی چمک کیا اُسے اپنی بہن کی فکر تھی؟ نہیں یہ چا پلو سی تھی۔!

”اولاد چاہے مجرم ہو یا بے قصور ماں باپ بس اپنی اولاد کو ہمیشہ زمانے کے سرد گرم سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں فرق نہیں پڑتا آپ گنہگار ہے یا پرہیزگار ماں باپ کے لیے آپ فقط اُن کی اولاد ہے۔۔۔! اولاد جن سے وہ محبت کرتے ہیں“

”مائی آپ نے انہیں معاف کر کے بے شک اپنے بھائی کی نام نہاد عزت رکھی ہو لیکن یہ ہمارا فرض ہے کہ آپ کو انصاف ملے“

یزدان علی شاہ بے ساختہ بولا تھا اُس کا لہجہ اٹل تھا۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”اور پھر چاہے آپ معاف کر دے لیکن ایک سبق ضروری ہے۔۔۔! بہت ضروری ہے“
”لیکن سائیں“

”بس“ اُس نے ہاتھ کھڑا کر دیا گویا اب دخل اندازی ممنوع ہے

”یہ لڑکا اب سے اِس مائی کی دیکھ بھال کرے گا۔۔! جیسا کہ ان کی بیٹی کرتی تھی اِس کے والدین اِس سے نہیں مل سکتے یہ خود مائی کی اُس زمین پر ہل چلائے گا اور اِس نے کوتاہی کی تو ہر گز بھی رعایت نہیں دی جائے گی۔۔!“
مائی کے حیات تک یہ ان کا خدمت گار ہے“

اُس نے رعب دار لہجے میں فیصلہ سنایا اور بولتے بولتے ایک بارپلٹ کر باقی سرداروں کو دیکھا جنہوں نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

”یہ میرا آخری فیصلہ ہے اگر تم اپنے بیٹے کو مردہ دیکھنا چاہتے ہو تو رد کر کے دیکھاؤ میرا فیصلہ“
اُس نے اُس آدمی کے واہوئے لبوں کو دیکھتے جبرے بھینچے اُسے بہت کچھ باور کروایا تھا بہت سختی سے۔
”م۔ مجھے اِس کی شکل نہیں دیکھنی سردار میرے زخم تو تازہ ہوتے رہے گے“

وہ مائی درمیان میں بولی آنسوؤں سے چہرہ تر تھا۔ ہاتھ کانپ رہے تھے کبھی کبھی کسی انسان کے لیے معافی بھی بہت بھاری ثابت ہوتی ہے

”وہ درست تھی۔۔۔! اگرچہ اعلیٰ ظرف لوگ اللہ کی رضا کے لیے دوسروں لوگوں کو معاف کرتے ہیں لیکن اُن لوگوں کا واپس اُن کے سامنے آنایوں ہے جیسے اپنا زخم کھول کر رکھ دیا جائے اور مکھیوں کو دعوت دی جائے آؤ بیٹھو اور تکلیف دو“

گنہگار کو معاف کرنے کے بعد پھر سے اپنے سامنے دیکھنا آخری صبر کا کام ہے اور اِس وقت ایک ایسی عورت جس نے اپنی بیٹی کھودی تھی اُس میں اتنا سخت صبر نہیں تھا۔

”درست۔۔! آپ کی بات بجا ہے مائی۔۔! لڑکے تم بس زمین دیکھو وہی رہو وہاں سے ہلنے کی جرأت مت کرتا اگر تم فرار ہوئے تو میری ریوالور کی گولی اور تمہارا سر“

اُس نے کچھ سوچتے پہلے نرمی و احترام سے اُس عورت کو مخاطب کیا اور پھر اتنے ہی سخت غصے سے اُس لڑکے کو۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”لوگوں کا ماننا ہے لالچ ایسا مرض ہے کہ جس کا آغاز دوسروں کو تباہ کرتے اور اختتام خود کو تباہ کر دینے پر ہوتا ہے۔۔۔! لیکن درحقیقت یہ سب سے پہلے آغاز میں ہی ایک تباہ کن اختتام کا سامان پیدا کر دیتا ہے اور لالچ میں اندھے انسان کو خبر ہی اختتام پر ہوتی ہے۔۔۔۔۔ اندھے لالچ کا سلسلہ یوں نہیں چلا آ رہا ہے اور یوں نہیں چلتا جائے گا“ پنچائیت ختم ہو گئی تھی اُس نے دلاور سے کہہ کر ایک ملازمہ اب ہمیشہ کے لیے حویلی سے اُس مائی کے گھر بھیجوانے کا حکم دیا تھا۔۔۔۔!

”جو والدین اپنی اولاد کی غلط باتوں پر بھی پردہ پوشی کر جاتے ہیں ناوہ والدین درحقیقت اپنی اولاد کو تباہی کی طرف دھکیل رہے ہوتے ہیں اور جب اولاد تباہ ہوتی ہے تو دونوں دھاڑیں مار مار کر روتے ہیں“

اُس لڑکے کا باپ بھی غمگین ہو رہا تھا نجانے اب وہ اپنے بیٹے کو کیسے اور کب دیکھے۔۔۔! شاید اب اُسے اندازہ ہو گا کسی دوسرے کے غم کا اب وہ یوں بول سکتا تھا کہ میں سمجھ سکتا ہوں اولاد کا غم۔۔۔! جب ہم وقت رہتے گناہوں سے نہیں سنبھلتے تو کئی آنسو ہمارے نصیب میں لکھ دیے جاتے ہیں۔۔۔۔۔! چاہے ہمیں توبہ کی معافی مل جائے لیکن ہمیں اُس کے لیے بھی رونا پڑتا ہے۔۔

==>

”کراچی“

”ہائے“

قدموں کو یکدم بریک لگاتے وہ بامشکل سامنے والے سے ٹکرانے سے بچی تھی اُس کی بھنویں تن گئی اور چہرے پر ہلکی خفگی ابھری اُس نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا اُس کی کالی آنکھوں میں اجنبیت ابھری۔

”ہائے“

وہ تقریباً اکیس سالہ نوجوان تھا جو دوسری مرتبہ قدرے ٹھہر کر مسکرا کر بولا تھا میرا بے نا سمجھی سے اُسے دیکھا اور پھر اُس کی چمکتی سنہری آنکھوں کے بعد اُس کی مسکراہٹ کو وہ ہلکے سے لب بھیختے اُس کی بائیں طرف سے ہوتی آگے بڑھ گئی۔

”اوہیلو۔۔! رکو“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ دھیرے سے مسکرایا پلٹا اور تیز تیز قدموں سے چلتا اُس کے پیچھے لپکا۔
”ہائے“

وہ تیزی سے پھر اُس کے سامنے آیا تھا میراب سلطان ٹھہر گئی سفید کاغذات والا ہاتھ پہلوں میں گرایا اور تنی بھنویں لیے اوپر سے نیچے تک ایک نظر اُسے دیکھا۔
اُس کی آنکھیں سنہری تھی چمکتی ہوئی، کالے بال ہلکے گنگھرا لے سے تھے جو اُس کی پیشانی کو ڈھکے ہوئے تھے، اُس کی بائیں آنکھ کی آئی برو کے اوپری آخری حصے پر ہلکا سا کٹ تھا جو اُس کے بالوں کی وجہ سے یکسر چھپا ہوا تھا، بائیں ہاتھ کی انڈیکس فنگر میں ایک چمکتی کالے نگ کی انگوٹھی تھی اور بائیں ہی ہاتھ میں ایک کالے رنگ کا پین تھا جسے وہ گھمار رہا تھا
”ہائے“

وہ پھر سے بولا ہاں چوتھی بار۔۔۔!
میراب سلطان نے دیکھا وہ اب مسکرا رہا تھا اور اُس کی سنہری آنکھیں بھی۔۔۔! ہاں چمکتی مسکراتی سنہری آنکھیں
۔۔۔! وہ خوبصورت تھیں
”السلام علیکم“

اُس نے بایاں آئی برو اٹھایا اور سنجیدگی سے کہا میراب سلطان نے دیکھا اُس کی مسکراہٹ یکدم ہی سمٹ گئی تھی وہ شرمندہ ہوا تھا شاید۔۔۔ ہاں شاید نہیں یقیناً وہ شرمندہ ہوا تھا اور میراب سلطان اُسے شرمندہ کرنا ہی چاہتی تھی۔
”او۔۔۔!! وعلیکم السلام میرا نام آہل ہے آہل جنید۔۔۔!!“
اُس کی سمٹی مسکراہٹ اگلے ہی لمحے بحال ہو گئی وہ ہاتھ آگے کرتے بولا۔ وہ مزید بھی کچھ کہنے والا تھا جب میراب سلطان بے زار شکل بنائے پھر سے اُس کی بائیں طرف سے ہوتی آگے بڑھ گئی
”رک تو جاؤ“

وہ پھر سے اُس کے پیچھے آ رہا تھا میراب سلطان نے اُس کے قدموں کی چھاپ اپنے پیچھے سے ابھرتی سنی اور کوفت سے آنکھیں میچ کر دوسرے ہی لمحے کھولتے وہ قدموں کی رفتار تیز کر گئی۔
”میرا نام آہل ہے آہل جنید“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اب اُس کی دائیں طرف پہلوں میں چل رہا تھا میرا ب سلطان نے سر اٹھا کر دائیں بائیں دیکھا سٹوڈنٹ آ جا رہے تھے وہ چلتے چلتے اُس سے تھوڑا فاصلہ قائم کر گئی۔ احتیاط سے

”تو کیا چاہیے آپ کو؟“

وہ چلتے چلتے ہی سامنے دیکھتے تک کر بولی آہل جنید مسکرایا

”میں دیکھتا ہوں آپ اکیلی رہتی ہے؟“

وہ اب اُس سے ایک قدم آگے لیتے الٹا چلنے لگا سنہری آنکھیں میرا ب سلطان پر تھیں۔

یہ اُس کا فرسٹ سمسٹر تھا اتنے دن تو ناہوئے تھے اُسے یونیورسٹی آتے جاتے جو اتنی لڑکیوں میں وہ اسے دیکھتا رہتا

۔۔! اور کیوں دیکھتا رہتا بھلا؟

”آپ اندھے ہیں پھر“

اُس نے ہاتھ اٹھاتے سفید کاغذات پر رقم کالے لفظوں کو نظروں سے حفظ کرنے کی کوشش کی۔

”مجھے پیار سے لوگ اے۔ جے کہتے ہیں“

وہ اُس کی بات کو یکسر نظر انداز کرتے بولا اور اب سیدھا ہوتے اُس کے بائیں جانب چلنے لگا

”اور غصے میں؟“

میرا ب سلطان نے بائیں جانب گردن موڑ کر استفامیہ لہجے میں پوچھا قدم اب بھی فاصلہ طے کر رہے تھے

”اے۔ جے کے بچے“

اُس نے ہلکے سے دائیں آئی برو کو جنبش دی اور چمکتی سنہری آنکھوں سے اُس کے کوفت زدہ چہرے کو ملاحظہ کرتے کہا

”اور اب تک کتنے بچے ہو گئے ہیں آپ کے؟“

وہ طنز سے گویا ہوئی اور قدموں کی رفتار مزید بڑھادی وہ بھی بھاگنے کے انداز میں تیز تیز قدم اٹھاتے چلنے لگا

”لا تعداد شاید۔۔! ہاں کبھی گئے نہیں میں نے“

وہ ٹھہر ٹھہر کر بولا آنکھوں میں شرارت ابھری اور لبوں پر دبی دبی مسکراہٹ بھی میرا ب سلطان یکدم رک گئی

رُخ اُس کی طرف کیا اور اُسے تند نظروں سے دیکھا۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”ماشاء اللہ“

لہجہ طنزیہ تھا اور چہرہ سنجیدہ۔ سنجیدہ اور بے زار بھی

”جی الحمد للہ رب العالمین“

اُس نے دونوں ہاتھ دعا کے سٹائل میں اٹھائے اور چہرے پر پھیرے میراب سلطان نے ہلکی حیرت اور بے زاری سے آنکھیں گھمائی اور قدم پھر سے آگے کو بڑھا دیے۔۔

وہ اُسے جاتے دیکھ کر جھٹکتا واپس اُس کے پیچھے بھاگا جب اچانک بھاگتے بھاگتے وہ نیچے گرا تھا میراب سلطان نے آواز پر بے ساختہ پلٹ کر پیچھے کی جانب دیکھا۔۔

”آؤچ“

اُس کی آنکھوں میں خفیف سا طنز تھا اور چہرے پر بہت معدوم خفیف سی مسکراہٹ اُس نے مصنوعی افسوس سے نفی میں سر ہلایا آنکھیں بہت کچھ جتا رہی تھیں جیسے کہہ رہی ہو دیکھا میں نے کہا تھا نا ”تم اندھے ہو“ آتے جاتے کچھ طالبات بھی مسکرا کر آ جا رہے تھے اے۔۔ جے نے گہرا سانس بھرا وہ اب واپس پلٹتی آگے کی جانب بڑھ گئی تھی اُس نے نیچے گرے ہوئے ہی اُس کی پشت کو بغور دیکھا تب تک جب تک کہ وہ کہی گم نہیں ہو گی۔

”سانولی حسینہ“

وہ کندھے آچکاتے اٹھ کھڑا ہوا خشک لبوں پر زبان پھیری اور قدم پیچھے کو لیتے وہ پلٹ گیا چلتے چلتے اُس نے ایک بار پھر سے پلٹ کر اُس دو منزلہ ڈپارٹمنٹ کی طرف دیکھا جہاں وہ گئی تھی اب وہاں کئی طلباء تھے لیکن وہ نہیں تھی ”بائیو کیمسٹری ڈپارٹمنٹ“ وہ زیر لب بڑبڑایا اور گردن موڑے واپس سیدھا چلنے لگا اُس کی چال ٹیڑھی میڑھی تھی جیسے بچیں دائیں بائیں پاؤں مارتے چلتے ہیں بالکل ویسی بچکانہ اور شرارتی سی۔ اُس کے لبوں پر اب بھی شوخ مسکراہٹ تھی۔۔۔ شوخ مدھم سے گہری ہوتی مسکراہٹ یہ اُن کی دوسری ملاقات تھی پہلی ملاقات شاید میراب سلطان کو یاد نہیں تھی شاید ملاقات کا دورانیہ کم ہونے کے باعث۔۔۔!

لیکن وہ اے جے کو یاد تھی ملاقات بھی اور سانولی حسینہ بھی۔۔۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

میراب سلطان اُسے یاد رہ گئی تھی یوں بھی وہ چہرے اور باتیں یاد رکھنے میں خاصا ماہر تھا۔ وہ نہیں بھولتا تھا اُس کا حافظہ تیز تھا۔۔۔ تیز اور کارآمد۔۔۔! یعنی موقع پر کام آنے والا۔



”تو کیا فیصلہ لیا تم نے؟“ وہ آہستگی سے اُس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا تھا میراب سلطان چونکی نہیں تھی وہ چند خاص لوگوں کی آہٹ سے واقف تھی اور آدم سلطان انہی چند خاص میں سے تھا۔

”کس بارے میں؟“ اُس نے جیسے نظر انداز کرنا چاہا وہ لان کی گھاس پر ننگے پاؤں کھڑی تھی ٹھنڈک سے اُس کے پاؤں سُن ہو گئے تھے لیکن وہ بلا کی ڈھیٹ تھی۔۔۔! وہ میراب سلطان جو تھی بس اسی لیے۔۔۔

اُس نے شال کندھوں پر درست کی اور کالی آنکھیں اٹھا کر سامنے دیکھا وہ اب اُس کے سامنے آکر کھڑا ہو چکا تھا۔

”کیا نام سننا چاہتی ہو اُس کا؟“

وہ ادھر ادھر نظر گھماتے پھر سامنے اُس کے چہرے کی طرف دیکھتے گویا ہوا۔

”بھائی“ وہ ہلکی مسکراہٹ سے بولی جبکہ لہجے سے بیک وقت چڑچڑاپن بھی جھلک رہا تھا۔

”آپ۔۔۔!“ وہ ٹھہر گئی۔۔۔! اُسے ٹھہرنا پڑا کہ آدم سلطان اُس کے سامنے سے ہٹ کر دائیں جانب گیا تھا میراب نے دیکھا اب وہ جھک کر اُس کے جوتے اٹھا رہا تھا میراب سلطان نے بنا آواز لب واکرتے ایک سانس اندر کھینچی کالی آنکھیں آدم سلطان پر ہی جمی تھی اب وہ بائیں ہاتھ میں جوتے پکڑے اُس کی طرف آ رہا تھا اُس نے بے آواز آمد کھینچی سانس باہر چھوڑ دی۔۔۔

”سردی لگ جائے گی تمہیں“ اُس نے بائیں ہاتھ میں پکڑے نیلے جوتے اُس کے سامنے رکھے میراب نے دیکھا وہ ایک گھٹنا فولڈ کیے پاؤں کے بل بیٹھا ہوا تھا اور اُسے آنکھ کے اشارے سے جوتے پہننے کا کہہ رہا تھا اُس کے بائیں ہاتھ کی دو انگلیاں جوتوں پر جمی تھی میراب نے خاموشی سے جوتے پہن لیے وہ اب کھڑا ہو چکا تھا۔

میراب سلطان نے اپنی زندگی میں ملنے والے کسی شخص سے کبھی نہیں سنا کہ کبھی کسی بھائی نے جوتے لا کر اپنی بہن کے پاؤں میں پہنائے ہوئے نجانے یہ درست تھا یا غلط جائز تھا یا نہیں اُسے نہیں معلوم وہ نہیں جانتی لیکن آدم سلطان۔۔۔! اُس نے کالی آنکھیں اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔۔! آدم سلطان اُس کے لیے ہمیشہ سے ایسا ہی تھا۔ مہربان، نرم مزاج اور انا سے خالی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”میں نے تم سے کہا تھا میرا اب اگر تمہیں کسی سے محبت ہے تو تم محبت اور عزتِ نفس کو ایک ساتھ لے کر نہیں چل سکتی تمہیں ایک کو ترک کرنا ہو گا تم کس کو کرتی ہو؟“

اُس نے ہاتھ میرا اب کی شال کے کناروں سے صاف کیے اور سنجیدگی سے سوال کیا میرا اب نے آنکھیں چھوٹی کرتے پہلے شال اور پھر آدم سلطان کو دیکھا جواب ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں اڑس رہا تھا۔

”کیا؟“ وہ شان بے نیازی سے بولا بائیں آبرو اٹھائے ہوئے میرا اب بس سر جھکائے ہنس دی پھر سر اٹھایا تو چہرہ سنجیدہ تھا! اُسے اب واقعی لگا کہ وہ اُس کا بھائی ہے۔۔ بہن بھائی ایسے ہی ہوتے ہیں ایک دوسرے کے سامنے تھوڑے بد تمیز سے اور وہ ایسی نوک جھوک اور تھوڑی بد تمیزی سے ہی اپنے لگتے ہیں۔

”اب بتاؤ؟“ اُس نے پھر سے پوچھا وہ باز آنے والا نہیں تھا میرا اب نے سر اٹھا کر اُسے دیکھا۔ ایک پل فقط پل درکار تھا فیصلے کا محبت یا عزتِ نفس؟

Episode 8

”میں وہاں خود نہیں جاؤں گی“

اُس نے نچلا لب ہلکا سدا انتوں میں دبا کر چھوڑا اور اٹل انداز میں کہا۔

”تو مطلب عزتِ نفس مقدم ہے؟“

آدم سلطان نے بایاں آبرو آچکایا اُس کی بھوری آنکھوں میں کچھ ہل چل ہوئی تھی۔

”ہاں۔۔! اور میرے خیال سے یہی درست ہے ہر لڑکی کو عزتِ نفس ہی چوز کرنی چاہیے ہمیشہ چاہے جتنے بھی اچھے آپشنز اوپلیبل ہو“

اُس کے چہرے پر پختگی در آئی تھی آدم بس خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔

میرا اب سلطان نے سر اٹھا کر اُسے دیکھا اور پھر سے کندھوں پر شال درست کی۔

”آپ کے پاس محبت ہو یا نہ ہو لیکن عزتِ نفس ضرور ہونی چاہیے یہ آپ کی شخصیت میں کمپلسری پوائنٹ ہے“

اُس کے لہجے سے خود اعتمادی چھلک رہی تھی اور کالی آنکھوں سے روشنی سی پھوٹ رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”اور ایسا کیوں؟“ آدم نے بھنیوں سکیڑتے پوچھا۔

”تاکہ جب اختلافات عروج پر ہو تو کوئی بھی اٹھ کر آپ کو آپ کی چوٹوں کے طعنے نادے سکے اور نا ہی آپ کی شخصیت کو اوقات پر لے آئے“

وہ ہلکے غم سے بولی لیکن آواز اور لہجہ نارمل تھا بلکل نارمل۔۔

”جہاں چار پر تن ہو وہاں آوازوں کا گونجنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔۔۔! اور انسان جب غصے میں پاگل ہو جائے نا وہ کسی کو نہیں بخشتا وہ ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے کہ جس کا گماں بھی نہیں کیا جاسکتا پھر چاہے آپ خاص ہو یا عام اس لیے اسلام میں غصہ حرام ہے یہ غصہ کوئی بہت ہلکا پھلکا جذبہ نہیں ہے بھائی۔۔! غصہ بہت بھاری ہے بہت وزن دار“

وہ گہری سانس بھرتے بولی آدم سلطان نے سمجھتے اثبات میں سر ہلایا یوں بھی وہ جو بھی فیصلہ کرتی کسی بھی آپشن کو چوز کرتی وہ اُس کی طرف ہوتا۔۔! وہ ہمیشہ سے اُس کی طرف ہی تھا۔۔۔!

”ٹھیک ہے اندر جاؤ شام ڈھل رہی ہے“

وہ اُس کے سر پر ہاتھ رکھتے اُس کی سائیڈ سے نکلتا آگے کی جانب بڑھ گیا اُس کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ چھا گئی! بہت معدوم سی مسکراہٹ۔ وہ جانتا تھا میراب سلطان عزتِ نفس کو ہی چوز کرے گی اور اُس نے وہی آپشن چوز کیا۔۔! وہ میراب سلطان تھی اور سلطانہ کبھی نہیں جھکتی وہ مر سکتی تھی لیکن عزتِ نفس پر کمپرومائز۔! نہیں ہر گز نہیں۔۔! وہ جھکا سکتی تھی لیکن جھک نہیں سکتی۔ اُس نے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوتے وجود کو دیکھا وہ چارپل کے لیے ٹھہرا اُس کی معدوم سی مسکراہٹ اب غائب تھی بھوری آنکھیں خاموش تھی ڈارک، خاموش اور سرد اور چارپل کے بعد وہ پھر سے قدم آگے بڑھانے لگا۔

مبشرہ شاہ کا دھیان بے ساختہ اُس پر گیا تھا ایک ان دیکھی مقناطیسی طاقت تھی جو مبشرہ شاہ کو اُس کی طرف کھینچتی تھی تبھی اُس کا دھیان اُس کی طرف گیا تھا بے ساختہ ہی۔۔! نجانے ایسی کونسی طاقت تھی جو صرف مبشرہ شاہ کو ہی محسوس ہوتی تھی یا سامنے والا نظر انداز کرتا تھا۔

یوں بھی نظر انداز کرنے میں آدم سلطان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ ہاں بس یوں تھا کہ آدم سلطان نظر انداز کر کے ہی سولی پر لٹکانے کا ہنر رکھتا تھا اور وہ ایسا کرتا تھا کئی بار کرتا تھا۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مبشرہ شاہ نے لان میں کھڑی میراب سلطان کو دیکھا اُس نے کالی شال میٹھیوں میں ہلکے سے دبائی اور اُس سمت چل دی جہاں سے آدم سلطان چلا آرہا تھا۔۔۔

اُس کے قدم اٹھ رہے تھے اور دھڑکن تیز ہو رہی تھی تیز۔۔۔ بہت تیز وہ یکدم رک گئی۔۔۔! دھڑکن ساز کی مانند کانوں میں سنائی دینے لگی اُس کی شرابی آنکھیں جھکتی چلی گئی بے ساختہ جھکتی چلی گئی اور پلکوں میں لرزش پیدا ہونے لگی۔۔۔! واضح لرزش

آدم سلطان اُس کے پاس سے گزر گیا اور مبشرہ شاہ کی دھڑکن ساکن ہو گئی بلکل خاموش وہ بس ایک جگہ تھم گئی مبشرہ شاہ اور پلکوں کی لرزش بھی یوں محسوس ہوا جیسے ہوا کا جھونکا قریب سے بہت قریب سے گزر گیا ہو۔۔۔ ان دیکھا لیکن بے چین کرتا جھونکا۔۔۔

داخلی دروازے کی آواز پر وہ چونکی پلکوں کی لرزش پھر سے شروع ہوئی وہ پلکیں تیزی سے جھپک رہی تھی، ساکن دھڑکن پھر سے چلتی محسوس ہونے لگی، چہرہ خود بخود اٹھ گیا اور اُس نے پلٹ کر دیکھا اب وہاں کوئی نہیں تھا وہ جگہ خالی تھی داخلی دروازہ ویران تھا وہاں آدم سلطان نہیں تھا اور اُسے یکدم وہاں ویرانی و تاریکی اترتی محسوس ہوئی۔۔۔ ”مبشرہ!“

نسوانی آواز پر اُس نے پلٹ کر چونک کر دیکھا میراب سلطان نے اندر کی جانب جاتے اُسے کھڑا دیکھ پکارا تھا۔ ”ہاں۔۔۔! ہاں میراب آپ!“

وہ لب کاٹتی تیزی سے آگے بڑھ گئی جیسے بے چین کرتے ہوئے جھونکے کے اثر کو زائل کرنا چاہا ہو ”وہ مجھے شیزا سے کچھ کام تھا کالج کے بارے میں“

وہ اُس کی طرف جاتے جاتے بولی میراب نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

”پہلے اندر چلو“

”جی چلے“

وہ میراب سلطان کے ہمقدم ہوئی تھی پھر گردن موڑ کر پیچھے کی جانب دیکھا داخلی دروازہ اُسے اب بہت برا لگا اُس نے داخلی دروازے کو بس ایک پل گھورا اور پھر سر جھٹکا کیسا بچکانہ خیال ہے۔۔۔! ہے نا۔۔۔؟ وہ اب اندر کی جانب چل دی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”محبوب کو دور کر دینے والی ہر چیز بری لگتی ہے چاہے جاندار ہو یا بے جان کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔ ہاں واقعی کیا فرق پڑتا ہے؟ نہیں۔۔۔!! وہ بس بری ہی لگتی ہے۔۔“

==

”السلام علیکم شیزا“

وہ ہال میں داخل ہوئی اور سامنے صوفے پر ٹانگیں اوپر چڑھائے بیٹھی شیزا کو دیکھتے ہی سلام کیا

”ارے تم۔۔! علیکم السلام یہاں کیسے؟ اتنی رات کو میرا مطلب ہے آؤ بیٹھو“

اُس نے ہاتھ میں پکڑی کتاب سے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا ایک ٹانگ نیچے زمین پر لگائی اور کتاب کو سائیڈ پر رکھتے مبشرہ شاہ کو اچھنبے سے دیکھنے کے بعد کچن کی جانب بڑھتی میراب سلطان کی پشت کو دیکھا اور پھر سر جھٹکا۔۔

”ہاں وہ کافی دنوں سے کالج نہیں جا پا رہی تو اس لیے نوٹس لینے آئی تھی“

مبشرہ شاہ اُس کے سامنے والے صوفے پر ٹکٹے ہچکچاہٹ سے بولی یہ سب بالکل نیا تھا پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا وہ فیملی فرینڈز تھے سالوں پرانی دوستی۔۔! لیکن کہتے ہیں چاہے رشتے نئے اور یا پرانے لیکن وہ ایک وقت پر ایک موڑ پر آکر اتار چڑھاؤ میں ضرور الجھ جاتے ہیں اور آج، ابھی وہی وقت اور موڑ تھا۔۔

ہچکچاہٹ لازم تھی اب ”جب ہم رشتوں کو دوبارہ جوڑتے وقت گرہ لگاتے ہیں تب اُن کی گارنٹی ختم ہو جاتی ہے وہ گرہ کب، کس وقت، کس موڑ پر کہاں کھل جائے ہمیں اندازہ نہیں ہوتا ہم ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں“

”اچھا رکھ دو ذرا میں لاتی ہوں“ وہ اثبات میں سر ہلاتی وہاں سے ہٹ گئی

مبشرہ آہستگی سے صوفے سے اٹھی تھی بے شک سلطان حویلی کے مکینوں نے اُس حادثے کے بعد بھی شاہ حویلی والوں کے لیے اپنے گھر کے دروازے بند نہیں کیے تھے لیکن پھر بھی اب پہلے جیسی بات نہیں تھی۔۔ بلکل نہیں ہاں ہو ہی نہیں سکتی

”مبشرہ بیٹا“

وہ چونکی اور آواز کی سمت پلٹ کر دیکھا وہاں رزاق صاحب کھڑے تھے وہ تیزی سے آگے بڑھی تھی بہت تیزی سے۔۔

”انکل“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس کے لبوں سے سسکی کے سے انداز میں لفظ نکلا وہ نچلا لب سختی سے دانتوں تلے دبائی اور سر اُن کے آگے جھکایا

نجانے اُس حادثے میں کیا ہوا تھا کیا نہیں لیکن اُسے بالکل نہیں لگا کہ رزاق سلطان سے وہ کبھی بد تمیزی سے بات کرے۔۔! وہ کئی بار اس گھر میں آچکی تھی وہ ہمیشہ سے اُن کی بیٹی کی طرح رہی تھی کچھ حادثے آپ سے بہت سے حق بھی چھین لیتے ہیں۔

”کیسی ہو آپ؟ یہاں اتنی رات کو اکیلی آئی ہو کیا؟“

اُن کے لہجے میں فکر مندی تھی وہ اُس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے مبشرہ شاہ نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلایا

”اکیلی کیوں آئی بیٹا اب اکیلی مت جانا“

وہ آگے پیچھے دیکھتے پریشانی سے بولے وہ پہلے جیسے ہی تھے۔۔۔! نرم اور خوش اخلاق اور کچھ لوگوں کا رویہ آپ کے لیے کبھی نہیں بدلتا خواہ کچھ بھی ہو جائے ایسے لوگوں کے لیے آپ ناقابل یقین اہمیت رکھتے ہیں۔۔

اُس نے ہلکی بے آواز سانس اندر کھینچی آنسو اب غائب تھے وہ دھیمے سے مسکرائی وہ یہاں چھپ کر آئی تھی

۔۔۔! اُسے اپنے بھائی کی موت کا افسوس تھا لیکن۔۔۔! ہاں یہ ”لیکن“ اکثر کام بگاڑ دیتا ہے

”مبشرہ یہ لو“

شیراز سلطان نے پیچھے سے اُسے پکارا اور اُس کی طرف بڑھی مبشرہ شاہ نے پلٹ کر اُسے دیکھا اور مسکرا کر اُس کے ہاتھوں سے نوٹس لیے تھے۔

”آدم۔۔!“ اور اس ایک نام پر دودلوں کی دھڑکنیں ساکت ہو تیں تھیں اور ہو گئی تھی

مبشرہ شاہ نے شرابی آنکھیں بہت مشکل سے پھیر کر اُسے دیکھا بہت مشکل سے اور دھڑکن واپس اب تیزی سے دھڑک رہی تھی۔۔

بس اتنی سی بات تھی آدم سلطان کا نام اتنا حق رکھتا تھا

”جی چچا جان“

اُس نے ایک نظر رزاق سلطان کو دیکھا اور پھر بیک وقت شیراز سلطان اور مبشرہ شاہ کو۔۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

شینز اسلطان نے اُس کی سر د بھوری آنکھوں کو دیکھا وہ دھیمے سے مسکرائی بہت دھیمے سے دھڑکن گویا کانوں میں
نچ رہی تھی دھک، دھک، دھک اُس کا چہرہ خاموہ ہی سرخ ہو گیا اُس نے اپنی نیلی آنکھیں آدم سلطان کے
چہرے سے بے ساختہ پھیری

اُسے دیر تک تکتے رہنا بھی خاصا مشکل تھا۔

”مبشرہ بیٹی کو گھر چھوڑ آؤ اس کے“

رزاق صاحب بولتے وہاں سے چلے گئے اُن کی بات پر بہت اچانک یکدم ہی شینز اسلطان نے آدم سلطان کو دیکھا
آدم سلطان نے مبشرہ شاہ اور مبشرہ شاہ نے آدم سلطان کو

اب نیلی آنکھوں نے مبشرہ شاہ کو دیکھا اور دوپل بعد پھریوں ہوا کہ نیلی آنکھ بہت تیزی مگر انجانے خوف سے
پھیری اور آدم سلطان کے چہرے پر جمی۔

”چلے“

وہ اپنی ریسٹ وائچ کو دیکھتا مضبوط قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا

”شینز اکالچ میں ملاقات ہوگی میں ایک دو دن تک تمہیں یہ واپس کر دوں گی“

مبشرہ کی آواز پر اُس نے بہت بے دھیانی سے گردن موڑ کر اُسے دیکھا مبشرہ شاہ اب ہلکی مسکراہٹ اُسے پاس
کرتی پلٹ گئی

وہ آدم سلطان کے پیچھے جارہی تھی اور شینز اسلطان۔۔! وہ وہی کھڑی تھی ساکت جامد۔۔!

شینز اسلطان کی نیلی آنکھوں نے بس ایک پل میں کئی راز چاک کر ڈالے وہ ایک پل جب آدم سلطان کی بھوری
آنکھیں اُس کے بجائے مبشرہ شاہ کے چہرے پر اٹھی تھی وہ ایک پل آگاہی کا عذاب ثابت ہوا وہ ایک پل جب اُس
کی آنکھیں تمام راز پاگئی تھی۔۔

وہ اب بھی وہی کھڑی تھی تنہا، خاموش اور کئی راز لیے ہوئے

”مبشرہ کہاں گئی“

اپنے عقب سے ابھرتی میراب سلطان کی آواز پر وہ چونکی اور خالی آنکھوں سے اُسے دیکھا

”وہ دونوں چلے گئے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ بے دھیانی میں بولی تھی بہت ہی بے دھیان انداز تھا
”ہنسہ؟“

میراب نے نا سمجھی سے ہنکار بھرا وہ اُس سے کچھ کہتی کے شیزاسطان وہاں سے پلٹ گئی
اُس کے رخساروں پر اب آنسوؤں کی لکیریں پھسلتی جا رہی تھی

⇒⇒⇒

وہ دونوں گلی میں چل رہے تھے آس پاس کے گھروں کے باہر لگی زرد روشنیاں کچی سڑک پر پڑ رہی تھی مبشرہ شاہ
نے بائیں جانب موجود اُس کے سائے کو دیکھا۔۔۔! وہ دونوں ہمقدم نہیں تھے وہ آگے چل رہا تھا اور مبشرہ شاہ
اُس سے تین قدموں کے فاصلے پر اُس کے پیچھے چل رہی تھی
مبشرہ شاہ نے اُس کی پشت کو گھورا اور دھیمے سے مسکرائی بے شک وہ ہمقدم نہیں تھے لیکن ہم سفر تو تھے نابس
مبشرہ شاہ کے لیے اتنا ہی بہت تھا۔۔۔! بس یہی خوشی کافی تھی
ہوا میں خنکی بڑھ رہی تھی دور کہی سے گیدڑوں کی خوفناک سی آوازیں ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی
بہت اچانک کتے کی بھونکنے کی آواز فضا میں گونجی
”امی بچاؤ“

مبشرہ شاہ یکدم چلائی اور قدم ہڑبڑاہٹ میں آگے کو اٹھائے آدم سلطان اُس کی تیز آواز پر رکا اور پلٹا وہ اُس سے
ایک قدم کے فاصلے پر کھڑے پیچھے کو گردن موڑے شاید کتے کو تلاش کر رہی تھی۔۔۔
”کتا ڈر کر بھاگ گیا ہے“

”جی۔۔! جی؟“

سنجیدہ آواز پر اُس نے گردن واپس سیدھی کرتے اُسے پہلے اطمینان اور پھر حیرت سے دیکھا زرد بلب کی روشنی
میں اُس کی شرابی آنکھیں چمکی لیکن اُن میں خوف تھا۔

”چلے“ وہ زیر لب مسکرایا بہت مدھم مسکراہٹ وہ دیکھ نہیں پائی تھی وہ ایسے ہی مسکراتا تھا معدوم سا اور وہ بہت
کم کسی کے لیے مسکراتا تھا

”آپ نے میری آواز کو ہیبت ناک کہا؟“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اب اُس سے ایک قدم کے فاصلے پر چل رہی تھی چہرے پر خفگی جمائے وہ اُس کی پشت کو گھورتی بولی
”آپ تھوڑے بدل لٹا ہے“

اُس کی خاموشی پر وہ پھر سے بولی خفگی برقرار تھی جبکہ اُس سے آگے چلتے اُس کا بایاں آبرو استفہامیہ اٹھا
”امی جی“

کتنے کی پھر سے ابھرتی آواز پر مبشرہ شاہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا ایک قدم کے فاصلے پر چلتا وہ اب اپنی
مسکراہٹ نہیں روک پایا تھا اُس کی مسکراہٹ اس بار گہری تھی آسانی سے دیکھی جانے والی لیکن مبشرہ شاہ نے
وہ پھر مس کی تھی

زرد روشنی میں اُس کے ہونٹوں پر وہ دوپیل کی مسکراہٹ بہت خوبصورت تھی۔۔۔ بارش میں دھوپ جیسی
”نہیں آپ بہت زیادہ ہی بدل لٹا ہے“

مبشرہ شاہ نے اس بار ناک سکیر اُس کا نہ بولنا اُسے زچ کر رہا تھا
”اور آپ احمق ہے محترمہ“

اُس کے چال میں کمی آئی تھی مبشرہ کو پتہ ناچل سکا وہ اب اُس سے دو ہاتھ کے فاصلے پر اُس کے ہمقدم تھا
اُس کے ڈر کی وجہ سے وہ اُس کے ساتھ چل رہا تھا جو وقفے وقفے سے ادھر ادھر بھی دیکھ رہی تھی
”کیا مطلب؟ کیسے؟“

گلی مڑتے اُس نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا اُس کی بھنویں بے ساختہ اُس کی بات پر سکڑ گئی تھیں
”ذرا یاد کرے“

وہ سر کو ہلکی جنبش دیتے بولا

مبشرہ نے دماغ پر زور ڈالا لیکن اُسے اپنی احمقانہ حرکت یاد نہ آئی

”کیا میرے نین نقوش آپ کی والدہ گرامی سے ملتے ہیں محترمہ۔؟“

اُس کے جھکے سر کو دیکھتے اُس نے خفیف سا طنز کیا مبشرہ نے بے ساختہ سر اٹھائے گردن موڑ کر اُسے دیکھا اور پھر
کچھ یاد آنے پر وہ واپس گردن سیدھی کرتے جی بھر کر شر مندہ ہوئی۔

”اتنی پکی اردو میں میٹھی میٹھی تو صرف اردو کی مس کرتی ہے کالج میں اللہ تو بہ ہے ان سے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ منہ میں بڑبڑائی اور آنکھیں زور سے میچتے دوسرے لمحے کھولیں
”وہ غلطی سے ہو گیا تھا سوری“

وہ لہجے کو نارمل رکھتے بولی تھی لیکن نجانے کیوں اُس کے لبوں پر مسکراہٹ بار بار پھسلنے لگی تھی کیا وہ اُس کی
احتمقانہ باتوں پر بھی توجہ دیتا ہے وہ یہ سوچ کر ہی مسکرائے جا رہی تھی
اور دوسرا مدعا وہ اُس کے ہمقدم جو تھا اب ہاں بس اس لیے
وہ جب نامحسوس انداز میں اُس کے ہمقدم ہوا تھا تب مبشرہ شاہ نے دوسرے لمحے ہی بھانپ لیا تھا اور تب سے وہ
دوسری جانب گردن موڑے مسکراہٹ پر قابو پانے کی کوشش میں تھی۔
”دوبار“

”ہنہ؟“

اُس نے نا سمجھی سے اُس کی طرف دیکھا
”دوبار۔۔! آپ نے میرا جنس تبدیل کیا ہے“
وہ ٹھہر کر پھر بولا اور اُسے یاد دہانی کروائی مبشرہ کا منہ ہلکا سا کھلا
”او۔۔۔! ہاں سوری پھر سے“

وہ گردن جھکائے بولی اور پھر ”اللہ معاف کرے“ منہ میں بڑبڑائی۔۔

اُس نے سراٹھا کر دیکھا اُسے کچھ فاصلے پر اپنا گھر دیکھائی دیا یکدم اُس کا دل بجھ سا گیا وہ لب کاٹ کر رہ گئی
”آپ نے میری آواز کو ہیبت ناک بولا تھا“

گھر سے دس قدموں کی دوری پر وہ رک گئی نجانے کیوں لیکن وہ رک گئی تھی شاید آدم سلطان کے ساتھ کی وجہ
سے۔۔ اُس کی شرابی آنکھیں کی چمک اب ماند پڑنے لگی تھی
”آپ کا گھر آگیا ہے آئینہ ایسے اکیلے مت آئیے گا میں دوبارہ چھوڑنے نہیں آؤں گا اور پھر کتا بھی کاٹ سکتا ہے
آپ کو“

وہ اُس کی بات کو نظر انداز کرتے بولا اور ہاتھ پیچھے پشت پر باندھ لیے گے

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس کی بات پر مبشرہ شاہ کے چہرے کی پھیکی سی دمک بھی اب ماند پڑ گئی آدم سلطان نے اُس کے چہرے کی ماند پڑتی چمک دیکھی لیکن وہ نظر انداز کر گیا اس کا یہی کام تھا۔

”کیا میں نے آپ کو کبھی کچھ کہا ہے؟“

وہ شرابی آنکھیں اٹھائے بولی جہاں اب ہلکی سی نمی تھی مبشرہ شاہ کو تکلیف ہوئی تھی

”نہیں! لیکن غیر لڑکے کے ساتھ رات کو گھر تک جانا اچھی بات نہیں“

اُس نے سنجیدگی سے کہا بھوری خاموش آنکھیں اُس کے چہرے پر ایک پل کور کھی اور دوسرے ہی پل واپس پھیر لی مبشرہ شاہ کچھ نابولی۔۔۔! وہ بول ہی نہیں پائی تھی وہ پلٹ گیا

”کیا یہ میرے لیے فکر تھی“ اُسے سمجھ نہیں آئی وہ زیر لب خود سے کہتی اُس کے لفظوں کا مطلب سمجھنے کی تگ دو میں تھی لیکن یہ تھوڑا مشکل تھا اُس نے پھر شرابی آنکھیں اٹھا کر اُس کی پشت کو دیکھا وہ جارہا تھا وہ اُس سے پوچھنا چاہتی تھی ”کیا یہ اُس کے لیے فکر تھی؟“ اور پھر وہ ہچکچاہٹ کو ایک طرف رکھتے۔۔۔۔!!

”کیا یہ میرے لیے فکر تھی“

اُس نے اُس سے ہی پوچھ لیا تھا وہ چار قدموں کے فاصلے پر تھا اُس کے پہلے لفظ پر ہی رک گیا تھا لیکن پلٹا نہیں

۔۔۔! وہ نہیں چاہتا تھا پلٹنا۔۔۔

”آپ کو کیا لگتا ہے محترمہ؟“

اُس نے بغیر پلٹے ہی کہا بلکہ پوچھا تھا یقیناً

”مجھے لگتا ہے۔۔۔!“ وہ دوپیل ٹھہری نچلا لب کاٹا اور پھر بولی

”یہ میرے لیے فکر ہی تھی“

آدم سلطان فوراً اُس کی جانب پلٹ گیا اور بھوری خاموش آنکھوں سے اُسے دیکھا۔

”یہ میرے لیے میری احتیاط تھی محترمہ“

اُس نے اُس کی خوش منہی کے محل کو پل میں چکنا چور کر دیا وہ ایسا ہی تھا سرد و گرم سا

مبشرہ شاہ کی آنکھوں میں موجود پانی کی لکیر گہری ہو گئی اُس نے سختی سے لب بھینے۔

”احتیاط“ یہ لفظ اُسے جھبھتا تھا مبشرہ شاہ کے لب کچھ کہنے کو پھڑ پھڑانے

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”آپ خاصے بدلحاظ ہے“ وہ جی کڑا کر بولی آنکھوں پر قابور کھا گیا کہ وہ دامن کو بھینگنے سے محفوظ رکھے۔

”آپ ٹھیک کہتی ہے محترمہ۔۔۔! میں اعتراف کرتا ہوں“

وہ بس اتنا ہی بولا وہ بھی بہت سنجیدگی سے وہ بحث کو طوالت دینا چاہتی تھی اور وہ کنارہ کشی کرنا چاہتا تھا۔ کیسا عجیب کھیل کھیلا جا رہا تھا

”میں محترمہ نہیں ہوں“

وہ چڑی تھی اور بات کو بلاوجہ کھینچا

”میرا نام مبشرہ ہے۔۔! مبشرہ شاہ“

وہ اُس کے بولنے سے پہلے ہی بول اٹھی۔

”ٹھیک ہے بی بی“

وہ سر جھکائے بولا وہ اب پھر زیر لب مسکرایا تھا

”بی بی؟ لا حول ولا قوۃ“

وہ حیرت سے بولی بے ساختہ حیرت جبکہ مقابل کی مسکراہٹ اب گہری ہو گئی جھکے سر کے ساتھ گہری مسکراہٹ

”جب بھی ملو مجھے میرے نام سے ہی پکارو“

وہ تنبیہ لہجے میں بولی

”میں صرف اپنی بیوی کو نام سے پکاروں گا“

اُس نے سر اٹھایا سرد سی نظریں اُس پر جمائے صاف گوئی سے کہا وہ بس خاموش ہو گئی چند پل دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔

”آپ مجھے بھی بلا سکتے ہیں“

چند پل کی خاموشی ٹوٹ گئی جملہ ادا کرتے اُس کا دل نجانے کیوں بہت تیزی سے دھڑکا تھا وہ ان ڈائریکٹلی اُسے بہت کچھ کہہ رہی تھی

”آپ مجھے پرپوز کر رہی ہے؟“

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس کی اتنی سیدھی اور بے باک بات پر مبشرہ شاہ یک ٹک اُسے دیکھتی گئی پھر بے ساختہ نظروں کو ادھر ادھر گھمایا اُس شخص نے بس ایک پل میں اُس کی دھڑکن تیز کر دی تھی وہ باتوں پر ہی اتنا زور آور تھا بلاشبہ۔۔

”م۔ میں بس۔“ اُس نے بس دو لفظ اٹکتے ہوئے کہے اور لبوں پر زبان پھیری۔

”آپ بے حیا ہے“

اور پھر وہ شرمندگی کم کرنے کو بے ساختہ بولی تھی اور نظریں اُس پر مرکوز کی وہ بایاں آبرو اٹھا گیا اُسے بے ساختہ کچھ دن پہلے کاشیز سلطان کا پرپوزل یاد آیا اُس نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔ اور اسے کہتے ہیں جیسے کو تیسرا

”کون؟“

اُس نے اب جیبوں میں ہاتھ اڑسا اب بحث میں لطف آرہا تھا

”یقیناً آپ؟“

وہ آنکھیں چھوٹی کرتے بولی اُس کے نرم لہجے پر نجانے کیوں اُسے کمینی سی خوشی ہوئی تھی اور دوسرا اثر مندگی کم کرنے کا یہی طریقہ تھا کہ سارا الزام دوسرے کے سر ڈال دیا جائے

”ایسا کیوں؟“

”آپ مجھے ان ڈائریکٹلی چھیڑ رہے ہیں“

وہ تیزی سے بولی اور غلط بھی پھر آنکھیں میچ کر زبان دانتوں تلے دبائی۔

”پھر تو وہ کتا بھی بے حیا ہوا جو راستے میں بھونک کر ان ڈائریکٹلی آپ کو چھیڑ رہا تھا“

وہ محظوظ ہوا تھا اس بار اُس کی بھوری آنکھیں پہلی بار چند خاص لوگوں کے علاوہ کسی تیسرے کے سامنے سرد اور خاموش نہیں تھی

”ہنہ“

مبشرہ نے سر اٹھا کر اُسے ہونق پن سے دیکھا

”آپ دوبارہ مجھے پرپوز مت کیجئے گا میں ریجکٹ بھی کر دیتا ہوں“

مبشرہ کا اب منہ کھل گیا کتنا زعم تھا اُسے خود پر وہ بس سوچ کر رہ گئی

”کہی آپ کو ہی نہ کوئی ریجیکٹ کر دے“

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہننے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ ناک بھنویں چڑھا کر بولی

”ایسی حماقت تو صرف کوئی احمق ہی کر سکتی ہے“

وہ دو قدم آگے بڑھتے بولا اب اُن کے درمیان دو قدموں کا فاصلہ تھارات گہری ہو رہی تھی اور سرد بھی
مبشرہ شاہ نے فوراً اُس سے نظریں چرائیں بلاشبہ وہ سچ کہتا ہے بھلا کوئی احمق ہی ہوگی جو اُسے ریجیکٹ کرے گی
مبشرہ کا دل بے ساختہ دھڑکا اُس نے فوراً کچھ سوچتے نظر اٹھا کر آدم سلطان کو دیکھا اُس نے کچھ دیر پہلے اُسے احمق
کہا تھا۔۔۔

”میں آپ کو بھلا کیوں ریجکٹ۔۔۔!!“

وہ بولتے بولتے رک گئی اُس نے دیکھا وہ ویسے ہی کھڑا تھا اپنی بھوری آنکھیں اُس پر جمائے اور اُس کی وہ بھوری
آنکھیں ہی کافی تھی مبشرہ شاہ نے زبان دانتوں تلے دبائی

”اللہ جی“ وہ اب دل میں خود کی پھرتی کو کوس کر رہ گئی کیا سوچ رہا ہو گا یہ وہ دل میں خود کو لن طعن کرنے لگی
”میں آپ کو پرپوز نہیں کر رہا۔۔! میں ایسا نہیں کروں گا“

اُس نے دو قدموں کا فاصلہ واپس چار قدموں پر کر لیا مبشرہ شاہ کا دل یکدم ڈوب گیا وہ آدم سلطان ایسا ہی تھا
جذبوں کو پل میں بدل دینے والا

”آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟“

وہ اس مرتبہ سختی سے بولی اُس کی آنکھوں کی چمک پھر سے ماند پڑ گئی تھی آدم سلطان نے بایاں آبرو اٹھایا اور یہاں
کئی دل ہار جاتے تھے وہ بھی ہار گئی تھی پہلے سے اُس پر ہار اہو ادا
”کیسا؟“

وہ انجان بن گیا اُس کی آنکھیں واپس اپنے خول میں چھپ گئی سرد خاموش اور ڈارک

”آپ جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں آپ پل میں کچھ بول رہے ہیں پل میں کچھ آپ مجھے گمراہ کر رہے ہیں آدم
سلطان“

وہ غصے سے بولی اُس کا لہجہ پہلے سے تھوڑا بلند ہوا۔۔! بلند سخت اور نم

”میں آپ کو گمراہ نہیں کر رہا میں ایسا نہیں کر سکتا محترمہ“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس کے چہرے پر اب گہری سنجیدگی تھی اور سرد بھوری آنکھیں نجانے ہوا میں کس غیر مری نقطے پر جمی تھی
”پھر آپ پل پل اپنا لہجہ کیوں بدل رہے ہیں؟“

وہ اُس کی طرف دو قدم بڑھتے بولی آدم سلطان نے بے ساختہ ایک قدم پیچھے کو کھینچا وہ وہی رک گئی اب تین
قدموں کا فاصلہ تھا۔۔۔ مبشرہ شاہ کو اُس کے وہ دو قدم چھبے تھے

”جیسا لہجہ آپ اختیار کر رہی ہیں میں ویسا ہی لہجہ اختیار کر رہا ہوں لیکن احتیاط اور حد میں“

اُس نے ایک نظر اُسے دیکھا فقط ایک نظر اور پھر نظریں پھیر لی مبشرہ شاہ کچھ دیر کچھ بول ناپائی
”آپ اپنی بہن کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں؟“

اُس کی آواز آہستہ آہستہ رندھ رہی تھی رات کی نیم تاریکی میں ٹھنڈک مزید بڑھ گئی مبشرہ شاہ کو پرواہ نہ ہوئی کہ
اب اُس کے خاندان کے کئی افراد سلطانز کو پسند نہیں کرتے اور وہ پھر بھی گھر کے پاس کھڑی تھی آدم سلطان کے
ساتھ۔

”آپ غلط ہے محترمہ میں ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتا“

وہ اب بھی اُسے نہیں دیکھ رہا تھا جبکہ مبشرہ شاہ کی نظریں اُسی پر جمی تھی وہ اُن کے گھر آتی جاتی تھی لیکن آدم
سلطان بہت کم نظریں ملاتا تھا اُن میں اتنی زیادہ فرینک نس پہلے بھی نا تھی لیکن وہ اچھا لگتا تھا وہ اُس سے محبت کرتی
تھی

”میں محبت کرتی ہوں آپ سے“

اُس نے بے ساختہ کہا آنکھیں نہیں جھپکی اور وہ خلا میں جس غیر مری نقطے کو گھور رہا تھا اُسے ہی گھورتا رہا بغیر کسی
حرکت کے اب وہاں پھر سے خاموشی چھا گئی۔۔۔ ایک، دو، تین اور پھر چار منٹ وہ پھر بولی
”کیا آپ مجھے میرے نام سے پکار سکتے ہیں آدم سلطان؟“

یہ پوزل تھا۔۔۔! بڑا بے باک اور عجیب سا پوزل تھا لیکن جو بھی تھا ٹھنڈی رات میں یہ عجیب پوزل آدم
سلطان کو تاحیات یاد رہنے والا تھا

”معذرت۔! میں آپ کو آپ کے نام سے نہیں پکار سکتا۔۔۔ میں ایسا نہیں کر سکتا محترمہ“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے وہ عجیب پرپوزل ریجیکٹ کر دیا اب مبشرہ شاہ کو بھی وہ تاحیات یاد رہنے والا تھا۔۔۔! عجیب پرپوزل کا ریجکٹ ہونا

اُس نے غیر مری نقطے کو چھوڑتے اب بھوری آنکھیں مبشرہ شاہ کے چہرے پر جمائی تھی مبشرہ اُسے دیکھتی رہ گئی اُس نے پھر وہی کیا جو وہ کرتا تھا جذبات کو بدلنا اور انہیں نظر انداز کرنا۔
”آپ کرس۔ سکتے ہیں آدم آپ سب کچھ کر سکتے ہیں“

وہ رو دینے کو تھی اور پھر اُس کے چہرے کی بڑھتی سنجیدگی کو دیکھ مبشرہ شاہ کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر زمین پر گرا آدم سلطان نے بے آواز سانس باہر چھوڑی

”مہربانی کر کے آپ رونا بند کرے عورتوں کا میرے سامنے رونا مجھے پسند نہیں“

اُس نے اس بار کچھ حد تک نرمی سے کہا مبشرہ نے آنسوؤں سے بھری آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھا
”آپ ب۔ بھائی کی و۔ وجہ سے۔۔۔!!“
”مبشرہ۔۔۔! مبشرہ“

وہ بول رہی تھی جب تیز آواز پر وہ پلٹی کچھ قدموں کے فاصلے سے یحییٰ شاہ اُس کی جانب لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا آ رہا تھا مبشرہ نے نم آنکھوں سے اُسے دیکھنے کے بعد پھر گردن سیدھی کرتے آدم سلطان کو دیکھا وہ ہنوز وہی جماتا تھا
”آپ جائے آدم“

وہ ہلکے خوف سے بولی آدم اُس کے خوف پر ہلکے سے نفی میں سر ہلا گیا

”میں اللہ کے علاوہ صرف خود سے ڈرتا ہوں محترمہ“

اُس نے اُس کی پچھلی ادھی ادھوری بات کا جواب دیا اور پھر گردن ہلکی سی بائیں جانب ڈھلکاتے مبشرہ شاہ کے عقب میں دیکھا یحییٰ شاہ قریب آچکا تھا۔۔

Episode 9

”تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔؟ اور مبشرہ تم رورہی ہو؟ کیا ہوا تمہیں؟ کیا کیا تم نے اس کے ساتھ؟“ وہ بیک وقت دونوں سے مخاطب ہوا ہاں بس مبشرہ کی طرف لہجہ نرم اور آدم سلطان کی جانب خونخوار تھا اُس نے پھرتی اور غصے سے آدم سلطان کا گریبان پکڑنا چاہا جسے وہ ہاتھ بڑھا کر ہوا میں ہی معلق کر گیا۔۔

”لگتا اپنی کزن کی بہت فکر ہے آپ کو اچھی بات ہے۔۔۔!“

اُس نے اُس کے ہاتھ پر گرفت سخت کی اور دھیمے سے مسکرایا اور بات ادھوری چھوڑتے ایک نظر سہمی کھڑی مبشرہ کو دیکھا۔

”لیکن میرے گریبان کو پکڑنے کی جسارت کرنا اچھی بات نہیں دوبارہ ایسا مت کرنا چھوٹے شاہ ورنہ آپ کی جسم میں ایک ہڈی کی کمی آجائے گی کیا تم دو سو پانچ ہڈیوں پر گزارہ کر لو گے؟“

وہ گرفت کو سخت در سخت کرتے یوں استفسار کر رہا تھا جیسے بازار میں کسی دوکان میں کھڑے ہو کرتے ہیں کہ کون سی چیز بہتر ہے۔

”آ۔ آدم“

مبشرہ کی منمناتی آواز ابھری آدم سلطان نے ایک نظر اُسے دیکھا فقط ایک نظر اور پھر یحییٰ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ جو نہی یحییٰ کا ہاتھ گرفت سے رہا ہوا اُس نے یکدم ہی ہاتھ کا مکا گھما کر آدم سلطان کے ہونٹوں کے قریب مارا تھا اس اچانک حملے پر اُس کی گردن ایک جانب ڈھکی۔

”بے غیرت انسان“

آدم سلطان بہت اچانک سیدھا ہوتے اُس کا گریبان پکڑے اُس پر مکا کس چکا تھا ساتھ ہی اُس کے منہ سے بے اختیار الفاظ نکلے یحییٰ شاہ نے بھی جوابا اُس کا گریبان جکڑا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یہ ایک غلطی یحییٰ شاہ سے ہوئی تھی وہ کچھ بھی کر سکتا تھا لیکن اُسے آدم سلطان کا گریبان نہیں پکڑنا چاہیے تھا
آدم سلطان کا ایک ہاتھ اُس پر پڑا تھا بڑی سختی سے۔ اُس نے اپنے گریبان پر موجود یحییٰ شاہ کا ہاتھ سختی اور تیزی
سے جکڑتے اپنے گریبان سے ہٹایا اور اُسے دور زمین پر جھٹکا
”یحییٰ“

مبشرہ شاہ بے ساختہ چلائی اُس کی آنکھوں میں خوف ابھرنے لگا تھا۔
اِس سے پہلے یحییٰ سیدھا ہوتے اٹھتا آدم سلطان کا جوتوں میں مقید پاؤں یحییٰ شاہ کی کلائی پر تھا اُس نے بہت زور
سے وار کیا تھا بہت سخت وار۔
وہ ایک ڈاکٹر تھا وہ جانتا تھا کہاں وار کرنے پر کونسی سی ہڈی کس حد تک چٹختی ہے۔
اور یحییٰ شاہ کی کلائی کی ہڈی کچھ حد تک فریکچر ہو چکی تھی وہ یوں بھی اُس کے سامنے ذرا کمزور سالگتا تھا ایک عمر اور
دوسرا اُس کا قد آدم سلطان سے کم تھا۔
”یحییٰ“

اِس سے پہلے کہ آدم سلطان سختی سے اُس کی ہڈی پر مزید دباؤ دیتا مبشرہ شاہ زور سے چلائی تھی وہ زمین پر گرے
یحییٰ کے قریب بیٹھی تھی وہ درد برداشت کرتے لب بھینچ گیا تھا اور غصے سے آدم سلطان کی ٹانگ کو ہٹانے کی
کوشش کر رہا تھا۔
”آدم۔۔۔!“

وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی اُس کی آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ خوف کی آمیزش تھی آدم سلطان نے نظریں
چراتے فوراً پاؤں اٹھالیا اُس نے بے ساختہ یحییٰ کا بازو اٹھا کر اپنے بازوؤں میں لایا آدم سلطان اُس کے جھکے سر کو
دیکھتا رہا۔

اُس نے دیکھا مبشرہ شاہ کے ہاتھ کانپ رہے تھے آدم سلطان کچھ بول نہیں پایا۔
”وہ اُسے خوفزدہ نہیں کرنا چاہتا تھا وہ ایسا بالکل نہیں کر سکتا تھا“

اُس نے تیزی سے موبائل جیب سے نکالا اور کچھ نمبر ڈائل کرتے کان کو لگایا۔
”شاہ حویلی کے پاس آؤ“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے پھر سے زمین پر یحییٰ کے ہاتھ کو ہاتھوں میں لیے بیٹھی مبشرہ شاہ کو دیکھا اُس کا سر آہستہ آہستہ ہل رہا تھا یقیناً وہ رو رہی تھی آدم سلطان نے ماتھا مسلا۔

اور یحییٰ کو دیکھا جس کا چہرہ درد برداشت کرنے کے چکر میں لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔
”سرجی؟“

اُس نے پلٹ کر دیکھا تو فراز کھڑا تھا وہ ایک اکیس، بائیس سالہ نوجوان تھا وہ اس وقت ہانپ رہا تھا یقیناً آدم سلطان کے غصے کی وجہ سے بھاگ کر آیا ہوگا۔
”انہیں شاہ حویلی کے اندر چھوڑ آؤ“

اُس نے اُسے سخت نظروں سے دیکھتے کہا فراز نظریں جھکائے بس اثبات میں سر ہلائے آگے بڑھ گیا۔
”اُس کی ٹانگ نہیں ٹ۔ ٹوٹی وہ چل سکتا ہے آپ کی عنایت کا بہت شکریہ“
مبشرہ شاہ کی غصے سے لبریز اور نم آواز گونجی آدم سلطان لب بھینچ کر رہ گیا۔

اُس نے یحییٰ شاہ کو دیکھا جو آدم سلطان کو غصے سے گھور رہا تھا یحییٰ اٹھ کھڑا ہوا اور آدم سلطان کی طرف بڑھنے کو ایک قدم اٹھایا جب مبشرہ شاہ نے اُس کا کندھا دبوچا تھا۔
اُس کی آنکھیں نم تھی وہ بہت ڈر گئی تھی۔

”پلیز یحییٰ برو۔! جانوروں کے منہ نہیں لگتے مزید پیچھے پڑ کے بھونکتے ہیں پھر“
وہ یحییٰ کے بعد زخمی نظروں سے آدم سلطان کو دیکھتے بولی وہ ایسی ہی تھی غصے میں دماغ کا استعمال نہیں کرتی تھی۔
بس کسی طرح زبان سے زخمی کرنے کی کوشش کرتی تھی۔

اور دوسرا یحییٰ کے لیے وہ اس طرح ہی فکر مند ہوتی تھی وہ اُس کا کزن ہی نہیں اُس کا دوست بھی تھا اُس کا کرائم پاٹرن۔

”چلو پلیز“

وہ یحییٰ کو لیے پلٹ گئی نوٹس وہی کہی گر گئے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُسے افسوس ہوا کہ وہ آدم سلطان کے ساتھ یہاں کیوں موجود تھی کچھ دیر پہلے اسی بات پر وہ بے حد خوش تھی بس وہ ایسی ہی تھی غصے میں سب بھلا دینے والی اور وہ اپنی اس عادت سے سخت عاجز بھی تھی لیکن عادتیں کہاں اتنی جلدی بدلتی ہے بدل بھی جائے تو فطرتیں نہیں بدلتی

آدم سلطان سر جھکائے دھیرے سے مسکرایا کیا یہ مسکرانے والی بات تھی؟ لیکن وہ پھر بھی مسکرایا تھا وہ اُسے جانور بول کر گئی تھی یہ عجیب تھا

اُس نے فراز کو واپس جانے کا کہا اور خود دیر تک وہاں کھڑا تھا وہ دونوں کزنز کب کے حویلی کے اندر جا چکے تھے اُس نے ٹھنڈی ہوا کو اندر کھینچا اور پھر باہر دھکیلا پھر جھک کر نوٹس اٹھاتے وہ وہاں سے پلٹ گیا ”بد لحاظ جانور“

اس کی زبان ان دو لفظوں کی تکرار کر رہی تھی بار بار کئی بار پھر چلتے چلتے ہی وہ کندھے آچکا گیا اکثر لوگ اُسے آدم بے زار کہتے تھے بہت کم بولتا تھا کم گھلتا تھا لیکن یہ لفظ نیا تھا اُسے کسی نے بد لحاظ نہیں کہا کبھی نہیں کہا بھلا اُس نے کب کسی سے بد لحاظی کی تھی؟

اب بھی بغیر کچھ کیے بد لحاظی کا ٹیگ مل گیا تھا کیا واقعی اُس نے کچھ نہیں کیا؟ اُس کے دل نے اُسے سرزنش کیا ”ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔۔۔! میں قبول کرتا ہوں میں بد لحاظ ہوں بد لحاظ آدم سلطان۔۔۔! خدا اب تو خیر ہی کرے پھر“

وہ ہاتھ کھڑے کرتے قبول کر گیا وہ اب گلیوں میں چلتا جا رہا تھا لوگ اکادکا ہی نظر آرہے تھے زرد روشنیاں پھیلیں ہوئیں تھیں اُس کے بال چمک رہے تھے چال مضبوط تھی

==>>>

”یہ کیا ہوا اسے“

کچن سے نکلتی شائستہ بیگم نے پہلے اُن دونوں کو اندر آتے دیکھا اور پھر یحییٰ کے بازو کو جسے اُس نے دوسرے ہاتھ سے سہارا دیا ہوا تھا۔

”یہ کیا ہوا اسے یہ بازو ایسے کیوں پکڑا ہوا ہے یحییٰ اور کپڑے گندے کیوں ہے کیا ہوا ہے اسے؟“

وہ آگے بڑھتی پہلے یحییٰ اور پھر مبشرہ سے بھی استفسار کرنے لگی لہجہ فکر مند تھا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”کچھ نہیں تائی جان۔۔۔! بس پاگل کتا پیچھے لگ گیا تھا تو گر گیا میں“

اُس نے شائستہ بیگم کو دیکھتے لہجے کو حتی الامکان نرم رکھتے بتایا جبکہ گردن موڑے مبشرہ شاہ کو دیکھتے اُس کے تاثرات پل میں بگڑ گئے تھے بہت تیزی سے۔۔

”ہائے میرے خدا کیسا کتا تھا بیڑہ غرق ہو اُس کا۔۔! اور تم یحییٰ کو کمرے میں لے جاؤ میں ملازم کو کہتی ہوں ڈاکٹر کا“

وہ یحییٰ کے بازو کو ایک نظر دیکھتے پریشان لہجے میں بولی پھر سر جھکائے کھڑی مبشرہ شاہ کو مخاطب کیا اُس نے سراٹھا کر ماں کو دیکھا جواب وہاں سے ہٹتے باہر کو جا رہی تھی یحییٰ کے والدین کی بچپن میں یکے بعد دیگرے وفات کے بعد شائستہ بیگم اور مجیب صاحب نے ہی اُس کی دیکھ بھال کی تھی

”یحییٰ ب۔ برو کمرے میں چھوڑ آؤں“

مبشرہ شاہ نے نچلا لب کاٹا اور سراٹھا کر اپنے برابر کھڑے یحییٰ کو دیکھتے کہا اُس کا لہجہ لڑکھٹا گیا تھا اُس نے پہلی بار یحییٰ کو اتنے سخت تیوروں میں دیکھا تھا

”کیوں؟ پاؤں سلامت تو ہیں میرے ہاتھوں سے تو میں چلتا نہیں ہوں“

اُس نے گردن اٹھاتے اُسے بری طرح گھورتے کاٹ دار لہجے میں کہا اور وہاں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا مبشرہ شاہ نے چند پل اُس کی چوڑی پشت کو دیکھا اور پھر اُس کے پیچھے بھاگی تھی

”یحییٰ۔۔۔! یحییٰ۔۔۔! یحییٰ برو“

وہ اُسے ہلکے خوف سے پکارتے اُس کے کمرے کی جانب بڑھی اُسے نے دیکھا کہ یحییٰ شاہ نے ایک سرد نظر اُس پر ڈالتے اُس کے قریب آتے ہی دروازہ اُس کے منہ پر بند کیا تھا وہ بند دروازے کو دیکھتی رہ گئی فقط۔

”یحییٰ برو۔۔۔! یحییٰ پلیز دروازے کھولے“

وہ گہرا سانس بھرتے دروازے کو بجانے لگی تھی اُس نے کئی آوازیں دی لیکن دروازہ ہنوز بند تھا دروازے کے پار وہ خاصے غصے میں کھڑا تھا مسل تھا اُس کے ہاتھ میں شدید درد تھا لیکن غصہ درد پر پوری طرح حاوی تھا

”یحییٰ برو دروازہ کھول دے پلیز مجھے بات کرنی ہے پلیز یحییٰ“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ بار بار پیچھے کودیکھ رہی تھی اُس کے لہجے میں خوف کا عنصر تھا اور اُس کی پکار سنتے یحییٰ بخوبی جانتا تھا خوف کا یہ عنصر اُس کے لہجے میں کیوں تھا

مبشرہ شاہ کو ڈر تھا کہ کہی یحییٰ شاہ کسی کو بتا دے کہ وہ کس کے ساتھ تھی حالات اور رشتے پہلے ہی الجھے ہوئے تھے بات کھلنے پر نجانے کیا ہوتا وہ حالات کو مزید پیچیدہ نہیں کرنا چاہتی تھی ورنہ بہت کچھ بگڑ جاتا

”یحییٰ برو آپ ت۔ تو میرے اچھے دوست ہے نا۔ پلیز دروازہ کھول دے“

اُس کی آنکھ سے آنسوؤں کی لکیریں گال پر لڑھکی اُس کا لہجہ رندھ گیا اُس کے لہجے کی بے بسی اندر موجود وہ شخص بخوبی محسوس کر سکتا تھا اُس نے لب بھینچے پلٹا اور دروازہ کھول دیا۔۔۔

بس اتنا ہی تھا۔۔! وہ مقابل لڑکی کے اس ہتھیار پر اپنے سارے ہتھیار ڈال دیتا تھا اور اُس نے ڈال دیے تھے اُس نے دروازہ کھول دیا تھا

”یح“

اُس کے الفاظ حلق میں ہی دب گے جب دروازہ کھلنے کی آواز پر اُس نے بڑی تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ناب گھمائی دروازہ کھلتا چلا گیا اُس نے دروازہ بند کیا اور اندر داخل ہوئی وہ سنجیدہ چہرہ لیے کھڑا تھا فریکچر ہاتھ پہلوں میں گرا پہلوں کے بالکل ساتھ لگا ہوا تھا

”ی۔ یحییٰ برو وہ م۔ میں۔۔ وہ آپ غلط سمجھ رہے ہیں“

اُس نے آگے قدم بڑھاتے انگلیاں مسلتے لڑکھڑاتے لہجے میں سہی لفظوں کا چناؤ کرنا چاہا وہ یحییٰ کے بالکل سامنے کھڑی ہوئی تھی لیکن یحییٰ نے سراٹھا کر اُسے نہیں دیکھا البتہ دوسرے ہاتھ کی بھیچنی میٹھی کھل ضرور گئی تھی وہ اُس کے اعصابوں پر اتنا اثر رکھتی تھی

”آپ کے بازوم۔ میں درد ہو رہا ہے؟“

اُسے خاموش دیکھ وہ پھر سے ہمت کرتے بولی تھی

”یحییٰ برو آپ تو اچھے دوست ہے نا میرے ا۔ آپ۔ آپ مجھے غلط لڑکی سمجھ رہے ہیں کیا؟“

اُس نے اُس کا بازو تھا منا چاہا تھا یحییٰ نے بے ساختہ اپنا بازو پیچھے کرتے پشت پر فولڈ کر لیا مبشرہ شاہ کی آنکھوں میں بے ساختہ نمی چمک گئی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”ی۔یحییٰ“

وہ رندھے لہجے میں بولی۔ وہ دونوں بچپن سے ساتھ تھے وہ اکثر اُسے شائستہ بیگم کی ڈانٹ سے بچا لیتا تھا اکثر اُس کی شرارتوں میں ساتھ بھی دے دیتا اُس کی پسند ناپسند سے وہ اچھی طرح واقف تھا۔

بلکہ یوں کہے کہ یحییٰ شاہ خود سے زیادہ مبشرہ شاہ کو جانتا تھا اچھے سے جانتا تھا

”میں تمہیں غلط لڑکی نہیں سمجھ رہا مبشرہ میں ایسا زندگی کے کسی پہر میں بھی نہیں سوچ سکتا نہ ہی سمجھ سکتا ہوں“

اُس کی ہلکی سسکیوں کی آواز پر یحییٰ شاہ کو بلا آخر اپنے لب کھولنے کی پڑے

مبشرہ شاہ نے سراٹھا کر اُسے دیکھا اُس کے چہرہ کے تاثرات بے شک سرد تھے لیکن اُس کی کالی آنکھیں مبشرہ شاہ کو مطمئن کرنے کی تگ دو میں تھی

”مجھے بس بتاؤ تم وہاں کیوں تھی اور آدم سلطان نے تمہیں کیا کہا کیا کوئی دھمکی دی اُس نے“

اُس کی کالی آنکھیں اب سپاٹ ہو گئی تھی مبشرہ شاہ اُسے دیکھتی رہی پھر ”آدم سلطان“ کے نام پر اُس نے نظریں پھیر لیں جیسے کوئی چوری پکڑی جانے کا ڈر ہو۔

”وہ۔ وہاں کچھ ن۔ نہیں ہوا وہ بس مجھے چھوڑنے آئے تھے“

وہ لبوں پر زبان پھیرتے بولی اور پہلو میں گرے ہاتھ سے دوپٹے کو پکڑتے میٹھی بنائی

”آپ جھوٹ بول رہی ہے مبشرہ“

کچھ پل خاموشی کے بعد یحییٰ نے اوپر سے نیچے تک ایک نظر اُسے دیکھا پھر اُس کے ہاتھ کی میٹھی کو وہ نفی میں سر ہلاتے بولا مبشرہ نے چونک کر اُسے دیکھا

”ن۔ نہیں یحییٰ بروم۔ میں۔ میں۔“

وہ یوں اُسے اتنے غور سے دیکھ رہا تھا کہ اُس سے آگے کچھ بولا ہی نا گیا اُس نے ایک بار پھر اُس کا جھوٹ پکڑ لیا تھا

وہ ہمیشہ اُس کے جھوٹ کو پکڑ لیتا تھا پھر اُسے یو نہی بغور دیکھتا رہتا کہ جب تک وہ سچ نا بول دے

”کہو مبشرہ۔۔۔! پورا سچ کہو دیکھو میں تمہیں کچھ نہیں بولوں گا میں تمہارا دوست ہوں نا“

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہننے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ ایک قدم آگے بڑھا اور قدرے نرمی سے بولا مبشرہ شاہ کا ذہن الجھنے لگا وہ بتائے؟ یا نہ بتائے؟ بتائے یا نہ بتائے؟
جلدی فیصلہ کرو بتانا ہے یا نہیں؟

اُس نے سراٹھا کر یحییٰ شاہ کی نرم تاثر دیتی آنکھوں میں جھانکا نرم تاثر اور ساتھ کا یقین دلاتی کالی آنکھیں۔۔
”وہ۔۔! وہ آپ کو بتاؤں گی تو آپ کسی کو بتائے گے تو نہیں؟“

اُس نے معصومیت سے سوال کیا تھا شرابی بڑی بڑی آنکھیں اُس کے چہرے پر جما کے اُس نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔

مبشرہ نے لب کاٹے گہرا سانس بھرا وہ آغاز سے اُسے جانتا ہے اور وہ یحییٰ شاہ کو وہ اُس کا اچھا دوست بھی ہے وہ
اُسے بچاتا بھی ہے یقیناً یحییٰ شاہ اُس کی مدد کرے گے مستقبل میں بھی اس معاملے میں بھی ہاں سہی ہے کہ تم اُس
کو بتا دو ذہن نے ایک دلیل دی اور معصوم دل نے بھی ہامی بھری تھی
”ٹھیک ہے“

وہ ایک قدم آگے لیتے ہاتھ اُس کے سامنے کھول گئی یحییٰ نے اُس کے پھیلے ہاتھ کو دیکھا وہ پلٹا اور بیڈ کی جانب بڑھا
بیڈ کے پاس پڑے سائیڈ ٹیبل سے کچھ سفید کاغذات اور ایک پین اٹھا کر واپس اُس کے مقابل آکر کھڑا ہوا
”لو بتاؤ“

اُس نے کئی شفاف کاغذات کو اُس کی جانب بڑھایا اور پین کو بھی اُس نے کچھ سوچا اور پھر تھام لیا بس ایک پل
۔۔! ہاں ایک پل ہی تو درکار ہوتا ہے بگاڑنے اور سنوارنے میں۔

وہ اُس کے پہلو سے ہوتا آگے بڑھا اور دروازہ پورا کھول دیا یہ احتیاط تھی۔۔! یہ جو اُس کے علم میں تھی
جب آپ کا کسی بھی لڑکی یا لڑکے کے ساتھ کوئی ٹھوس رشتہ نہ ہو تو آپ کو چاہیے کہ دروازہ کھلا رکھ کر بات
کرے

وہ بیڈ پر بیٹھ گیا اُس نے اُسی پوزیشن میں اُسی جگہ کھڑی مبشرہ کو دیکھا وہ پین کھولے کھڑی تھی شاید سوچ رہی تھی
بتائے یا نہ بتائے؟

لیکن وہ جانتا تھا وہ بتا دے گی ایسے ہی کئی صفحات اُس کے پاس پڑے تھے اُس کی حماقتوں سے بھرے پڑے

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”یچی“

شائستہ بیگم ڈاکٹر کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوئی تھی مبشرہ نے فوراً آشفا کاغذات والا ہاتھ پہلوں میں گرایا اور سر پر دوپٹہ مزید اچھے سے جمایا

”دیکھے ڈاکٹر چیک کرے“

شائستہ بیگم نے یچی کو دیکھتے کہا ڈاکٹر اثبات میں سر ہلاتا آگے بڑھا تھا یچی بیڈ پر نیم دراز ہوا تھا

ڈاکٹر نے اُس کا تفصیلی چیک اپ کیا تھا اُس کی کلائی کی ہڈی میں فریکچر ہوا تھا

”فریکچر ہوا ہے یہ چار سے پانچ ہفتوں میں ٹھیک ہو گا تب تک آپ خیال رکھے اپنے بازو کو ہلائے نہیں اسے سانچے میں ٹھیک سے رکھے“

ڈاکٹر نے ہدایت دی اور سانچے میں اُس کے پورے ہاتھ اور آدھے سے کم بازو کو لپیٹا۔

”اس ہاتھ سے کوئی بھی وزن مت اٹھانا وکے“

ڈاکٹر نے اُسے مسکراتے کہا اور پھر پلٹتے شائستہ بیگم کو کچھ ہدایت دیتے وہ اپنا سامان لیتے باہر کو بڑھا شائستہ بیگم بھی

ڈاکٹر کے پیچھے بڑھی پھر کچھ یاد آنے پر رکی اور مڑ کر ایک جگہ جمی بیٹی کو دیکھا

”تم کہاں تھی شام سے؟“

انہوں نے سر سری سے انداز میں پوچھا تھا مبشرہ کی نظر بے ساختہ یچی پر اٹھی اس ڈر سے کہ وہ کہی بتانا دے حتیٰ

کہ وہ اُسے کئی بار کئی مسائل سے بچا چکا تھا

”وہ امی م۔ میں“

اپنی ماں کی طبیعت سے وہ اچھے سے واقف تھی اگر انہیں پتہ چل گیا تو؟ سردی میں بھی اُس کے ماتھے پر ٹھنڈے

پسینے آنے لگے

”نہائی وہ میرے ساتھ تھی ہم دونوں باہر چہل قدمی کے لیے گئے تھے پھر کتا لگ گیا پیچھے“

اُس کی غیر ہوتی حالت دیکھ وہ اُس کی بات اچکتے بولا مبشرہ شاہ نے بے ساختہ نظریں اپنی ماں سے ہٹا کر یچی شاہ

کے چہرے پر مرکوز کی وہ یوں ہی تو نہیں اُس کا دوست تھا

”ٹھیک ہے لیکن اتنی شام کو مت نکلا کرو کہی بھی“

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

شائستہ بیگم اثبات میں سر ہلاتے کمرے سے نکل گئی اُس نے مبشرہ شاہ کی طرف دیکھا وہ اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔
”مجھے نظر بہت جلدی لگتی ہے مبشرہ“

وہ اُسے دیکھتے مسکرایا تھا اُس کے چہرے پر اب کہی بھی غصہ نہیں تھا اُس کی بات پر مبشرہ چونکی اور نظریں اُس کے چہرے سے ہٹاتے ادھر ادھر دیکھا
”شکریہ!“

وہ پھر اُسے دیکھتے بولی اور دھیمسا مسکرائی وہ پھر احتیاط سے اٹھا تھا بازو کو سنبھالتے۔۔۔ اور پھر قدم اٹھاتے اُس کے سامنے آیا۔
”کچھ بتا رہی تھی تم“

اُس نے جیسے یاد دہائی کروائی تھی لہجہ اب بھی نرم تھا وہ بہت کم اُس سے سخت لہجے میں بات کرتا تھا بہت کم
”ہوں۔۔! ہاں“

اُس نے سفید کاغذات کا اٹھایا اور پین سے کچھ لفظ گھسیٹے وہ اُس کے ہاتھوں کی حرکت ملاحظہ کر رہا تھا نرم مسکراہٹ سے

مبشرہ نے سفید کاغذات اُس کی جانب بڑھائے اور پھر پین بھی اُس نے احتیاط سے اُن دونوں چیزوں کو تھاما تھا
مبشرہ کی انگلیاں دھیرے سے اُس کی مضبوط انگلیوں سے مس ہوئی تھی ایک پل کو وقت تھا اور دوسرے پل پھر
چلنے لگا

”یہ ایک اہم بات ہے یحییٰ برو“

سفید کاغذات پر نیلی سیاہی سے یہ جملہ لکھا ہوا تھا اُس نے سراٹھا کر مبشرہ کو دیکھا وہ اُسے ڈائریکٹ بات بھی بتا سکتی
تھی لیکن شاید وہ اب بھی الجھی ہوئی تھی

یحییٰ نے قدم پیچھے کو لیے وہ کھڑکی کی جانب گیا وہاں رکھے سٹڈی ٹیبل کے سامنے سے کرسی گھسیٹی اور اُس پر بیٹھ
گیا۔

”تم ادھر ہی رہو“

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس کے قدموں کی چھاپ پر وہ بغیر اُس کی جانب دیکھتے بولا پھر پین اٹھا کر سفید کاغذات پر لکھے جملے کے نیچے سوالیہ نشان لگایا۔

اور جھک کر سفید کاغذات کو فرش پر ہی اُس کی جانب پھینکا مبشرہ نے جھک کر اُس کاغذات کو اٹھایا وہ بیڈ کی جانب بڑھی اور سائیڈ ٹیبل پر دھری ایک کالی بال پین کر اٹھایا اور بیڈ پر بیٹھی

”مجھے کسی سے محبت ہے“

وہ لکھ رہی تھی اور لکھتے لکھتے اُس کے لب خود بخود مسکراہٹ میں ڈھل گئے اُس کے تصور میں یکدم آدم سلطان آیا تھا بے شک وہ اُسے برا بھلا کہہ کر آئی تھی لیکن یہ بھی سچ تھا کہ وہ اُسے چاہتی تھی۔

اُس نے اوپر والے کاغذ کو فولڈ کیا اور یحییٰ کی پشت پر پھینکا اُس نے نیچے گرے کاغذ کو اٹھایا اور اُسے کھولا۔

وہ دونوں ایسی ہی بچکانہ حرکتیں کرتے تھے جب کوئی بات کوئی راز ایسا ہوتا جسے کہنے سے وہ ہچکچاتے یا ڈرتے کہ مقابل غصہ ہو گا تو وہ ایسے ہی کاغذات پر بات کرتے تھے کہ اگر غصہ ہو بھی تو کاغذات پر اترے یوں ہی کئی کاغذات بھر دیے تھے انہوں نے

بے شک وہ موبائل کے ذریعے ایک دوسرے کو بتا سکتے تھے لیکن ان دونوں کا ماننا تھا کہ صفحات پر لکھا معنی رکھتا ہے اور یوں لگتا ہے جیسے مسافت پر ہو ایک دوسرے سے

وہ دونوں قدیم صدی کے دو باشندے تھے

”مجھے کسی سے محبت ہے“

یحییٰ نے اُس کی لکھی گئی لائن کو پڑھا اُس کے ہونٹ مسکرائے تھے شاید اُسے پتہ تھا کون ہو سکتا ہے؟ اُس نے اندازہ لگایا اور اُس کے دل نے ایک بیٹ مس کی

اُس نے اُس جملے کو انگلی کی پوروں سے چھوا

اُس نے پھر سوالیہ نشان لکھ کر پیپر فولڈ کرتے اُس کی جانب پھینکا۔

مبشرہ نے وہ کاغذ اٹھایا اُسے کھولا اور پھر اُس پر کالی ساہی سے کچھ لفظ گھسیٹے اور ایک نام۔۔۔! پھر اُس کی جانب کاغذ پھینک دیا۔۔۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یچی نے احتیاط سے کاغذ اٹھایا اُس کے دل نے ایک بیٹ مس کی اُس نے کاغذ کھولا اور پھر اُس کے دل نے کئی بیٹس مس کر دی اور پھریوں لگا جیسے ایک پل کو دل رک گیا ہو۔

”یچی! برو مجھے آدم سلطان پسند ہے۔۔! ہاں آدم سلطان سے محبت ہے مجھے۔۔! آدم سلطان“

اُس کی مسکراہٹ بے ساختہ سمیٹ گئی مبشرہ شاہ کے لفظوں کا آغاز اُس کے نام سے تھا اور اختتام کسی اور کے نام پر یہ آغاز سے اختتام تک کا فاصلہ یچی شاہ کے زندگی کا سے مشکل فاصلہ تھا۔

وہ وہی بیٹھا رہا ایک منٹ، دو منٹ، تین منٹ اور پھر کئی منٹوں تک ایسے ہی اُس نے دوبارہ اُس کاغذ کو دیکھا وہ سفید کور کاغذ تھا جس پر آدم سلطان کو نام لکھا تھا

اُس نے بار بار کئی بار کاغذ کو بند کرتے کھولا کتنا حتم تھا نا وہ پکی سا ہی سے لکھے گے الفاظ کیا کبھی بدل سکتے ہیں بھلا۔ اس کورے کاغذ کی طرح مبشرہ شاہ کے کورے شفاف دل پر بھی اختتام ثبت ہو چکا تھا، آدم سلطان ثبت ہو چکا تھا یچی شاہ نے بس اتنا ہی سوچا تھا اور اُسے اپنا دم گھٹتا محسوس ہونے لگا اُس نے بے اختیار سانس لینے کی کوشش کی

”یچی! برو آپ غصہ مت ہونا پلیز آپ ہی میری مدد کر سکتے ہیں پتہ نہیں لیکن مجھے آدم سلطان پسند ہے جانتی ہوں وہ مجھے سے کافی بڑھے ہے لیکن آئی لائک ہم۔۔! آئی لائک ہم ویری مچ“

وہ بیڈ سے اٹھی اور آگے بڑھی اُس کے لہجے میں ہلکا خوف اور منت تھی اور جو یچی شاہ کا دم گھٹ رہا تھا وہ پوری طرح سانس اکھڑنے لگا۔

اس بار پھر وہ آغاز پر تھا لیکن اختتام۔۔؟ وہ اختتام پر نہیں تھا تو کون تھا اختتام پر۔۔! آدم سلطان کب؟ کیسے؟ کیوں؟

کیوں تھا وہ اختتام پر؟ نہیں کہاں غلطی ہو گئی؟

یچی شاہ ہمیشہ سے آغاز سے اُس کے ساتھ تھا پھر اختتام پر کیوں نہیں؟ کیوں نہیں آخر؟ کہاں غلطی کی اُس نے؟ وہ کرسی سے کھڑا ہوا ہاتھوں کو میز کی سطح پر جمایا فریکچر کلائی کی پرواہ نہ رہی۔۔! کیسے رہتی یہاں دل ہاتھوں سے نکلتا جا رہا تھا کمبخت۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آدم سلطان اختتام پر کیسے آگیا؟ کیوں آیا؟ اُس نے غلطی کی تھی ہاں؟ اُس نے بروقت مبشرہ کو نہیں بتایا کہ وہ مستقبل میں اُس سے رشتہ قائم کرے گا ایک مضبوط رشتہ۔

ہاں یہی غلطی تھی شاید۔۔۔! نہیں شاید نہیں یقیناً یہی تھی اُسے اُس دن ہی اُسے بھائی کہنے سے روک دینا چاہیے تھا جس دن مجیب تایا نے مبشرہ شاہ کو مستقبل میں اُس کے نام کرنے کی بات کہی تھی۔۔۔ جس دن وہ اُس کی منگ بنی تھی اُسی دن ہاں اُسی دن اُسے اُس کا منگیترا بن جانا چاہیے تھا دوست نہیں۔۔۔!

”یچی بروک۔ کیا ہ۔ ہوا؟“

اُسے کب سے ایک ہی پوزیشن میں جھکا دیکھ وہ ڈرتے ڈرتے آگے بڑھی تھی یچی نے سانس کو ہموار کرنے کی کوشش کی

”آئی لائک ہم۔۔۔! آئی لائک ہم ویری مچ۔۔۔!“

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ سانس اتنی جلدی ہموار نہیں ہو سکتی

اب کے تجدید وفا کا نہیں امکاں جاناں

یاد کیا تجھ کو دلائیں ترا پیماں جاناں

یوں ہی موسم کی ادا دیکھ کے یاد آیا ہے

کس قدر جلد بدل جاتے ہیں انساں جاناں

زندگی تیری عطا تھی سوترے نام کی ہے

ہم نے جیسے بھی بسر کی ترا احساں جاناں

دل یہ کہتا ہے کہ شاید ہے فسرده تو بھی

دل کی کیا بات کریں دل تو ہے ناداں جاناں

اول اول کی محبت کے نشے یاد تو کر

بے پیے بھی ترا چہرہ تھا گلستاں جاناں

آخر آخر تو یہ عالم ہے کہ اب ہوش نہیں

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

رگ مینا سلگ اٹھی کہ رگ جاں جاناں
مدتوں سے یہی عالم نہ توقع نہ امید

دل پکارے ہی چلا جاتا ہے جاناں جاناں
ہم بھی کیا سادہ تھے ہم نے بھی سمجھ رکھا تھا
غم دوراں سے جدا ہے غم جاناں جاناں

اب کے کچھ ایسی سچی محفل یاراں جاناں
سربہ زانو ہے کوئی سربہ گریباں جاناں
ہر کوئی اپنی ہی آواز سے کانپ اٹھتا ہے

ہر کوئی اپنے ہی سائے سے ہراساں جاناں
جس کو دیکھو وہی زنجیر بہ پا لگتا ہے
شہر کا شہر ہوا داخل زنداں جاناں

اب ترا ذکر بھی شاید ہی غزل میں آئے
اور سے اور ہوئے درد کے عنوان جاناں
ہم کہ روٹھی ہوئی رت کو بھی منا لیتے تھے

ہم نے دیکھا ہی نہ تھا موسم ہجراں جاناں
ہوش آیا تو سبھی خواب تھے ریزہ ریزہ
جیسے اڑتے ہوئے اوراق پریشاں جاناں

اُس نے ہاتھ بڑھا کر کھڑکی کھولی تیخ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے پر اُس نے بے اختیار لمبی سانس کھینچی کیسی عجیب بات
تھی کہ سانس پھر بھی اکھڑ رہا تھا
سفید کاغذ ہوا سے اڑتے ادھر ادھر بکھر گے

”ہاں آدم سلطان سے محبت ہے مجھے“ کھلی فضا میں بھی اُسے سانس کی کمی محسوس ہوئی
لفظ بہت زور آور ہوتے ہیں یہ آپ کی دنیا تباہ کر سکتے ہیں

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے کیوں صرف دوستی قائم رکھی۔۔۔؟؟ کیوں وہ مبشرہ شاہ کو اُس کا کفرٹ زون دینا چاہتا تھا اُسے کیوں نہیں بتایا کہ وہ مستقبل میں اُس کی ہوگی اُسے بروقت بتا دینا چاہیے تھا اُسے بتا دینا چاہیے تھا کہ مبشرہ شاہ یحییٰ شاہ کی ہے کسی ایرے غیرے آدم سلطان کی نہیں۔۔۔۔!

اُس نے سب غلط کر دیا سب غلط اُسے کفرٹ دیتے دیتے وہ اُسے کھونے کی کی نوبت تک پہنچ گیا تھا۔
”یحییٰ۔ یحییٰ“

مبشرہ شاہ نے خشک لبوں پر زبان پھیری ہاتھ بڑھا کر اُس کے کندھے پر رکھا اُس کا دماغ، دل ایک جگہ رک گئے وہ اُس کے متوجہ کرنے پر ہمیشہ اُس کی جانب متوجہ ہوتا تھا لیکن اب اس وقت نہیں ہوا وہ پلٹا ہی نہیں اور یہ پہلی بار تھا کہ وہ مبشرہ شاہ کے پکارنے پر نہیں پلٹا۔۔

”رکو۔۔! رکو ذرا۔۔! وہ آغاز سے تمہاری ہے اب اگر وہ لاعلم تھی تو تمہارے دل کا کوئی قصور نہیں اُسے بتاؤ وہ تمہاری ہے ہاں یہی سہی وقت ہے اُسے باور کرواؤ کہ بچپن سے وہ یحییٰ کی منگ ہے وہ اُسے بس کفرٹ دینا چاہتا تھا اُسے یاد نہیں تو یحییٰ شاہ کے دل کا کوئی قصور نہیں“

اُس کے ذہن نے نقطہ اٹھایا بہت زور آور نقطہ اُس نے گہرے سانس بھرے آنکھیں بار بار میچتے کھولیں اُس کا دل کانپ رہا تھا

”وہ تمہاری ہے یحییٰ شاہ چھین لو اُسے“

اُس کے ذہن نے خود غرضی برتی تھی ایک پل۔۔۔! ہاں بس ایک پل ہی کافی ہوتا ہے فیصلہ کرنے میں آپ جو بھی بولے لیکن دل و دماغ کو ایک پل ہی درکار ہے چاہے آپ کتنا بھی وقت لے۔

”چھین لو اُسے۔۔۔! چھین لو۔۔۔! یحییٰ شاہ پر اختتام ہونا چاہیے کسی تیسرے آدم سلطان پر نہیں“

اُس کے ذہن نے پھر سے زور دیا پھر سے کئی بار بار اُس نے ہاتھ بڑھا کر مبشرہ شاہ کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹایا

”کچھ بھی ہو سکتا ہے یحییٰ شاہ کچھ بھی“

اُس کے دل نے بھی گفتگو میں حصہ لیا یا شاید اُسے ڈرایا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”تم اُسے چھین لو پھر چاہے جو مرضی ہو تار ہے وہ تمہارے پاس تو ہو گی وہ کبھی نا کبھی مان جائے گی وہ ابھی اتنی سمجھدار نہیں ہے اور آخر کو وہ تمہاری دوست بھی ہے اگر تم نے اُسے جانے دیا تو وہ ایسی جائے گی کہ تم ٹپ جاؤ گے تب بھی نہیں آئے گی اُسے باور کرو اوسب“

اُس کے ذہن نے لمبی دلیل دی اُس نے لبوں پر زبان پھیری سانس کو ہموار کیا مشکل، بہت مشکل سے پھر گہرا سانس کھینچا اب اُس کی آنکھیں سپاٹ تھی۔

”فیصلوں میں وقت کا درکار ہونا تو ایک بہانہ ہے دل و دماغ تو موقع پر ہی ایک پل میں۔۔! ہاں فقط ایک پل میں فیصلہ لے لیتا ہے اور اس فیصلہ کا کہی نا کہی ہمیں بھی ادراک ہو جاتا ہے لیکن ہم چھپنے کی کوشش کرتے ہیں بچنے کی کوشش کرتے ہیں سچ تو ہم بھی جانتے ہوتے ہیں بس نظریں چراتے ہیں کبھی دل و دماغ کی سنتے ہیں اور کبھی رد کر دیتے ہیں“

Episode 10

”یچی! برو کیا آپ غصہ ہو گے ہیں“

اپنے ہاتھ کے جھٹکے جانے پر اُس نے یچی! شاہ کی پشت کو خوف سے دیکھا

”یچی! برو آپ کچھ بول۔۔۔!“

”ادھر سے چلی جاؤ مبشرہ“

اُس نے تیزی سے اُس کی بات کاٹی اور کالی آنکھیں بند کرتے دوسرے پل کھولی

”لیکن ی۔۔۔ یچی! بروم!“

خوف سے اُس کی سانس بے ترتیب ہوئی کیا وہ اب اُس کا ساتھ نہیں دے گا؟ کیا وہ گھر والوں کو بتا دے گا؟

یہ دو سوال تھے جو اُسے پریشان کر رہے تھے اور دوسرا سوال پریشان کرنے کے ساتھ ساتھ خوف زدہ بھی کر رہا

تھا تبھی وہ ٹھیک سے کچھ بول نہیں پائی۔

”میں نے کہا جاؤ یہاں سے مبشرہ“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے جھکاسراٹھاتے کھڑکی کے پار باہر دیکھا وہ سختی سے لب بھیج گیا ”یچی شاہ کی آدھی موت واقع ہوئی تھی“

”محبوب کے لبوں سے کسی اور کے لیے محبت کا اظہار سننا آدھی موت کے مترادف ہے پھر وہ وجود جس کی روح زندگی سے عاجز آچکی ہو وہ کیسا ہوگا“

”یچی میری بات سننے!“

وہ آگے بڑھی اور اُس کے بازو پر ہاتھ رکھا اُس کے چھونے کی دیر تھی کہ وہ میز کی سطح پر دونوں ہاتھ پٹخنے کے انداز میں اٹھا کر رکھتے اُس کی جانب پلٹا

”میں نے کہانا چلی جاؤ یہاں سے“

وہ سخت لہجے میں دھاڑا بہت سخت و شدت بھرے لہجے میں کہ وہ بے اختیار ڈر کر اپنا ہاتھ اُس کے بازو سے ہٹا گئی

اُس کا ہاتھ کانپنے لگا

”ی۔یچی بر۔۔!“

”خبردار مبشرہ۔۔۔!“

وہ اُس کے خوف سے سفید پڑھتے چہرے پر اپنی کالی وحشت سے لبریز آنکھیں جمائے انگشت شہادت اٹھائے بولا

اُس نے لفظوں پر خاصا زور دیا اور اُس کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی

”خبردار مجھے برو، بھائی، بھیا کچھ بھی بولا“

وہ ایک قدم اُس کی جانب بڑھاتے بولا مبشرہ کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی وہ بس ہنق دق سی یچی شاہ کو دیکھے جا رہی تھی جس کے الفاظ یوں تھے جیسے آگ کے شعلے

”اس سے پہلے میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے۔۔۔!“ وہ ٹھہرا اور غصے اور بے بسی سے گہرا سانس بھرا ”چلی جاؤ یہاں سے“ اُس نے پھر بات مکمل کی دل میں کہی درد سا اٹھا

”ی۔یچی برو کیا ہوا ہے؟ میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا آپ ایسے کیوں غصہ کر۔۔!“

اُس کے گلے میں آنسوؤں کا پھند اٹکا لیکن وہ پھر بھی بولتی جا رہی تھی آنسو اُس کی آنکھ سے گر رہے تھے۔

اس ہتھیار پر یچی شاہ اپنے سارے ہتھیار ڈال دیتا تھا لیکن۔۔۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”تم نے میرے ساتھ غلط کیا ہے۔۔! ابھی کے ابھی آنسو پونچھو اپنے“

اُس نے شہادت کی انگلی اپنے سینے پر رکھتے لہجے کی وحشتوں کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے کہا پھر اُس کے آنسوؤں کو دیکھتے اُس نے دوسری بات مکمل کی

”آپ م۔ مجھے ب۔ بتائے میں نے کیا غلطی کی“

وہ آگے بڑھی تھی اور اُس کا بازو تھامنے کی کوشش کی جس پر اُس نے سختی سے اُس کی کلائی ایک ہاتھ سے جکڑی

”تم جاننا چاہتی ہو تم نے کیا غلط کیا؟“

اُس کی کلائی جکڑے ہی وہ اُس کی جانب جھکتے بہت مدھم لہجے میں بولا اُس کے خود کے حلق میں کچھ گرہیں پڑی تھی ایک درد سا اٹھا تھا حلق میں۔

”بتاؤ تمہیں تم نے کیا کیا مبشرہ شاہ؟“

وہ اُس کی جانب مزید جھکتے بولا مبشرہ نے بے ساختہ اُس کی سلگتی گرفت سے اپنی کلائی آزاد کروانے کی کوشش کی وہ بیک وقت اُس کی آنکھوں میں ابھرتی سرخی کو بھی دیکھ رہی تھی

”ی۔ یہ آپ ک۔ کیا۔ کر۔ رہے ہیں یحییٰ بر۔!“

”میں نے کہا نا مجھے بھائی مت کہو“

وہ اُس کی کلائی کو مزید سختی سے جکڑتے دانتوں پر دانت جما۔ کر بولا مبشرہ اُس کے تیور دیکھ سہمی لیکن اُس کی آنکھوں میں نا سمجھی کے تاثرات تھے

یحییٰ شاہ یکسر بدلا ہوا تھا بہت بدلا ہوا یہ یحییٰ شاہ اُس کا دوست نہیں تھا ہو ہی نہیں سکتا۔

”آنسو صاف کرو مبشرہ ابھی اسی وقت“

اُس نے لفظوں پر زور دیتے سخت لہجے میں کہا مبشرہ کلائی کو اُس کے ہاتھ سے چھڑوانے کی تگ دو مزید تیزی سے کرنے لگی

”ایسا مت کر۔ کرے یحییٰ م۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے آپ م۔ مجھے میرا قصور بتائے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے سر جھکا کر اپنی کلائی کو دیکھا اور پھر سراٹھا کر یحییٰ کے چہرے کو جس پر آج چٹانوں جیسی سختی تھی
”تم آدم سلطان سے کیسے محبت کر سکتی ہو مبشرہ؟“

وہ ایک قدم اُس کی جانب لیتے بولا اُس نے مبشرہ شاہ کی کلائی چھوڑ دی کلائی کے آزاد ہوتے ہی اُس نے بے ساختہ
دو سراہا تھ کلائی پر پھیرا اور یحییٰ شاہ کے سوال پر گھبرا کر سراٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

وہ اُس کے بالکل پاس کھڑا تھا بس ایک قدم کے فاصلے پر اُس کی شرابی بڑی بڑی آنکھوں میں جھانکتا ہوا۔
”ک۔ کیا۔ مطلب آپ م۔ میری مدد“ وہ اٹکتے لہجے میں بولی

”بھول جاؤ اُسے“

اُس نے اُس کی بات کاٹ دی لہجہ بہت مدہم تھا لیکن سرد تھا
”لیکن۔۔! م۔ میں محبت کرتی ہوں آدم۔!“

وہ اُس کی گوشوں سے سرخ کالی آنکھوں میں دیکھتی نا سمجھی سے بولی اُس کی چھٹی حس تیزی سے بیدار ہوئی۔ یہ
صورتحال بہت غلط تھی اُس کی چھٹی حس نے اُسے جیسے آدمی سے زیادہ بات باور کروائی۔
”بس۔۔!“

وہ ایک قدم کا فاصلہ بھی مٹا گیا مبشرہ نے بے ساختہ قدم پیچھے لیا جو لڑکھڑا کر زمین پر لگا تھا
”ی۔ یحییٰ ی“

اُس نے لبوں پر زبان پھیری وہ اُس کی جانب بڑھ رہا تھا اُس کا دل کسی انجانے خوف سے دھڑکا۔
”میں تم سے محبت کرتا ہوں“

اُس نے ادھر ادھر نہیں دیکھا بس اُس کی خوف سے پھیلی شرابی بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھتے اُس نے سپاٹ لہجے
میں کہہ دیا۔۔

بس اتنی سی بات تھی اور اُس نے ذہن کی سنی وہ چھین لینا چاہتا تھا اُس کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت بس سامنے جمی
تھی۔۔۔۔

اُس نے دیکھا مبشرہ شاہ کی شرابی آنکھیں حیرت سے مزید پھیل گئیں ہے۔
”ی۔ یحییٰ“

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہننے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس سے کچھ بولا نہیں گیا وہ اُس کی جانب بڑھ رہا تھا مبشرہ نے قدم پیچھے کو کھینچنے چاہے لیکن وہ وہی جیسے جم گے
یحییٰ شاہ اور اُس سے محبت؟ کب؟ کیسے؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ اُس کا اچھا دوست ہے ہاں صرف دوست اور
کزن ہاں بس اتنا ہی۔۔۔!

اُس کا دل گھبرانے لگا۔

”میں تمہیں کیسے خوف زدہ کر سکتا ہوں مبشرہ شاہ تم کہتی تھی میرا ساتھ تمہیں پسند ہے۔“

وہ حواس کھو رہا تھا بری طرح۔۔۔۔۔ مبشرہ نے قدم پیچھے کھینچ ہی لیے آخر۔۔۔۔۔ اُس کی آنکھیں بے ساختہ
نجانے کیوں نم ہونے لگی

اُس نے نفی میں سر ہلایا۔۔ پھر وہ بار بار نفی میں سر ہلاتی گئی وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی
”وہ۔ دوستی میں تھا“

اُس نے بلا آخر بول ہی دیا یحییٰ شاہ کے اُس کی جانب بڑھتے قدم رک گے اُس کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے تھے۔
”تم جانتی ہو تم میری منگیتر ہو۔“

اُس نے آئی آبرو آچکاتے کہا اُس کی آنکھیں جتانے والے انداز میں مبشرہ پر ٹک گئی۔ وہ اپنے حواس کھو چکا تھا
”جانتی ہو تم میری منگ ہو تم۔۔! میری“

وہ قدم واپس سے اُس کی جانب اٹھانے لگا مبشرہ ششدر چہرہ لیے اُسے تکتی گئی

”ن۔ نہیں آپ جھوٹ بول رہے ہیں آپ میرے دوست ہیں بس اور کچھ نہیں میں بھائی کہتی ہوں آپ کو“

اُس نے پیچھے کو قدم اٹھاتے حیرت سے نفی میں سر ہلاتے کہا وہ پیچھے دیوار کے ساتھ لگ چکی تھی اور اُس کا لہجہ
رندھ گیا

”ن۔ نہیں ن۔ نہیں یہ ک۔ کیسے ہو سکتا ہے آپ میرے دوست ہیں م۔ میرے منگیتر نہیں ہو سکتے م۔ میں
آدم سلطان سے محبت کرتی ہوں۔۔۔“

وہ دھندلائی آنکھوں سے زمین کو تکتے بولی بد حواسی سے اور بے یقینی سے یہ رشتہ اُسے نہیں چاہیے اُسے یحییٰ کے
ساتھ بس دوستی کا رشتہ چاہیے صرف دوستی کا۔

اُس نے کبھی یحییٰ شاہ کو دوستی کے آگے کسی دوسری نظر سے نا دیکھنا سوچا پھر کیسے؟ کیسے؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”یہ سچ ہے مبشرہ شاہ تم میری منگیتر ہو میری امانت“

اُس کی انتہائی قریب سے آتی آواز پر اُس نے سر اٹھا کر بے اختیار اُسے دیکھا وہ قریب کھڑا تھا لیکن دور لگ رہا تھا نظریہ بدل چکا تھا مبشرہ کو لگا اب وہ اُس کا دوست نہیں ہے۔

”میں آپ کی امانت نہیں ہوں سمجھے آپ“

وہ حیرت سے اُسے دیکھتے ہوئے چیخنی یہ کیسی کیفیت تھی جس پر وہ گہرا رہی تھی

”تم ہو مبشرہ“

اُس نے احتیاط سے اُس کی آنکھوں سے گرتے شفاف پانی کو بس انگلی کی پور سے یوں چھوا کہ صرف وہ پانی اُس کی پور پر آیا تھا۔۔۔

اُس نے دوستی کے لیے صرف ہاتھ بڑھایا تھا اور یحییٰ شاہ نے کبھی خود سے ہاتھ سے آگے کا سفر طے نہیں کیا

”میں نہیں ہوں آپ کی امانت سنا آپ نے ہمارا نکاح نہیں ہوا“

اُس نے بے دردی سے اپنے آنسو پونچھے اور چلا کر جیسے سچ کو۔ جھٹلانا چاہا

”لیکن کہتے ہیں ناکہ آپ جتنا مرضی چیخ لے آپ سچ کو نہیں بدل سکتے“ وہ بھی نہیں بدل پارہی تھی یحییٰ کی آنکھوں میں اُسے کہی سے بھی مذاق کی رمت نظر نہ آئی اُس کا سانس سوکھنے لگا۔۔۔ سچ کڑوا گھونٹ ہے

”ہو جائے گا“

وہ اطمینان سے بولا تھا مبشرہ اُسے دیکھتی رہی بس اُسے یہ یحییٰ شاہ رتی برابر بھی پسند نہیں آیا

”میں نہیں کروں گی“

وہ بار بار آنکھ سے گرتے آنسو کو صاف کرتے بولی اُس کے گال سرخ ہونے لگے۔

”تم کرو گی مبشرہ میں کروالوں گا تم سے سب“

اُس کا اطمینان جوں کا توں تھا مبشرہ نے سسکی بھری اور پھر اُس کے رونے کی آواز یحییٰ کے کمرے میں پھیل گئی

اُس نے گہرا سانس بھرا پہلوں میں گرے فریکچر زدہ ہاتھ کو دیکھا۔۔۔

”تمہارے رونے سے میرا دل ویران ہونے لگتا ہے مبشرہ۔۔۔ میرا دل ویران مت کیا کرو“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے فریکر کلائی کو نظر انداز کیا ہلکا سا سر جھکا یا اور اُس کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا اُس کا لہجہ التجائیہ تھا اُس کی بات پر وہ مزید رونے لگی تھی۔۔۔

وہ شخص سرد و گرم جیسا تھا وہ اُس کے بدلتے موسموں میں الجھ رہی تھی۔

”آپ مذاق کر رہے ہیں نائیچی!“

وہ کچھ پل ٹھہر کر سر اٹھا کر بولی یحییٰ شاہ اُسے تکتا ہی رہ گیا خاموشی سے بس

”یہ سچ تھا کہ مبشرہ شاہ کے رونے پر اُس کا دل ویران ہوتا تھا لیکن یہ بھی اتنا ہی سچ تھا کہ وہ لڑکی روتے ہوئے

خوبصورت لگتی ہے وہ اُسے بتا نہیں پایا ورنہ وہ اُسے احمق کہتی“

”لیکن ایک انکشاف یہ بھی تھا کہ وہ جتنی مرضی خوبصورت لگتی ہو وہ اُسے پھر بھی رولانے کے حق میں نہیں تھا“

”نہیں“

اُس نے گہرا سانس اندر کھینچتے کہا اُس کے بھینچے لبوں اور نرم آنکھوں سے نظریں ہٹا لی وہ یونہی روتی تھی ہونٹ بھینچ کر سسکیاں بھرتی رہتی اور آنکھوں سے سیل رواں ہونے لگتے وہ بچوں کی طرح منہ کھول کر نہیں روتی یحییٰ سر نیچے جھکا کر دھیماسکرایا اُس کے اس طرح رونے سے ہی وہ خوبصورت لگتی تھی

پتہ نہیں وہ چاہتا کیا تھا۔

”م۔ مجھے آپ سے نکاح نہیں کرنا یحییٰ“

وہ اب خالی سسکیاں بھر رہی تھی یحییٰ کا جھکا سر کئی پل جھکا ہی رہا مسکراہٹ ناچاہتے ہوئے بھی غائب ہو گئی۔

”میں تمہیں مزید کمفرٹ زون نہیں دے سکتا مبشرہ۔۔۔ بلکل نہیں“

وہ سر اٹھائے بولا اُس کے سینے میں ہلکا درد ہوا تھا وہ اُسے ٹھکرا رہی تھی اُس کی آنکھوں چمک بچھ چکی تھی

وہ مرد کی آنکھیں تھیں وہ رو نہیں سکتی تھیں ورنہ وہ اُسے بتانا چاہتا تھا کہ تمہاری ہر مخالف بات پر اشک آتے ہیں

”آپ سمجھ کیوں نہیں رہے یحییٰ میں آدم سلطان کو چاہتی ہوں بہت چاہتی ہوں“

وہ حواس کھوتی اس بار ذرا بلند آواز میں بولی یا شاید چیننی

”بس کرے بہت ہو گیا مبشرہ میں تمہیں کچھ کہہ نہیں رہا تو تم اس کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ انگلی اٹھاتے دے دے درشت لہجے میں دھاڑا مبشرہ یکدم چپ ہوتی اُسے دیکھتی رہ گئی پھر دانتوں پر دانت جمائے۔

”وہ واحد شخص تھا اُس کی دنیا میں جس کے سامنے وہ اپنا ہر جذبہ بیان کر دیتی تھی چاہے غصہ ہو، بے زاری ہو، شرارت ہو، اداسی ہو یا دوستی اور اب مبشرہ کو لگ رہا تھا وہ اُس واحد شخص کو کھونے والی ہے“

”میں کسی بھی قیمت پر آپ سے نکاح نہیں کروں گی“

وہ نڈر ہوئی تھی اور بد تمیز بھی تبھی بد تمیزی سے چلا کر بولی یحییٰ نے انگلی نیچے کرتے ہاتھ کی میٹھی بھیجی

”کرو گی تم اپنے حواسوں میں رہ کر کروں گی تم“

وہ بھی بضد ہو گیا وہ اُسے جانے نہیں دینا چاہتا تھا وہ اُس کے بغیر خالی ہو جاتا۔

”میں نہیں کروں گی“

وہ دیوار کے ساتھ لگی نظریں اُس پر سے ہٹا کر بولی۔

”تم مجھے چیلنج کر رہی ہو؟“

اُس کی بھنویں سکڑ کر ایک دوسرے کے ساتھ ملی اُس کی آنکھوں میں استفہامیہ تاثر چمکا۔

وہ خاموش رہی تھی رخ بھی دوسرا جانب موڑا ہوا تھا یحییٰ کا دل ڈوب گیا۔

”ایسا کیا ہے آدم سلطان میں؟“

اُسے اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی معلوم ہوئی

اُس نے دیکھا مبشرہ شاہ نے آدم سلطان کے نام پر ہی رخ اُس کی جانب کر لیا ہے۔۔۔ دل اب جو ڈوبا تو ابھر نہیں سکا

”ایسا کیا ہے آدم سلطان میں مبشرہ شاہ؟ پیسہ؟ شہرت؟ پروفیشن؟ حُسن؟“

وہ اُس کی شرابی آنکھوں میں جھانکتا بولتا چلا گیا مبشرہ شاہ نے اُس کی بات کے اختتام پر بس ایک پل ہاں ایک پل ہی اُسے دیکھا۔

”مبشرہ شاہ کا دل“

اور دوسرے ہی پل وہ بول گئی جیسے جواب وہ برسوں سے جانتی ہو اُس کا لہجہ اس قدر پختہ تھا کہ خدا کی امان کہ وہ شخص تو روتے روتے رہ گیا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”میں تمہیں دل کے بغیر بھی برداشت کر لوں گا“

اُس نے گہرا سانس بھرا اور کندھے آچکا دیے وہ تھوڑا سا ہنسا بھی تھا ہنسی جو غم کو چھپاتی ہے۔۔۔۔۔ ہاں وہی ہنسی۔۔۔ کھوکھلی، خالی

مبشرہ جانتی تھی اُسے تکلیف ہو رہی ہے وہ اچھے سے جانتی تھی لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ یحییٰ شاہ اُس کے لیے صرف دوست ہے صرف دوست۔۔۔۔۔ وہ اُس کی محبت نہیں بن سکتا اُسے یہی لگا تھا۔

”میں مجیب تایا سے بات کرتا ہوں“

اُس کی خاموشی کو دیکھ وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولایوں جیسے بہت ہی کوئی غیر اہم بات ہو۔

”یحییٰ آپ ایسا نہیں کرے گے۔۔! آپ ایسا نہیں کر سکتے“

وہ اُس کی بات پر اچھل ہی تو گئی تھی فوراً بولی

”میں ایسا کرنے والا ہوں“

اُس کا لہجہ، چہرہ، آنکھیں سپاٹ ہو گئیں

”آپ ہماری دوستی کو کھودے گے یحییٰ“

اُس نے جیسے ڈرایا تھا یحییٰ نے اُسے دیکھا اُس کی آنکھیں چمک رہی تھی نمکین پانیوں کے باعث وہ ضبط کر رہی تھی جیسے۔۔

”یوں بھی میں خالی ہو جاؤں گا“

وہ اُسے دیکھتے بولا لہجہ یوں تھا جیسے صدیوں سے خالی مبشرہ نے ہونٹ چبایا آنکھیں جھپکی نمکین پانیوں کو اب کہ رخساروں کی زینت بننے سے روکا

”یحییٰ۔۔! میری بات سنے“

اُس نے حلق میں پھنسی آواز کو باہر نکالنا چاہائی آنسوؤں کی کئی گرہیں اُسے اندر سے کھانے لگی۔

”تم اپنے ذہن میں بیٹھالو مبشرہ کہ میں تم سے نکاح کروں گا بہتر ہے مجھے بھیا سے سیاں پر شفٹ کر لو“

وہ سکون سے مگر سخت واٹل لہجے میں بولا اور پھر اُس کے سامنے سے ہوتے قدم باہر کی جانب بڑھا دیے۔

”یحییٰ پلیز نو۔۔ یحییٰ۔۔ یحییٰ آپ غلط کر رہے ہیں“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”یچی! آپ سب کھودے گے میں کبھی معاف نہیں کروں گی آپ کو یچی!۔۔! یچی! بہرام شاہ“
وہ تیسرے پل ہی اُس کے پیچھے اُسے پکارتے ہوئے لپکی وہ کمرے سے باہر نکلی تو اُس نے دیکھا وہ داخلی دہلیز کی
جانب جا رہا تھا یعنی باہر کی جانب اُس کی سانس میں سانس آئی تھی
ساتھ ہی کئی آنسو رخسار پر بہہ نکلے اُس کا دماغ ماؤف ہونے لگا تھا یہ سب غلط تھا۔ یچی! ایسا نہیں کرے گا اُسے ایسا
لگا۔

وہ آدم سلطان کو چاہتی ہے اور یچی! اُس کا دوست ہے اُن دونوں میں بہت فرق ہے بہت فرق۔۔

”وائے بی“

وزیر لب بڑبڑائی آنکھیں دہلیز پر جمی جیسے پتھر اگئی تھی
وہ دونوں خود غرض ہو رہے تھے وہ مبشرہ کو نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اور مبشرہ آدم سلطان کو۔ وہ اپنی اپنی جگہ اپنا اپنا
سوچ رہے تھے۔

”اور جب ہم“ میں ”کو فوقیت دیتے ہیں تو ہم دوسروں سے کٹ جاتے ہیں ہم آغاز دوسروں کے نقصان اور
اختتام ”میں“ کے نقصان پر کرتے ہیں اور اختتام چاہے بدل جائے لیکن آغاز نہیں بدلتا ”میں“ ہمیشہ دوسروں
کو تکلیف ہی دیتی ہے“



”آپ اندر نہیں جاسکتے سرنے تاکید کی ہے کہ شاہ حویلی کا کوئی بھی مرد سوائے مجیب صاحب کے اندر نہ آئے۔“
وہ تن فن کرتے ایک ہاتھ کی میٹھی بھینچے آندھی طوفان کی طرح اندر کی جانب بڑھ رہا تھا گیٹ پر کھڑا گاڑا اُس
کے پیچھے اُسے رکنے کا کہہ رہا تھا جبکہ وہ تیز تیز قدم لیتے آگے بڑھ رہا تھا جب اچانک داخلی دروازہ عبور کرنے سے
پہلے یکدم فرار اُس کے سامنے آتے گویا ہوا۔

”میرے راستے سے ہٹو“

وہ لب بھینچے بولا فراز بغیر اثر لیے اُس کے سامنے کھڑا رہا

”آپ نہیں جاسکتے یہاں سے واپس جائے ورنہ واچ مین کو آپ کے ساتھ سختی کرنی پڑے گی“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

فراز نے بازوؤں کو ہلکا سا پھیلا کر گویا اُس کا راستہ روکا تھا وہ آنکھوں میں سختی سموئے اُس تقریباً اکیس سالہ نوجوان کو دیکھ رہا تھا

اُس نے خود نے ابھی ایف۔ ایس۔ سی کسیر کیا تھا وہ خود تقریباً بیس سال کا تھا وہ جسامت کے لحاظ سے اپنے ہم عمر لڑکوں جیسا ہی تھا اگر کہی فرق تھا تو اُس کے لہجے میں تھا اُس کا لہجہ اور گفتگو یوں تھی جیسے تجربہ کار انسان۔۔ وہ رکھ رکھاؤ والا شخص تھا بلکل نفاست پسند۔ اُسے غصہ کم آتا ہے لیکن بے حد تیز آتا ہے یہ اُس کی کمزوری ہے۔

”بکواس بند کرو مجھے آدم سلطان سے ملنا ہے“

وہ قدرے دبے دبے لہجے میں غرایا فراز بنا خوف کے اُس کے سامنے کھڑا تھا

”تم شرافت سے ہٹ رہے ہو یا۔۔!“

اب کی بار اُس نے کھا جانے والی نظروں سے فراز کو دیکھا جو اُس کی آنکھوں کی سرخی سے قدرے خائف ہوا تھا

”فراز“

عقب سے ابھرتی آواز پر فراز نے پلٹ کر دیکھا اور بیک وقت ہی یحییٰ شاہ نے سامنے کھڑے آدم سلطان کو دیکھا

”تم میں آداب نہیں ہے؟ یہ سسرالی ہے ہمارے“

اُس نے بایاں آبرو آچکا یا یہ ادا کمال تھی پھر دوسرے جملے پر نظریحییٰ شاہ کے سرخ ہوتے چہرے پر جمائی ضرور اُس کے دیدار کا اثر تھا۔

فراز وہاں سے جا چکا تھا آدم سلطان تین سٹیپ اترتے اُس کی جانب بڑھا ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں تھے

”کہو سسرالیوں؟“

وہ عین اُس کے مقابل آکر کھڑا ہوا اور بھوری خاموش آنکھیں اُس پر جمائی یحییٰ شاہ بس غصے سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

”اپنی حد میں رہو آدم سلطان“

وہ ایک قدم آگے بڑھتے جڑے بھینچے بولا

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہننے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”ہاتھ کیسا ہے چھوٹے میاں؟“

اُس نے دونوں آبرو اٹھائے اور لبوں پر ایک ترچھی مگر بہت معدوم سی مسکراہٹ کھینچی۔

”کون سی رشتے داریاں نکال رہے ہو تم؟“

وہ اُس کی بات کو نظر انداز کرتے بولا آدم نے بھنویں سکیرٹی یحییٰ نے اُس انیتس سالہ مرد کو دیکھا اُن دونوں میں واقعی بہت فرق تھا اور سب سے نمایاں فرق قد و قامت کا تھا۔

”کون سی رشتے داریاں بنانا چاہتے ہو تم؟“

اُس نے بھنویں واپس اٹھالی لہجہ حد سے زیادہ اطمینان لیے ہوئے تھا۔ شان بے نیازی تھی بس

”مبشرہ شاہ سے دور رہو“

وہ مزید ایک قدم اُس کی جانب بڑھتے لفظوں پر دباؤ دیتے بولا اُسے آدم سلطان کا سکون زہر لگا۔

”فلحال تم مجھ سے تھوڑا دور رہو“

اُس نے پاکٹ سے بایاں ہاتھ نکال کر اپنے قریب کھڑے یحییٰ شاہ کے کندھے پر رکھتے اُسے خود سے تھوڑا دور کیا

”تھوڑا سوشل ڈسٹنس رکھو مجھے چپکنے والے لڑکے پسند نہیں میں تمہارے ٹائپ کا نہیں ہوں“

اُس نے ہاتھ اُس کے کندھے سے اٹھاتے انگلیوں کو مسلتے کہا اور آخر میں اُس کی ترچھی مسکراہٹ کچھ حد تک نمایاں ہوئی

یحییٰ شاہ اُسے دیکھتا رہ گیا۔

”مجھے گھورنا بند کرو چھوٹے میاں۔۔۔! ٹھیک ہے میں ہینڈ سم ہوں اس میں کوئی شک نہیں۔۔! لیکن ہم، ہم جنس ہے“

وہ اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اُسے تھپتھپاتے ہوئے گویا ہوا وہ واقعی اُسے بچہ سمجھ رہا تھا یحییٰ نے ضبط سے اُسے دیکھا۔۔

”میری ٹائپ گھٹیا نہیں ہے آدم سلطان“

یحییٰ شاہ نے اُس کا ہاتھ غصے سے اپنے کندھے سے جھٹکا آدم سلطان نے سر جھکا یا وہ کھل کر مسکرایا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ مبشرہ شاہ کے بعد یحییٰ شاہ کے سامنے کھل کر مسکرایا لیکن اُس مسکراہٹ اور اس مسکراہٹ میں بہت فرق تھا اب اُس کی لسٹ میں ایک آدمی کا اضافہ ہو گیا تھا کہ جن کے سامنے وہ مسکرا جاتا تھا

”اب یہ چوتھی ٹائپ تھی اب آدم سلطان چار ٹائپ کا ہے۔۔۔ بے حیا آدم سلطان، بد لحاظ آدم سلطان، جانور آدم سلطان اور گھٹیا آدم سلطان“

”دوبارہ مبشرہ شاہ سے دور رہنا ورنہ میں خود میڈیکل پڑھ رہا ہوں“

وہ انگلی اٹھاتے بولا لہجہ وار ننگ دیتا تھا آدم سلطان نے سر اٹھا کر اُسے دیکھا اب اُس کی بھوری آنکھوں خاموش نہیں تھی اُن میں سرد تاثیر تھا۔

”یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے کہ تم شاہ حویلی سے فاصلے پر رہو ورنہ ہتھیار ہمارے پاس بھی سلطان حویلی سے زیادہ ہے“

وہ بنا لحاظ کیے بولا تھا شہادت کی انگلی ویسے ہی اٹھی ہوئی تھی آدم سلطان اُسے سرد نظروں سے دیکھتا گیا پھر بایاں آبرو اٹھایا۔ وہ اُسے قتل کی دھمکی دے رہا تھا شاید۔۔ شاید نہیں یقیناً۔

”شاہ حویلی میرے قریب آنا چاہتی ہے“

وہ لبوں پر مسکراہٹ کھینچ گیا تھا ایک جتنی مسکراہٹ جس پر یحییٰ شاہ کے تنے اعصاب بے ساختہ مزید تن گے یحییٰ شاہ نے دیکھا اُس کی مسکراہٹ خطرناک تھی بے شک اُس نے کوئی دھمکی نہیں دی لیکن لگتا ہے اُس کی مسکراہٹ ازل سے خطرناک رہی ہے تبھی وہ معدوم سا مسکراتا ہے۔

”شاہ حویلی کورو کو! ورنہ میں آدم زاد ہوں خیر“

اُس نے یحییٰ کی اٹھی انگلی کو پکڑا اور بات ادھوری چھوڑی۔

”دوبارہ مجھ پر انگلی مت اٹھانا میں ڈاکٹر ہوں اور بندوں کو کاٹنا، جوڑنا میرا کام ہے لیکن لوگ کہتے ہیں میں زیادہ کاٹنے میں ماہر ہوں“

وہ اُس کی انگلی پر دباؤ دیتے انگلی ہلکی سی مڑوڑ گیا یحییٰ نے دانت دانتوں پر جماتے اُسے ضبط سے دیکھا۔

”باقی یہ ہے کہ تم میڈیکل کے معاملات میں مجھ سے صلاح مشورہ لے سکتے ہو۔۔! آخر کو اپنے ہی اپنوں کے کام آتے ہیں“

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے کہتے ساتھ ہی یحییٰ شاہ کی انگلی بڑی سرعت سے چھوڑ دی یحییٰ نے دانت پیستے اُس کے سکون بھرے چہرے کو دیکھا۔

”ویسے۔۔۔!“ اُس نے گہرا سانس بھرا اور یحییٰ کے سرخ چہرے کو دیکھا ”تمہاری کزن ہے خوبصورت“ وہ مسکراہٹ سے بولا۔ نہیں آگ لگاتی مسکراہٹ سے ”یو باسٹرڈ“

یحییٰ نے بے ساختہ اُسکے چہرے پر مکا کسا تھا اُس کا سانس غصے سے پھولنے لگا آدم سلطان نے ہاتھ واپس پا کٹ میں اڑسا

”احتیاط سے۔۔۔! لیکن میرے ٹیسٹ کی نہیں ہے یقین کرو۔۔۔۔ اپنوں پر یقین کرنا چاہیے“ اُس نے پہلے یحییٰ شاہ کے ہوا میں معلق ہاتھ کو دیکھا اور پھر دوسری بات کہی یحییٰ نے سرخ ہوتے چہرے سے اُسے دیکھا۔

”میں تو بس احتیاط کر سکتا ہوں“

اُس نے ہلکے سے کندھے اچکاتے بے نیازی سے کہا یحییٰ نے ہاتھ پہلوں میں گرایا ”احتیاط کرو تو بہتر ہے“

یحییٰ نے اُسے گھورا اُس کا بس نہیں چل رہا کہ وہ آدم سلطان کو اس دنیا سے غائب کر دے ”میں ڈاکٹر ہوں میں ساری احتیاطی تدابیر بہت خوب جانتا ہوں“

اُس کی بھوری آنکھوں میں سرد تاثرات کے ساتھ اعتماد بھی تھا لبوں پر بے شک مسکراہٹ تھی لیکن چہرے پر نا محسوس سے خطرناک تاثرات تھے۔

”مبشرہ سے دور رہنا ہونے والی بیوی ہے میری“

اُس نے بھی ایک ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں ڈال کر جیسے آدم سلطان کو آگ کی نظر کرنا چاہا ”خدا خیر کرے“

وہ سکون سے بولا مسکراہٹ ہنوز برقرار تھی گہری مسکراہٹ

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”مبشرہ شاہ کو میں ریجیکٹ کر چکا ہوں تمہاری تسلی کے لیے کارڈ مجھے بھیج سکتے ہو چھوٹے میاں“
وہ اب نارمل لہجے میں بولا یحییٰ نے بے زاری سے اُسے دیکھا اور سر جھٹکا
”ضرور“

وہ جانے کو پلٹتے بولا

”احتیاط بہت ضروری ہے۔۔۔! بہت ضروری“

وہ سرکواشات میں ہلاتے بولا اور اُس کی پشت کو دیکھا

”گھٹیا آدم سلطان۔۔۔! کیا کوئی مجھے کبھی اچھا آدم سلطان کہہ سکتا ہے؟“

اُس نے خود سے جیسے پوچھا نظریں ہنوز گیٹ کے قریب جاتے یحییٰ شاہ کی پشت پر جمی تھی
”میں کسی کا کیا بگاڑتا ہوں بھلا؟“

اُس نے دیکھا یحییٰ شاہ جاچکا تھا اُس کا بایاں آبرواٹھا

”آدم سلطان تمہارا لہجہ بہت کچھ بگاڑتا ہے“

اُس کے دل نے اُسے سرزنش کیا وہ آنکھیں میچ گیا پھر دوسرے پل ہی کھول گیا

”ہاں ہاں چلو لا بیری میں ایک نام کا اضافہ ہو گیا گھٹیا آدم سلطان۔۔۔ گھٹیا، گھٹیا، گھٹیا ٹھیک ہے ٹھیک

ہے یہ قبول ہے گھٹیا آدم سلطان۔۔۔! خدا اب تو خیر کر ہی دے“

وہ کسی دھن کی طرح ”گھٹیا“ لفظ کو گنگنا نے لگا پھر اختتام پر آسمان کی طرف دیکھ کر منت کی تھی جیسے۔۔۔۔

پھر سر جھکایا اور وہ مسکرایا تھا حیرت کی بات تھی کہ

”اُس کی ڈارک، خاموش، سرد بھوری آنکھیں ایک پل کو چمکی تھی جیسے بجلی کا کوندا“

”اُس کے پاس اپنے نام کے اقسام کی ایک لا بیری زیر تعمیر تھی جس میں اُس کا نام اب تک چار اقسام پر مشتمل

ہو چکا تھا۔۔۔۔ بے حیا آدم سلطان، بد لحاظ آدم سلطان، جانور آدم سلطان اور گھٹیا آدم سلطان“ اب یہ

لا بیری کس حد تک اور کتنی وسیع ہوتی ہے یہ تو اُس کے ہاتھ میں تھا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

Episode 11

”کراچی“

اُس کی نظریں ہاتھ میں پکڑی کتاب پر تھی وہ وقفے وقفے سے سامنے بھی دیکھ لیتی اُس کے قدم لا بھری کی جانب تھے

اب اُس کے ماتھے پر چند بل نمودار ہوئے پھر اُس نے دوسرے ہاتھ میں پکڑی بال پین کو دانتوں کے درمیان رکھ کر ہلکا سا دبایا۔

”السلام علیکم“

وہ یکدم اُس کے سامنے آیا تھا بیگ کندھے پر ڈالے بائیں ہاتھ میں بلیک کور کا پین انگلیوں کی مدد سے گھوم رہا تھا۔

”جی؟ کون؟“

اچانک اُس کے سامنے آجانے پر وہ ایک پل کو ہڑبڑا اٹھی تھی اُس کے دائیں ہاتھ سے کتاب گرتے گرتے پچی اُس نے ایک نظر اے جے کو دیکھا وہ اُسے پہچان چکی تھی لیکن پھر بھی انجان بن گئی۔

اُس نے وارم براؤن شرٹ اور بلیک پینٹ پہن رکھی تھی اُس کا حلیہ بالکل اُس دن جیسا ہی تھا ہلکے گنگھرا لے بال ماتھے پر سیدھے بکھرے تھے اور بائیں آبرو کے آخری حصے پر لگے کٹ کو چھپانے کی کوشش کر رہے تھے۔

لیکن میراب سلطان نے وہ کٹ آج دوسری بار پھر دیکھ لیا تھا اُس کی نظریں تیز تھی بالکل آدم سلطان جیسی اُسے یہی لگتا تھا۔

”کیا میں تمہیں یاد نہیں سانولی حسینہ؟“

وہ تھوڑا حیرت زدہ ہوا تھا اور کچھ حد تک فرینک بھی میراب سلطان نے دایاں آبرو اٹھایا

”تہذیب رکھے۔۔۔! ہم میں اتنے گہرے مراسم (تعلقات) نہیں ہے کہ آپ مجھے اس طرح مخاطب کرے

۔۔۔! بائی داوے آپ ہے کون؟“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ ذرا سخت لہجے میں بولی اے اے جے اُسے دیکھتا ہی رہ گیا اُس کی کالی آنکھوں میں ہلکا غصے کا عنصر تھا
”میں یہاں مراسم گھرے ہی کرنے آیا ہوں۔۔۔! کیا آپ نے واقعی ہی مجھے نہیں پہچانایا آپ اداکاری کر رہی
ہے؟“

اُس نے تین قدموں کا فاصلہ سمیٹتے دو قدموں پر کیا اور لہجے اور لفظوں کو اچھا طرزِ مخاطب دیا
”بلکل نہیں“

اُس نے بند کتاب کو پھر سے کھولا اور نظریں کتاب پر جماتے اب وہ وہاں سے جانے کو تیار تھی۔
”یہ کیا بد تمیزی ہے؟“

بہت اچانک ہی اُس نے میرا ب سلطان کے ہاتھوں سے کتاب کھینچ لی وہ اب اُسے ڈھیٹ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ
رہا تھا

اے جے نے اُس لڑکی کو دیکھا وہ تقریباً بیس سال کی لگ رہی تھی اور اس وقت اُس کے تیکھے نقوش میں غصہ
نمایاں تھا وہ مزید مسکرا کر اُنے لگا

”اُسے اس سانولی حسینہ کو ہی دوست بنانا ہے“
”میں اُس دن گر گیا تھا“

وہ دونوں بھنویں اٹھائے اُس کے تیکھے نقوش کو دیکھتا پلٹا اور قدم آگے کو بڑھانے لگا میرا ب نے اب کی بار حیرت
وغصے کے ملے جلے تاثرات لیے اُس کی پشت کو گھورا وہ اب اُس کی جانب لپکی۔۔۔۔۔
”میری کتاب واپس کرو“

وہ اُس کے برابر آتے بولی اور کتاب اُس کے ہاتھ سے پکڑنی چاہی جسے اُس نے دوسرے ہاتھ میں تھامتے ہاتھ اوپر
اٹھالیا

”کیا تمہیں واقعی یاد نہیں۔۔؟ میں گر گیا تھا“

اُس نے پھر سے اُسے یاد کروانا چاہا اُس کے چہرے پر کچھ حد تک حیرانگی بھی تھی کوئی لڑکی اُس بھول جائے؟ نہیں
نہیں اے جے بھولا دینے والی حرکتیں نہیں کرتا

”اکثر گرجاتے ہیں لوگ۔۔۔! میری نظروں سے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ ایڑیاں بار بار اوپر اٹھاتے اُس سے کتاب لینے کی کوشش کر رہی تھی پھر غصے سے سیدھے ہوتے اُس نے اُس سے کتاب لینے کی کوشش ترک کر دی وہ بازو سینے پر باندھے اُسے دیکھتے ٹھہر کر مگر استہزاء انداز میں بولی۔
”لیکن میں نیچے گرا تھا“

اُس نے کتاب والا ہاتھ پہلوں میں گرایا اور اُس کی جانب مکمل گھوم کر بولا جیسے اُس کی غلطی فہمی کو دور کرنا چاہا ہو۔

”ایک ہی بات ہے“

وہ لب بھینچے بولی لیکن چہرے پر استہزاء پن جوں کا توں تھا اُس نے میراب سلطان کو دیکھا پھر دھیرے سے ہنسا اور سر کو جھٹکا۔۔۔۔۔ وہ اُس کی حرکات کو نوٹ کر رہی تھی۔

”یہ ہماری تیسری ملاقات ہیں“

اُس نے کتاب اُس کی جانب بڑھاتے کہا میراب نے اُسے ایک نظر دیکھا پھر کتاب اُس کے ہاتھ سے ہلکے غصے سے چھیننے کے انداز میں لی۔

”دوسری“

اُس نے تو صبح کی اور قدم اُس کے سامنے سے ہٹاتے آگے کو بڑھا گئی۔۔۔۔۔ اے بے نے دوپل اُس کی پشت کو دیکھا پھر تیز قدم اٹھاتا اُس کی جانب بڑھنے لگا۔

”تو تمہیں یاد ہے؟ لیکن یہ تیسری ہی ہے“

میراب نے آواز پر ہلکی سی گردن گھما کر دیکھا وہ اُس تک آتے اب اُس کے ساتھ چلنے لگا تھا دو ہاتھ کے فاصلے پر۔
”تم پہلی بار گر گئے تھے“

اُس نے ہاتھ میں پکڑی بال پن کو کتاب میں رکھتے کتاب بند کی اور گردن موڑتے اُسے دیکھتے کہا۔

”تم نے پہلی بار میرا پسندیدہ پن مجھے لٹایا تھا جو مجھ سے کھو گیا تھا۔“

اُس نے بائیں ہاتھ کو اوپر کرتے اُسے کالا پن دیکھا یا میراب سلطان نے کالے پن کے بعد آہل جنید کو دیکھا۔

اُس نے یاد کرنے کی کوشش کی لیکن اُسے یاد نہیں آیا

”ڈونٹ وری تم جلدی میں تھی شاید تم نے میرا شکریہ بھی نہیں لیا تھا“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ چلتے چلتے لائبریری کے سامنے پہنچ گئے تھے میراب نے رک کر اُسے دیکھا۔

”میں ہر ایرے غیرے کا شکریہ نہیں لیتی“

وہ لائبریری کے اندر جھانکتے بولی پھر اے جے کو دیکھا میراب سلطان کی کالی آنکھیں چمک رہی تھی وہ اُسے کوئی خوش فہمی نہیں دینا چاہتی تھی۔

”میں دوست ہوں کوئی ایرا غیرا نہیں“

وہ ایک قدم اُس کی جانب بڑھا اور نہایت مدھم لہجے میں بولا
”میں تمہیں اپنا دوست نہیں مانتی“

اُس نے قدم پیچھے کو لیتے کہا اور ادھر ادھر نظریں دوڑائیں آہل جنید کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی۔۔۔
”مان لو گی تو کیا ہوگا“

وہ ایک قدم اُس کی جانب پھر سے بڑھ گیا اُس کا لہجہ اب بھی مدھم تھا میراب نے اب کی بار ناک بھنویں چڑھائے
اُسے گھورنے کے انداز میں دیکھا۔

”تمہاری دوستی سے میری عقل میں کمی آسکتی ہے“

وہ اترا کر بولی بالکل نخوت بھرا انداز تھا اُس نے قدم پیچھے کو نہیں لیا تھا اہل جنید نے اُس کی چمکتی کالی آنکھوں میں
دیکھا۔۔۔۔۔

”جھوٹ۔۔۔! خالی چیزوں میں کمی آتی بھلا؟“

اُس نے خود ہی ایک قدم پیچھے لیتے کہا اُس کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی میراب سلطان نے ایک پل میں
بات سمجھی اور دوسرے پل وہ اُسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی وہ اُس کے گھورنے پر بھی ڈھٹائی سے
ہنس رہا تھا

”اب ایسے دیکھو گی تو یہ بچہ ڈر جائے گا“

اُس نے سر کے پیچھے ہاتھ پھیرتے کہا اور چہرے پر مصنوعی ڈر کے تاثرات کھینچے۔

”تم۔۔!“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ بلند آواز میں بولتے بولتے رک گئی اُس نے آس پاس دیکھا وہ اس وقت لائبریری کے باہر کھڑے تھے اُس نے دانتوں پر دانت جمائے۔۔

”ہینڈ سمس اے جے“

وہ تیزی سے اُس کی بات درمیان میں اچک گیا میراب نے اُس کی بات پر تحمل سے اُسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ پھر اُس کی سنہری آنکھوں کے بعد اُس کے چہرے پر نظریں جمائیں۔۔

”شیشہ نہیں دیکھتے تم“

میراب نے آبرو اٹھایا اور اُسے دیکھا آہل جنید کی مسکراہٹ کچھ پھینکی پڑی تھی بس دوپل کے لیے۔

”روز دیکھتا ہوں منہ سے ماشاء اللہ ہی نکلتا ہے“

وہ پھر سے اپنی مسکراہٹ بحال کرتے بولا اور سانولی حسینہ کی ترچھی مسکراہٹ کو ملاحظہ کیا۔

”تھک جاتے ہو گے نا پھر یقیناً“

وہ سرکواشات میں ہلاتے پر سوچ انداز میں بولی آخر میں لہجے میں فکر تھی۔۔

”کیوں؟“

اُس نے بھنویں سکیرٹے پوچھا اے جے نے دیکھا اُس کی ترچھی مسکراہٹ بلا کی گہری ہوئی تھی اور اُس کی آنکھیں بھی مزید چمکی تھی۔۔

”روز خود کو جھوٹی تسلیاں دیتے ہوئے“

وہ افسوس سے بولی۔۔۔ مصنوعی افسوس سے پھر آخر میں اُس نے دایاں آئی برواٹھاتے گویا بڑے غم سے اے جے کو دیکھا پھر اگلے ہی لمحے اُس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی

بس یہ نہلے پہ دہلاتھا اے جے کی مسکراہٹ سمٹ گئی تھی بے ساختہ ہی۔۔

جبکہ سلطانہ کی مسکراہٹ مزید گہری ہوتی جا رہی تھی

اُس نے پھر سے سر کے پیچھے ہاتھ پھیرا اور پھر سر کو جھٹکا۔ اب وہ سنہری آنکھیں اٹھائے میراب سلطان کو دیکھ رہا تھا جو ویسے ہی مسکرا رہی تھی وہ سر کے پیچھے ہاتھ پھیرتے ہنسنے لگا تھا

اُس کی لمبی لسٹ میں وہ پہلی لڑکی ہے جو اُس سے امپریس نہیں ہوئی

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”یونیورسٹی کی آدھی لڑکیاں مرتی ہیں میرے پیچھے“

اُس نے نظریں میرا ب سے دوپل کو ہٹائی اور پھر سے تیسرے پل اُس پر نظریں جما کر شوخ لہجے میں کہا۔۔

”پھر میں تمہیں ایک اچھے پرفیوم کی صلاح دوں گی مری ہوئی لڑکیوں کی بے وجہ موت پر افسوس کا اظہار اور باقی آدھی لڑکیوں کو مبارکباد“

وہ بولتے بولتے اُس سے پانچ سے سات قدموں کے فاصلے پر چلی گئی اے جے نے بے ساختہ اپنا بازو اٹھاتے گہرا سانس بھرتے شرٹ کو سمیل کیا۔۔۔۔ اُس کا پرفیوم تو اچھا ہے پھر وہ دور۔۔۔۔؟

وہ بے ساختہ آنکھیں میچ گیا ”ہاہاہاہاہاہا“ اُسے اپنی جانب آتا میراب سلطان کا قہقہہ سنائی دیا تھا ”شٹ“ وہ ہلکی شرمندگی سے بڑبڑایا۔

اُس لڑکی نے اُسے اچھا خاصا کچھ پل کے لیے مفلوج کر دیا تھا اُس نے سراٹھا کر اب اپنے پاس کھڑی میرا ب سلطان کو دیکھا وہ ابھی بھی ہلکے سے ہنس رہی تھی۔۔۔

”بس کرو تم“

وہ بلند آواز میں بولا وہ خائف ہو گیا تھا میرا بے لب بھینچے لیکن دبی دبی مسکراہٹ ابھی بھی لبوں پر موجود تھی

”کیا مسئلہ کیا ہے وہاں کھڑے لوگوں کو؟“

لاہری کے اندر سے آتی سخت آواز پر اُن دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا
 ”نظر نہیں آتا کس جگہ پر کھڑے قہقہے لگا رہے ہو؟“

انہیں آواز اپنی جانب آتی محسوس ہونے لگی وہ شاید لاہریرین کی آواز تھی۔

اے بے تھوڑا آگے بڑھا تھا اُس نے لا بیری میں جہانکاوہ درست تھا لا بیری کی طرف آ رہی تھی آنکھوں پر موٹے گلاس کے چشمے چڑھائے اُس کے ہاتھ میں بھی موٹی کتاب تھی

اے جے نے تھوک نگلا اور قدم پیچھے کو لیے اگر وہ اُس کے ہاتھ لگ جاتا تو؟؟ ”لا حول“ وہ بڑبڑایا تھا

”بھاگو کہ چار لوگوں کے سامنے عزت کرواؤ گی میری۔۔۔ یہ کہاں گئی؟“

وہ تھوک نگلتے ہلکی گھبراہٹ سے بولتے بولتے پلٹا لیکن اُس کا منہ حیرت سے آدھا کھل گیا جب وہاں خالی جگہ کو دیکھا اُس نے ہڑبڑا کر ادھر ادھر دیکھا پھر سامنے وہ اُسے اپنے سامنے بھاگتی نظر آئی۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”یہ ساری لڑکیاں تیز طرار ہیں یا خدا نے سپیشل تحفے میرے لیے ہی تیار کیے ہیں“

وہ بڑبڑایا تھا پھر بغیر پیچھے دیکھتے سرپٹ بھاگا اُس نے رفتار تیز کی وہ اب میراب سلطان کے برابر میں بھاگ رہا تھا۔۔۔

وہ دونوں بھاگتے لا بھری سے دور جا رہے تھے وہ لوگوں سے ٹکراتے بلند آواز میں سوری، سوری کرتے بھاگ رہے تھے پھر کچھ لمحوں بعد اُن کے قہقہے فضا میں بلند ہونے لگے۔۔

==>

”جی؟“

اُس نے گلاس کو ٹھیک کرتے سامنے بیٹھی عورت اور ایک نو عمر نوجوان کو مخاطب کیا

”جی کیا مسئلہ ہے آپ کو خاتون؟“

اُس نے ٹیبل پر تھوڑا آگے دونوں ہاتھ کو باہم ملاتے رکھا اور خاصے نرم اور پرو فیشنل انداز میں عورت کو مخاطب کیا۔

”ڈاکٹر کیا ہم آپ کے پاس پہلے آئے ہیں؟“

عورت کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھے ٹین ایج لڑکے نے اُسے تعجب سے دیکھتے سوال کیا۔

”یہ آپ کے علم میں ہو گا۔۔ کیوں؟“

اُس نے نظریں خاتون سے ہٹاتے اُس لڑکے پر مرکوز کرتے جواب کے ساتھ سوال کیا اور چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”نہیں۔۔! پھر آپ کو کیسے پتہ پشینٹ یہ میں نے تو نہیں بتایا“

اُس نے یک لفظی جواب کے بعد تفصیلاً سوال کیا اُس کی آنکھوں میں اشتیاق تھا آدم سلطان کو پل نا لگا سمجھنے میں

کہ وہ لڑکا کافی باتونی ہے وہ دھیرے سے مسکرایا اُس نے عورت کو دیکھا۔

”مسئلہ کیا ہے؟“

اُس نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے ہی پوچھا اپنے سوال کے نظر انداز ہونے پر لڑکا خاموش ہوا پھر آدم سلطان کو

دیکھنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”ڈاکٹر میری مادر کے دل کے نزدیک درد ہے پچھلے تین چار دنوں سے“ اُس لڑکے نے لبوں پر زبان پھیرتے کہا اُس کی آنکھوں میں بات کرتے وقت ہلکا سا خوف لپکا تھا آدم سلطان نے وہ خوف محسوس کیا تھا۔

”آپ پلیز یہاں سے اٹھے اور وہاں لیٹ جائے“

اُس نے عورت کو دیکھتے نرمی سے کہا اُس لڑکے نے اپنی ماں کو سر ہلا کر اشارہ کیا تھا جو ہلکا سا مسکرا کر شاید اپنے بیٹے کا خوف دور کر رہی تھی لیکن اُس لڑکے کے چہرے پر خوف اب بھی تھا۔

وہ عورت آدم سلطان کی بتائی ہوئی جگہ پر لیٹ گئی وہ آگے بڑھا تھا۔

”کہاں درد ہے؟“

اُس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

”یہاں۔۔۔! یہی ہے بس زیادہ نہیں ہے یہ ایویں ڈر رہا ہے“

انہوں نے ہاتھ کے ذریعے بتایا تھا وہ جیسے خود کو تسلی دے رہی تھی آدم نے اثبات میں سر ہلایا۔

”لگاتار ہوتا ہے یا کبھی کبھار۔۔؟ سانس لیتے ہوئے ہوتا ہے درد؟“

اُس نے سٹیھتو سکوپ کی مدد سے چیک کرتے کہا ساتھ وہ اُن کی گھبراہٹ کم کرنے کے لیے سوال بھی پوچھ رہا تھا۔۔۔

”پہلے نہیں تھا کچھ دنوں سے ہے اور سانس اچھے سے آتا ہے“

وہ عورت کی آخری بات پر زیر لب مسکرایا تھا پھر اثبات میں سر ہلایا۔

”آپ یہاں لیٹی رہے۔۔۔!“

اُس نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلاتے کہا اور وہاں سے ہٹتے واپس اپنی چیئر پر آکر بیٹھا تھا وہ ٹین اتج لڑکا اُسے ہی فکر مندی سے دیکھ رہا تھا آدم نے اُسے نہیں دیکھا اُس نے فون اٹھاتے بٹن پیش کیے۔

”نرس رخسانہ کو اندر بھیجے“

اُس نے آہستگی سے جملہ مکمل کیا اور فون رکھ دیا پھر بازو سینے پر باندھتے لڑکے کو دیکھا۔

”ڈاکٹر میری مادر۔۔۔؟“ اُس لڑکے نے مدھم آواز میں پوچھا۔

”صبر رکھو“ آدم سلطان نے اُسے دیکھتے نارمل انداز میں کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”آپ نے بتایا نہیں ڈاکٹر اُس سوال کا جواب؟“

وہ لڑکا اُسی ہر اٹکا تھا آدم سلطان زیر لب مسکرایا البتہ اُس کی بھوری آنکھیں خاموش تھیں۔

”تجربہ معنی رکھتا ہے“

اُس نے بایاں آئی برواٹھایا اور کہا لڑکے نے پُر سوچ انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔

”ڈاکٹر“

نرس رخسانہ نے ہلکا سا دروازہ کھٹکھٹایا اور جھانک کر سامنے دیکھا اُس نے اثبات میں سر ہلایا۔

”ان پیشینٹ کی ای سی جی کرے اور پھر مجھے دیکھائے ویسے مسئلہ دل کا نہیں لگ رہا انہیں مسکوز سپرز مزہ ہے شاید“

اُس نے نرس رخسانہ کو سنجیدگی سے دیکھتے ایک طرف اشارہ کیا اُس نے اثبات میں سر ہلایا اور پیشینٹ کی جانب بڑھی۔

”میرے ساتھ آئیے“

نرس رخسانہ نے پیشینٹ کو اپنے ساتھ لیا اور آدم سلطان کے کیمین سے نکل گئی۔

”رکو وہ آجائے گی“

لڑکے کو اٹھتے دیکھ اُس نے اُسے ٹوکا وہ واپس سیدھا ہو کر بیٹھا۔

”کیا لگتا ہے میری مادر کو کیا ہے؟“

اُس لڑکے نے نہایت فکر مندی سے پوچھا۔

”جب ہم نابالغ ہوتے ہیں ہمارے لیے سب سے زیادہ ضروری ماں باپ ہوتے ہیں یہ دولت، شہرت، عزت و وقار یہ سب تو بالغ ہونے کے بعد کی باتیں ہیں۔۔۔ ہم فانی چیزوں کو بساتے بساتے پہلے رشتوں کو چھوڑتے ہیں اور پھر اپنے کے ضمیر کو“

”مسکوز سپرز مز یعنی پٹھوں کا کھنچاؤ۔۔۔! سردی کی وجہ ہو گا اور کمزور بھی ہے وہ“

آدم نے کلائی پر بندھی ریسٹ واچ کو دیکھتے آسان لفظوں میں کہا اُس نے سر اٹھا کر دیکھا لڑکے کی آنکھوں میں ڈر ختم ہو رہا تھا اور چہرے پر اب ویسی پریشانی نہیں تھی۔

”دنیا کی سب سے بڑی نعمت والدین ہوتے ہیں جب وہ نظر آئے تو مسکرایا کرے یہ صدقہ ہے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ٹھیک دس منٹ بعد وہ عورت ہاتھ میں ایک کاغذ پکڑے اندر آئی تھی آدم نے اُسے دیکھا اور کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھا۔

”یہ دی ہے نرس نے کہ آپ کو دیکھاؤ کیا ہے اس میں ڈاکٹر بیٹے؟“

وہ کرسی پر بیٹھتے ای سی جی رپورٹ اُس کی جانب بڑھاتے بولی آدم سلطان اُن کے آخری لفظوں پر زیر لب مسکرایا اور رپورٹ تھام لی۔

گلاس درست کرتے اُسے غور سے دیکھا۔

وہ ٹین ایچ لڑکا آدم سلطان کے چہرے کو ہی دیکھتا جا رہا تھا۔

”الحمد للہ کوئی خطرے کی بات نہیں ہیں چھوٹے میاں“

اُس نے مسکرا کر عورت کے بعد لڑکے کو دیکھا جو مسکرایا اُس کا چہرہ کھل گیا۔

”کچھ احتیاط اور میڈیسن لکھ دیتا ہوں آپ وہ فالو کرے“

اُس نے پیپر پر لفظ گھسیٹے اُس کی نظریں سنجیدگی سے پیپر پر جمی تھی۔

اُس نے سر اٹھاتے وہ پیپر لڑکے کی جانب بڑھایا لڑکے نے مسکرا کر اُسے تھام لیا۔

”شکریہ۔۔!“

وہ دونوں ماں بیٹا اٹھ گئے اور پلٹ گئے آدم نے ایک فائل اٹھائی۔

”ڈاکٹر۔۔۔!“

لڑکے کی آواز پر وہ چونکا اور سر اٹھا کر دیکھا وہ دروازے کو پکڑے دہلیز کے درمیان میں کھڑا تھا۔

”آپ گلاس میں ہینڈ سم لگتے ہیں“

اُس نے جلدی سے کہا اور دوسرے ہی پل وہاں سے غائب تھا آدم کو کچھ پل سمجھ نہیں آیا پھر اُس نے کسی کے

قہقہے پر سر جھٹکا۔

”میں نے بھی تو کہا تھا ڈاکٹر آدم“

نرس رخسانہ اُس کے کیمین میں داخل ہوتے بولی اُس نے آنکھیں چھوٹی کرتے اُنہیں دیکھا۔

”آپ کو شرمندگی نہیں ہوتی نرس رخسانہ؟“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے فائل بند کردی اور نرس رخسانہ کو دیکھا وہ اُس سے عمر میں چند سال بڑی تھی۔
”تم مجھے میرے نام سے مت پکارا کرو جب کہتی تھی تب پکارا نہیں“ نرس رخسانہ نے خفگی جتائی اُس نے گلاس اتارتے میز پر رکھی۔

”اب میری شادی ہو گئی ہے تو نرس رخسانہ، نرس رخسانہ کرتے رہتے ہیں“
وہ جل کر بولی تھی آدم سلطان نے سر کو جھکا لیا وہ مسکرا رہا تھا۔

”آپ کے شوہر کو میں آگاہ کرتا ہوں ذرا احتیاط برتے معاملات بہت پیچیدہ ہو رہے ہیں“
اُس نے سراٹھا کر اُنہیں ڈرانا چاہا۔

”کردو میں کہہ دوں گی یہ میرا بھائی ہے“

وہ اب قدرے لطف اندوز ہوتے بولی تو آدم نے بایاں آبرو اٹھایا اُس نے اُن کی بات پر بامشکل اپنی مسکراہٹ پر قابو کیا تھا۔

”آپ بہت تیز ہے نرس رخسانہ“

وہ اٹھتے ہوئے بولا

”تیز تو تم ہو میسنے کہی کے تم تو اپنی بیوی کو نام سے پکارو گے نابس اب مجھے کیوں پکار رہے ہو“
وہ خفیف سا طنز کرتے بولی اور اُسے کچھ یاد دلایا۔

”ہاں۔۔۔! لیکن کسی اور کی بیگم کو بھی بلا سکتا ہوں اس میں کوئی قباحت نہیں اب اُن کی بلا میرے گلے تھوڑی پڑے گی نرس رخسانہ“

اُس نے سٹیھتو سکوپ گلے سے نکال کر میز پر رکھا اور ”ہاں“ کو پر سوچ انداز میں کھینچتے باقی کا جملہ لب دبائے مکمل کیا۔

”تم۔۔۔! تم نہایت ہی میسنے لڑ کے ہو بلکل مرد ہو۔۔۔ میسا مرد“

اس کے سکون بھرے جواب پر وہ تپ گئی تھی اُس نے دانت کچکاتے کہا۔

”آپ اتنے تعریفی لفظ کہہ رہی ہے تو مان لیتا ہوں ورنہ مجھے اس لفظ کا مطلب تک نہیں پتہ لیکن آپ کہہ رہی ہے نا اس لیے نرس رخسانہ“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ مسکرایا اور اپنی ذاتی چیزیں اٹھائی اور اب وہ کین سے باہر جا رہا تھا۔

”میں نے کہا نامیرا نام مت لو“

وہ اُس کی پشت کو دیکھ کر بلند آواز میں بولی اور تھوڑے غصے سے بھی۔

”میں معذرت چاہتا“ کسی کی گھر والی رخسانہ“ جیسا آپ کو مناسب لگے“

”ہم اب ہوئی ان۔۔۔! ڈاکٹر آدم“

وہ اتر کر بول رہی تھی پھر انہوں نے اُس کے لفظوں ”کسی کی گھر والی رخسانہ“ پر غور کیا اور وہ چونکی تھی اور پھر

غصے سے آدم سلطان کو پکارا۔

نرس رخسانہ نے پیر پیٹھے اور اُس کے کین سے نکل گئی۔

”میںا مرد؟ اب یہ مینا کیا ہوتا ہے؟“

وہ پارکنگ میں اپنی جیپ کی جانب بڑھ رہا تھا اُس کے دائیں ہاتھ میں موبائل تھا جس کے کی بورڈ پر اُس کے دائیں

ہاتھ کا انگوٹھا چل رہا تھا اُس نے سر اٹھا کر دیکھا وہ چیپ تک پہنچ چکا تھا وہ چیپ میں بیٹھا۔۔۔

”میںا مطلب فریبی۔۔۔! کیا۔۔۔؟ فریبی آدم سلطان۔۔۔؟ مینا آدم سلطان۔۔۔؟“ ہممم سہی ہے سہی ہے۔۔۔“ وہ

گوگل پر نظر آتے لفظوں کو دیکھتے سر کو اثبات میں ہلاتے بولا ساتھ لبوں پر زبان پھیری وہ عاجز آیا تھا جیسے۔۔۔

”کیا زندگی میں کوئی مجھے اچھا آدم سلطان نہیں کہے گا؟“

اُس نے یکدم ہی سٹیرنگ پر ہاتھ مارتے تھوڑے بلند لہجے میں کہا پاس سے گزرتا ایک جو نیئر ڈاکٹر یکدم اچھلا تھا

اُس نے خوف سے آدم کو دیکھا آدم سلطان نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا جیسے مردے کی آنکھیں کھلی ہو اور

ساکت ہو بلکل ویسے۔۔۔

”سرم۔ میں بس جا رہا ہوں“

وہ جو نیئر ڈاکٹر اُس کے خطرناک تاثرات دیکھ ہکلا یا تھا پھر تیزی سے وہاں سے قدم آگے کو بڑھا گیا اپنی گاڑی کی

طرف۔

”سر پاگل ہوں گے ہیں“

اُس جو نیئر ڈاکٹر کی گوہر افشانی اور پھر گاڑی کا دروازہ بند ہونے کی آواز آدم نے بخوبی سنی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہننے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جب وہ گاڑی لیے پاس سے گزرا تو آدم سلطان نے باقاعدہ اُسے پوری آنکھیں کھول کر گھور کر دیکھا تو وہ ڈاکٹر کھڑکی سے اُسے دیکھتا جلدی سے سامنے دیکھنے لگا اور گاڑی کی سپیڈ بڑھا گیا۔۔

”پاگل آدم سلطان۔۔۔! ناٹ فئیر“

اُس نے جیب سٹارٹ کی تھی وہ ہاسپٹل سے نکل گیا اب وہ گنگنا رہا تھا۔

”پاگل آدم سلطان، مینا آدم سلطان، پاگل اور مینا، مینا مطلب فریبی ہائے اللہ۔۔۔ مینا آدم سلطان۔۔۔؟ خدا خیر کرے“

وہ سٹیرنگ پر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی پوروں کو مسلتے ذرا کی ذرا آسمان کی طرف دیکھتے بولا اُس کے لہجے میں بے یقینی تھی۔۔

اب وہ چھ اقسام رکھتا ہے اور ساری کی ساری اقسام بری ہے وہ سہی کہتا ہے کیا اُس میں کوئی اچھی اقسام نہیں پائی جاتی۔۔؟



اُس نے جیب سلطان حویلی کے سامنے روکی چپ سے اتر اور مضبوط قدم اندر کی جانب لیے فراز اُس کی طرف آ رہا تھا اُس نے چپ کی چابی فراز کی جانب اچھالی جسے فراز ڈراپ کر چکا تھا۔۔۔۔

آدم سلطان نے ایک پل کو افسوس سے نفی میں سر ہلاتے اُسے دیکھا اور پھر آگے کو قدم بڑھا دیے۔

”سر آپ کی پھینکی چیز آسانی سے کھینچ ہی نہیں ہوتی“

فراز نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی اُس نے دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں ساتھ جوڑتے اوپر کو اٹھائے انہیں ہلایا گویا ”گیٹ لاسٹ“ بولا گیا ہو فراز کندھے آچکا تھا جاچکا تھا۔

اُس نے کلائی پر بندھی ریٹ وائچ پر وقت دیکھا شام کے ساڑھے چھ ہو رہے تھے سردیوں کی شام بھی اچھی خاصی رات تھی ٹھنڈی رات۔۔۔۔ جنوری کی سردشامیں دلفریب احساسات پیدا کرتی ہے لیکن شاید ہر کسی کے لیے ٹھنڈی شامیں ایک جیسی نہیں ہوتی۔۔۔!

”سلطان“ اچانک بہت اچانک ہی کوئی آکر اُس سے لپٹ گیا تھا وہ بے دھیانی میں چلا آ رہا تھا اور اب توازن برقرار نہ رکھتے بے ساختہ ہی اُس کے قدم پیچھے کو اٹھنے لگے پھر سنبھل کر وہ ایک جگہ رکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”سلطان میں آگئی“ اُس نے سر نیچے کرتے دیکھا صنفِ نازک کا وجود تھا اُس کے ماتھے پر بل پڑے پھر آواز سنتے وہ بل یوں غائب ہوئے جیسے تھے ہی نہیں۔۔۔

”دعا جہان زیب سلطان“ وہ ہلکے سے بڑبڑایا تھا اُس نے چہرے پر حیرت سموئے ہی اُسے کے بازوؤں کے ہار کو اپنی گردن سے احتیاط سے الگ کیا۔۔۔

”سلطان کیسے ہو تم؟“ وہ اُس سے الگ ہوتے چپک کر بولی تھی آدم سلطان نے نظریں اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا ایک سائیڈ پر اپنے کمرے کے باہر شیز اس سلطان کھڑی تھی لب بھینچے ہوئے اُس کی آنکھوں میں نفرت نہیں تھی وہاں عجیب سے تاثر تھے۔ آدم سلطان نے نظریں پھیرتے سامنے دیکھا وہاں میراب سلطان تھی اُس نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔ وہاں موجود شیز اس سلطان اور میراب سلطان کے چہرے سپاٹ تھے اور آدم سلطان حیرت میں تھا اور دعا سلطان کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔

Episode 12

”تم کیسے ہو سلطان؟“ وہ اُس کا بازو تھام کر بولی دعا جہان زیب کے چہرے پر نرم تاثرات تھے اور لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔۔ معصوم، نرم اور کھلی مسکراہٹ۔۔۔

”آپ کب آئیں دعا جہان زیب سلطان؟“ اُس نے نظریں میراب سلطان سے ہٹالیں وہ اب پوری طرح دعا جہان زیب کی طرف متوجہ تھا جس نے اُس کا بازو تھاما ہوا تھا اور مسکرا رہی تھی۔

”یہ دوپہر۔۔۔! ہاں۔۔۔ ہے ناں میراب دوپہر کا وقت ہی تھا ناں؟“

شیز اس سلطان دو قدم آگے کو تیزی سے اٹھاتے ہڑبڑا کر بولی اور سر اٹھا کر سیکنڈ فلور پر کھڑی میراب سلطان کو دیکھتے اُس کی تائید چاہی۔

”دوپہر کو ایک بج کر چھتیس منٹ پر“

میراب سلطان نے نظریں آدم سلطان سے نہیں ہٹائیں وہ سپاٹ تاثرات لیے ہوئے بولی دعا جہان زیب نے آدم سلطان کا بازو پکڑے ہی گردن موڑ کر میراب سلطان کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”میرو آپی آپ کو اچھا نہیں لگا میرا آنا؟“

اُس کی گرفت آدم سلطان کے بازو پر ڈھیلی پڑ گئی تھی۔

”آپ خوش نہیں لگ رہیں جب سے میں آئی ہوں“ پھر اُس نے آدم سلطان کا بازو بلا آخر چھوڑ ہی دیا وہ اب پوری

طرح پلٹ کر سیکنڈ فلور پر کھڑی میرا ب سلطان کو دیکھ رہی تھی جس نے چونک کر عاجہا نزیب کو دیکھا تھا۔

”نہیں۔۔!“ وہ ٹھہری اور لبوں پر زبان پھیری ”آپ اکیلی آئی ہونا اس لیے۔۔۔۔۔ یہ اچھی بات نہیں ہے

دیکھو آپ نے سب کو ڈرا دیا اور پریشان بھی کر دیا دوپہر سے شیز اور میں کتنا پریشان ہیں“

میرا ب زینے اترتے بولی اب اُس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی عاجہا نزیب کی بڑی بڑی سنہری آنکھیں چمکیں وہ

مسکرائی اور پھر ہونٹوں کو گول کرتے ”سوری“ کہا تھا۔

”آدم آگیا۔۔۔۔؟ آدم دیکھو یہ۔۔۔!“

”جی چچی جان مجھے پتہ چل گیا دعا اکیلی آئی ہے۔۔۔! چچا ز مینوں پر ہیں انہیں گھر بلوالیں“

اُس نے شاکرہ بیگم کی بات کاٹے اُنہیں آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دی تھی اُن کے ماتھے پر گھبراہٹ سے پسینے

کے قطرے چمک رہے تھے۔

”ہاں ٹھیک ہے اور میں کھانا لگواتی ہوں فریش ہو کر آ جاؤ تم“

وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتے سر کو اثبات میں ہلاتے بولی تھیں انہوں نے عاجہا نزیب کے ایک طرفہ چہرے

کو دیکھا پھر گہرا بے آواز سانس کھینچتے وہ کچن کی طرف چلی گئیں۔

”سلطان تم بھی خوش نہیں ہو؟“

عاجہا نزیب کے لہجے میں اداسی گھلنے لگی وہ آدم سلطان کی جانب پلٹ کر بولی اور پہلوں میں گرے اُس کے

ہاتھوں کو اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما آدم سلطان کی انگلیوں کی پوروں نے ہلکی سی حرکت کی تھی۔۔۔

”تم اکیلی کیوں آئی ہو دعا یہ بری بات ہے“

اُس نے اپنا ہاتھ عاجہا نزیب کے ہاتھ سے نہیں کھینچا وہ بس اُسے تھوڑی سختی سے دیکھتے بولا تھا۔

”مجھے یاد آرہی تھی سب کی سلطان کتنے دن ہو گئے آپ کے ہاتھ کی چائے پیے۔۔۔ آئے بیٹھیں ناں ادھر“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اُس کے ہاتھ کو دائیں سے بائیں جھلاتے بڑے میٹھے لہجے میں بولی آدم سلطان نے آنکھیں چھوٹی کرتے اُسے دیکھا۔

”آدم فریش ہو جائے پہلے دعا“ میراب ڈاننگ کی جانب بڑھتے بولی اُس نے پلٹ کر اُن دونوں کو نہیں دیکھا تھا۔

”نہیں پہلے سلطان میرے ساتھ بات کرے گا“ اُس نے نفی میں سر ہلاتے ناک سکیر کر کہا۔
”لیکن آدم تھک گیا ہے“

شینز سلطان نے بھی اُسے ٹوکا تھا دعا نے گردن موڑ کر اُسے گھورنے کے انداز میں دیکھا۔
”آپ کو اپنے بڑے بھائی کی کتنی فکر ہے شینز آپی“

وہ مصنوعی مسکرائی تھی ایسا کرنے سے اُس کی آنکھیں چھوٹی ہوتے آدمی بند ہو گئیں اور رخسار پھول گئے۔۔۔
”دعا۔۔!“ اُس کی بات پر شینز نے دانت پیس کر اُسے کچھ کہنا چاہا جبکہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھتی میراب سلطان کی مسکراہٹ بے ساختہ تھی البتہ آدم بظاہر مسکرایا نہیں تھا لیکن اُس نے سر جھکا لیا تھا جس کا صاف مطلب تھا ایک زیر لب مسکان۔۔۔۔

”شینز ادھر آ جاؤ یار“

میراب کی آواز پر وہ رک گئی اُس نے جلتی نظر دعا جہانزیب پر ڈالی اور وہاں سے واک آؤٹ ہو گئی دعا جہانزیب نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔۔

”اس لہجے میں دوبارہ کسی سے بات مت کرنا دعا“

آدم کی سنجیدہ آواز پر اُس نے شینز کی پشت سے نظریں ہٹاتے آدم سلطان کو دیکھا دونوں ہاتھوں سے آدم کے ہاتھ کی انگلیاں اب بھی تھامی ہوئی تھیں۔۔

”ٹھیک ہے تم کہتے ہو تو سلطان خادمہ مان لیتی ہے“

وہ ڈرامائی انداز میں گویا ہوئی تھی پھر اُس کا ہاتھ تھامے ہی صوفے کی جانب چل پڑی آدم سلطان اُس کے عقب میں قدم اٹھانے لگا۔

”اب بتاؤ تم نے کوئی فون کیوں نہیں کیا مجھے؟“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ منہ پھلا کر بولی پھر جھٹ سے اُس کے ہاتھ کو بھی چھوڑ دیا یہ ناراضگی تھی۔

”کتنی بار کہا ہے تم سے مجھے ”آپ“ کہا کرو“

وہ تیرچھے انداز میں صوفے پر بیٹھتے بولاد عاجہا نزیب نے رخ دوسری طرف کر لیا۔

”تم بھی تو ”تم“ کہتے ہو“

وہ گردن موڑ کر اُسے دیکھتے بولی ساتھ ہی سینے پر بازو باندھے اور کہتے ساتھ اگلے ہی پل چہرہ دوسری سمت موڑ لیا

”میں بڑا ہوں تم سے“

وہ گہرا سانس کھینچتے بولا۔

”میں بھی بڑی ہی ہوں“

وہ واپس گردن موڑ کر اُسے دیکھتے دو بدو بولی۔۔۔۔۔ پھر دوسرے لمحے اُس نے رخ پوری طرح اُس کی جانب

ہی موڑ لیا اُس کی سنہری بڑی بڑی آنکھوں میں خفگی ابھی بھی قائم تھی۔

وہ اب اُسے گھور رہا تھا عاجہا نزیب نے بھی جواباً اُسے گھورا۔۔۔۔۔

”میری ہائیٹ پانچ فٹ تین انچ ہے“

وہ زیادہ دیر اُسے گھور نہیں پائی تھی پھر اُس کی نظروں سے خائف ہوتی گردن اکڑا کر بولی۔

”اور اس آنفل ٹاور کی عمر کتنی ہے؟“

اُس نے آنکھیں چھوٹی کرتے پوچھا تھا عاجہا نزیب نے بے ساختہ آدم سلطان کو دیکھا پھر نیچے سے اوپر تک خود کو

دیکھا اور پھر غصے سے آدم سلطان کو گھورا۔

”پورے۔۔۔!“ وہ کہتے کہتے رکی لبوں پر زبان پھیری۔

”ہاں پورے۔۔۔! پورے سترہ سال کی ہونے والی ہوں“

وہ واپس گردن موڑ کر اُسے دیکھتے ٹھہر ٹھہر کر بولی پھر گردن اکڑائی آدم نے بایاں ابرو اٹھا کر اُسے یوں دیکھا جیسے

کہہ رہا ہو ”واہ اتنی لمبی عمر“

”آپ خوش نہیں ہیں میرے آنے سے“

وہ صوفے سے کھڑے ہوتے بولی تھی اداس چہرہ لیے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”دعا یہاں بہت خطرہ ہے تمہیں اکیلے نہیں آنا چاہیے تھا“

آدم نے اُس کا ہاتھ پکڑے اُسے واپس صوفے پر بٹھایا تھا وہ اب قدرے شرمندگی سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

”سوری“ وہ مدھم آواز میں شرمندگی چہرے پر سجائے منمنائی۔

”آپ نے مجھے ہاسٹل بھیج دیا تھا آپ بہت ظالم ہیں سلطان ایسے سلطان زیادہ دیر تک نہیں ٹکتے جو اپنی رعایا پر ظلم کریں“

اور اب دوسرے ہی لمحے اُس کے چہرے سے شرمندگی غائب تھی وہ خفگی سے بولی نظریں آدم سلطان پر گاڑھ کر

”تم بات مت بدلو دعو بارہ ایسا مت کرنا ورنہ“

وہ کہتے کہتے رک گیا اُس لڑکی کا چہرہ حد سے زیادہ معصوم بن چکا تھا آدم سلطان نے سر جھکا لیا دعا جہاں زیب کو ڈانٹا

بہت مشکل کام تھا۔۔۔

”ٹھیک ہے اب سلطان اتنی التجا کر رہے ہو تو“

وہ اُس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولی اور اُس کے سر کو اوپر اٹھانے کی کوشش کی ساتھ شان بے نیازی سے کندھے بھی

اچکائے۔

آدم نے سر اٹھاتے اُس نے مصنوعی احسان مند نظروں سے دیکھا۔

”لیکن میں ناراض اب بھی ہوں“

وہ صوفے سے اٹھ گئی آدم سلطان بھی اٹھ گیا۔

”تم میڈیسن لیتی رہی ہو؟“

آدم نے اُسے بغور دیکھتے پوچھا وہ اُس کے چہرے کے زاویوں اور باقی حرکات کو نوٹ کر رہا تھا۔

”مجھے کیا ہوا ہے؟“

وہ کندھے اچکا کر بولی۔

”دعائے۔۔ کھانا کھالو پھر میڈیسن کھانا تمہارے سر میں درد رہتا ہے ناں اکثر۔۔ ٹھیک ہو جائے گا وہ اس سے“

آدم نے اُسے نرم لہجے میں کہا تو وہ منہ بناتے اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

”پیپر ہونے والے ہے تمہارے پھر سکول جانا ہے تم نے اللہ کے واسطے میری ناک مت کٹوانا دعائے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اُس کے آگے ہاتھ جوڑتے بولاد عاجہانزیب نے مسکراہٹ دبائی تھی آدم سلطان اُسے بے بسی سے گھور رہا تھا میراب سلطان کے بعد وہ عاجہانزیب سلطان ہی تھی جس کا اُس نے ہر دم بچوں کی طرح خیال رکھا تھا۔ اُس کے والدین کی وفات کے بعد آدم نے بالکل ویسے اُس کی دیکھ بھال کی تھی جیسے اپنے ماں باپ کی موت کے بعد میراب سلطان کی کی تھی۔۔۔

”ٹھیک ہے بچہ جاتیری مراد پوری ہو“

دعا نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرنے کی تگ دو میں ایڑیاں اٹھائی تھیں اُس کی بات پر آدم نے آنکھیں گھمائیں وہ سیدھا ہی کھڑا رہا تھا دعا اُس کے سر تک پہنچ ہی نہیں پائی پھر وہ غصے سے پیر پٹچ چکی تھی۔۔۔

”تم۔۔۔ تم زرافہ ہو سلطان“

وہ غصے سے بولی تھی اور اُس کے سائیڈ سے ہوتی گزر گئی آدم سلطان نے بھنویں سکیرٹیں۔

”دعاے“ اُس نے وارننگ کے انداز میں بغیر پلٹے ہی اُسے پکارا تھا۔

”تم، تم، تم“

وہ بغیر پلٹے بلند آواز میں بولی تھی آدم زیر لب مسکرایا۔

”زرافہ۔۔۔؟“

وہ بڑبڑایا تھا پھر کندھے اچکائے۔

اُسے یاد پڑتا ہے وہ پہلے بھی جانور گنا جا چکا تھا۔

”پھر سے جانور آدم سلطان۔۔۔! خدا خیر کرے پھر“

وہ پلٹا تھا اُس نے دعا کی پشت کو دیکھا وہ ڈاننگ کی جانب جا رہی تھی۔

ڈاننگ پر بیٹھے تمام نفوس ویسے ہی بیٹھے تھے یقیناً اُس کا انتظار ہو رہا تھا تب سے۔۔۔۔۔ اُس نے سر جھٹکا۔

اور قدم اوپر کی جانب بڑھا دیے اُس کا چہرہ اب سپاٹ تھا بھوری آنکھیں خاموش تھیں۔۔۔ خاموش، سرد اور ڈارک۔۔۔ اُس کی بھوری آنکھیں راز تھیں“

==>

”نایا جان“ کھانے کی میز پر بیٹھتے یحییٰ بہرام شاہ کی آواز سنجیدہ انداز میں گونجی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس وقت کھانے کی میز پر تین نفوس تھے سربراہی کرسی پر بیٹھتے مجیب صاحب، دائیں جانب پہلی کرسی پر بیٹھی شائستہ بیگم، دائیں ہی ہاتھ پر شائستہ بیگم سے ایک کرسی چھوڑ کر بیٹھی شہا اور اُس کے ٹھیک سامنے بیٹھی مبشرہ شاہ جو بس پلٹ میں چیچ ہلا رہی تھی۔

”مممم؟“ مجیب صاحب نے سر اٹھایا اور سوالیہ انداز میں ہنکار بھرا۔

”وہ تایاجان مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے“ یحییٰ شاہ کی بات پر مبشرہ کا چیچ چلاتا ہاتھ رک گیا اُس نے بے اختیار سر اٹھا کر یحییٰ کو دیکھا اُس کی دھڑکن ایک پل کور کی اور پھر اگلے ہی پل نہایت تیزی سے چلنے لگی۔

”کہو بیٹا“ مجیب صاحب نے اُسے دیکھتے اجازت دی۔

”دراصل تایاجان۔۔۔!“ اُس نے بات ادھوری چھوڑی اور مبشرہ کو ایک نظر دیکھا وہ اُسے ہی تک رہی تھی اُس کے لب کچھ کہنے کو پھڑپھڑا رہے تھے۔۔۔

یحییٰ نے سر جھٹکا یقیناً وہ اُسے کہنا چاہتی ہوگی کہ وہ ایسی بات نہ کرے وہ تلخی سے مسکرایا تھا پھر سر اٹھا کر مجیب صاحب کو دیکھا وہ اب مبشرہ شاہ کو نہیں دیکھے گا۔

”مجھے میری امانت واپس چاہیے تایاجان۔“

وہ ایک نظر اُنہیں دیکھتے سنجیدگی سے بولا پھر نظریں جھکا گیا اُس نے مبشرہ کو نہیں دیکھا اور مبشرہ۔۔۔ وہ بس یحییٰ شاہ کو ہی دیکھ رہی تھی اُس کے ہاتھ بے ساختہ کانپنے لگے تھے اور چیچ ہاتھ سے چھوٹے پلیٹ میں گر گیا۔۔۔

”ضرور۔۔۔! ہم اس پر کھانے کے بعد بات کرتے ہیں“

مجبیب صاحب دھیمسا مسکرائے مبشرہ نے بے ساختہ یحییٰ سے نظریں ہٹا کر اپنے بابا کو دیکھا اُس کے حلق میں گرہیں اُبھرنے لگیں۔

”جی۔۔۔“

”میں اس پہ راضی نہیں ہوں“

مبشرہ نے بے ساختہ یحییٰ کی بات کاٹ دی اُس کی آواز بلند تھی جس پر اُن تینوں نے بیک وقت اُسے دیکھا۔

”مبشرہ بیٹا آپ کو یاد ہے ہم کس بارے میں بات۔۔۔!“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”میں جانتی ہوں بابا۔“ اُس نے اپنے بابا کو دیکھتے جھکے سر کے ساتھ اُن کی بات بھی کاٹی اور پھر نظریں اٹھا کر انہیں ضبط سے دیکھا۔۔۔

”مجھے۔۔!“ اُس نے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری وہ اُنکی تھی باپ کو یہ کہنا بہت مشکل ہے۔

”مجھے یحییٰ بہرام شاہ سے نکاح میں دلچسپی نہیں“

اُس نے کئی گریہوں کو نگلا اور اپنی بات مکمل کر دی اُس کے چہرے کو تکتے یحییٰ شاہ کی دھڑکن لمحے کور کی اور دوسرے لمحے وہ مدھم چل رہی تھی۔

”مبشرہ“ شائستہ بیگم نے اُسے ٹوکا۔

”کیا وجہ ہے؟“

انہوں نے پلیٹ پر رے کھسکا نے سنجیدگی اور دبے دبے غصے استفسار کیا۔

”مجھے بس نہیں کرنی“ اُس نے سر جھکا دیا یحییٰ شاہ نے ضبط سے اُس کے جھکے سر کو دیکھا اُس نے نہیں سوچا تھا کہ

مبشرہ یوں سب کے سامنے اُسے کے لیے انکار کرے گی۔۔۔

اُسے لگا تھا وہ کم از کم بڑوں کے سامنے اُس کے لیے انکار نہیں کرے گی اور بعد وہ اُسے منالے گا۔۔۔! فقط اُسے لگا تھا ایسا۔

لیکن جو لوگ ہمیں نہیں چاہتے وہ اپنا وقت اور اپنا آپ ہمیں نہیں سوچتے بے شک آپ انہیں کتنا اور کس حد تک بھی چاہتے ہو۔

”انکار کی وجہ بھی ہوتی ہے مبشرہ“ مجیب شاہ نے یحییٰ شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو ایک نظر دیکھتے دوسری نظر مبشرہ شاہ کے جھکے سر پر ڈالی اور سختی سے پوچھا۔

”م۔ میں ب۔ بس یحییٰ سے نکاح نہیں چاہتی“

اُس نے اُسی انداز میں کہا جھکے سر کے ساتھ اٹکتے ہوئے۔

اور یحییٰ شاہ سختی سے لب بھیج گیا وہ سر بھی جھکا گیا تھا اُس کی آنکھیں پل میں چمکنے لگی تھیں۔۔۔ ہاں نہی سی چمکتی خوبصورت آنکھیں۔

”اِس کی وجہ کیا ہے آخر۔۔؟ شادی تو آپ کی کرنی ہی ہے اب نہ سہی پھر کچھ سالوں بعد سہی“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”یہ کیا کہہ رہی ہو تم مبشرہ“ مجیب شاہ بولے اور اُن دونوں میاں بیوی نے بیک وقت یحییٰ شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا وہ مبشرہ کو ہی تک رہا تھا۔

”اگر مگر کی کوئی گنجائش نہیں ہے تم یحییٰ کی امانت ہو اور۔۔۔۔۔!“

”میں اُس کی امانت نہیں ہوں مجھے اُس کی امانت زبردستی بنایا گیا ہے“

وہ اپنی ماں کی بات کاٹے چیخنی تھی اور اپنی ماں کا ہاتھ کندھے سے جھٹکا۔

”مبشرہ“ ایک زوردار طمانچہ اُس کی ماں کی طرف سے اُس کے چہرے پر پڑا تھا وہ یکدم ہی ساکت ہو گئی اُس کی آنکھوں سے آنسو زار و قطار بے قابو ہوتے زمین پر گرنے لگے۔

”متائی جان“ یحییٰ شاہ بے اختیار کرسی سے اٹھا تھا۔

”تمیز سے بات کرو“ شائستہ بیگم نے اُس کا کندھا دبوچے اُسے جھڑکا مبشرہ شاہ نے آنکھیں اٹھائیں اور یحییٰ کو دیکھا۔۔۔ وہ دوسری بار ساکت ہوا تھا مبشرہ شاہ کی آنکھوں میں غصہ نہیں تھا۔ وہاں نفرت تھی۔۔۔۔۔! وہ منجمد ہو گیا۔

”میں بات کرتا ہوں۔۔۔۔۔! تم میرے ساتھ چلو مبشرہ“

وہ مجیب شاہ کو دیکھتے بات کرتے ٹیبل کی دوسری جانب سے گھوم کر مبشرہ تک آیا اور اُس کا ہاتھ جکڑا تھا۔

”نہیں جانا مجھے آپ کے ساتھ چلے جائیں یہاں سے یحییٰ“

اپنے ہاتھ کو اُس کے ہاتھ میں دیکھ کر اُس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا اور چیخ کر بولی تھی۔

”تم رونا بند کر دو خدا کے لیے پلیز“

اُس نے اپنے خالی ہاتھ کو دیکھا اور دوسرے ہی لمحے وہ مبشرہ شاہ کی فکر میں گھل رہا تھا۔

”سب آپ کی وجہ سے ہوا، سب سب۔۔۔ سب کچھ۔۔۔! میں نے کہا تھا ناں آپ سے آپ کو نہیں چاہتی میں۔۔۔ آپ دوست ہیں میرے بس“

وہ لب بھینچ گئی وہ اب لب بھینچے سسکیاں بھر رہی تھی اُس کے رونے کا یہی طریقہ تھا یحییٰ نے بے بسی سے اُسے دیکھا۔

”مبشرہ کیسے بات کر رہی ہو تم“ شائستہ بیگم نے غصے سے کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”مٹائی جان“، یحییٰ نے آہستگی سے اُنہیں روکتے نفی میں سر ہلایا۔

”اگلے مہینے ہی اس کا نکاح کر دیں یہ باقی کی پڑھائی اپنے شوہر کے ساتھ جدھر مرضی رہ کر پوری کرے“
شائستہ بیگم نے خاموش کھڑے مجیب شاہ کو دیکھتے غضب دار لہجے میں کہا مبشرہ نے پلٹ کر ماں کو دیکھا۔
”میں نہیں کروں گی“

وہ سسکیاں بھرتے نفی میں سر ہلاتے بولی یحییٰ نے اُس کی حالت پر مٹھیاں بھینچ لیں وہ اُسے کبھی رونے نہیں دیتا تھا۔

”ارے کمبخت کیوں نہیں کرے گی۔۔!“

شائستہ بیگم غصے سے اُسے مارنے کو آگے بڑھیں مبشرہ شاہ نے آنکھیں میچیں اُس نے کوئی پیش رفت نہ پاتے چند پل بعد آنکھیں کھولیں تو یحییٰ کی پشت کو اپنے سامنے پایا۔

وہ ہمیشہ اُسے بچا لیتا تھا وہ کیسے بھول گئی تھی۔۔؟

”یحییٰ ہٹ جاؤ تم یہ کوئی وجہ بتائے کیوں نہیں کرے گی نکاح اس کی ماں ٹھیک کہہ رہی ہے“

کب سے خاموش کھڑے مجیب صاحب نے بھی بیگم کی تائید کی تھی۔

”انہیں بتاؤ مبشرہ تم مجھ سے نکاح کرنا کیوں نہیں چاہتی؟“

وہ سنجیدگی سے بولتے سائیڈ پر ضرور ہوا تھا لیکن کھڑا اُس کی طرف ہی تھا اور اتنا ہی کافی تھا۔

مبشرہ نے آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھا۔۔۔ کیا چاہتا تھا یحییٰ شاہ؟ اپنی تذلیل کروانا؟ بار بار کروانا۔۔ یا کچھ اور؟

”بتاؤ“ اُس نے آنکھوں سے مبشرہ کو تسلی دی مبشرہ نے گردن موڑ کر سوالیہ چہرہ لیے کھڑے ماں باپ کو دیکھا۔

”میں ک۔۔ کسی کو چاہتی ہوں“ اُس نے سر جھکا دیا اور ہلکے خوف سے کہا بہت مدھم آواز میں۔۔۔

”ارے بد بخت لڑکی۔۔!“ شائستہ بیگم غصے سے اُس کی جانب بڑھیں۔

”رکو تم۔۔!“ مجیب شاہ نے اُنہیں روک دیا اور پھر مبشرہ کو دیکھا۔۔۔

”کس کو چاہتی ہو تم؟“ مجیب شاہ نے اُس کی طرف کھڑے یحییٰ کو دیکھا وہ بڑے ضبط سے کھڑا تھا کوئی بھی دیکھتا

تو اس وقت اُس کی حالت پر رحم ضرور کھاتا۔۔۔ لیکن وہ تو چاہتا تھا کہ پاس کھڑی لڑکی اُس پر رحم کھائے فقط۔۔۔

لیکن چاہنے سے خواہشات پوری ہوتی تو کئی لوگ آج بے بس ناہوتے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”آدم سلطان“

وہ کچھ پل خاموش رہی ہمت مجتمع کرتی رہی اور پھر جھکے سر کے ساتھ ہی اُس نے سب کے سامنے آدم سلطان سے اپنی محبت کا اعتراف کیا تھا۔

”آدم سلطان ک۔ کو چاہتی ہوں میں“

خاموشی کو طوالت اختیار کرتے دیکھ کر وہ سر اٹھا کر بولی پتہ نہیں کیوں لیکن اُس کے لہجے میں کچھ ہمت تھی اُس نے بے ساختہ ساتھ کھڑے یحییٰ کو دیکھا۔۔۔! تو ہمت کی یہ وجہ تھی۔

یحییٰ شاہ اُس کی طرف کھڑا تھا اور مبشرہ شاہ کسی اور کے لیے اظہارِ محبت کر رہی تھی اُسے بیک وقت شرمندگی بھی محسوس ہوئی لیکن وہ آدم سلطان کو ہی چاہتی ہے بات یہی پر آ کر ختم ہوتی تھی۔۔۔ یحییٰ شاہ یہیں پر ہارتا تھا۔ وہ شخص اُس لڑکی سے محبت کرتا تھا پھر بھی اُس کے کسی اور سے اظہارِ محبت پر اُس کی طرف اُس کے بچاؤ میں کھڑا تھا۔۔۔ کمال ضبط تھا اُس کے پاس شاید۔

”یحییٰ کے ساتھ نکاح طے ہے تمہارا۔۔۔ زبان دی ہوئی ہے میں نے۔۔۔ پورا خاندان جانتا ہے اور شاید آدھا گاؤں بھی“

محبیب شاہ نے مٹھیاں بھینچتے غصے پر قابو پاتے کہا مبشرہ نے نظریں جھکائیں۔

”تم اُن قاتلوں کے گھر جانا چاہتی ہو؟ تمہیں اپنے بھائی کا ذرا افسوس نہیں ہے مبشرہ؟ تمہارا ضمیر مر گیا ہے بد بخت لڑکی“

شائستہ بیگم اب کے رو دینے کو تھی مبشرہ نے ماں کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا اور پاس کھڑے یحییٰ کو دیکھا۔

اِس سارے منظر میں یحییٰ نے ایک بار بھی مبشرہ شاہ کو نہیں دیکھا۔۔۔ وہ دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔! اِس وقت مبشرہ شاہ کی سمت دیکھنا اب اُس کی زندگی کا سب سے مشکل کام تھا“

”تُو پاگل ہو گئی ہے مبشرہ ضرور اُن لوگوں نے ورغلا یا ہے اُسے شاہ صاحب یہ کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہے۔ کیسے ماں باپ کے سامنے ایسی باتیں بول رہی ہے“

شائستہ بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا وہ سامنے کھڑی اپنی بیٹی کا گلہ دبا دیں۔

”ایسا کچھ نہیں ہے ماں“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ باپ کی سخت نظروں کو اپنے اوپر پاتے منمنائی تھی۔

”ہتایا جان۔۔۔!“ کب سے خاموش کھڑے یحییٰ کی آواز وہاں اُن سب سے قدرے بلند تھی اُن تینوں نے بیک وقت اُسے دیکھا۔

”آپ اپنا فیصلہ مجھے باہر رکھ کر کریں“

اُس نے لبوں پر زبان پھیرتے کہا اُس کی کالی آنکھیں گوشوں سے سرخ تھیں۔

”ہمیں اسے یہیں پر ختم کرنا چاہیے“

وہ مزید بولا اور پھر مسکرایا۔۔۔! ایک خالی مسکراہٹ، یا مسکرانے کی کوشش۔

مبشرہ شاہ گردن اٹھائے اُسے تکتی گئی وہ شاید یحییٰ جتنا وسیع ضبط کبھی نہ رکھ پائے۔

”نہیں بیٹا میں نے زبان دی ہے تمہیں اور سب سے بڑھ کر بات طے ہے بچپن سے ایسے کیسے“

مجیب شاہ ایک قدم اُس کی جانب بڑھتے قدرے شرمندگی سے بولے۔

”ہمیں بچپن میں باتیں طے نہیں کرنی چاہیے۔۔۔! ہمیں دو لوگوں کو بچپن میں نہیں جوڑنا چاہیے“

وہ پھیکا سا مسکرایا تھا عنقریب تھا کہ وہ سسک پڑتا۔ وہ مبشرہ شاہ جس سے وہ دستبردار ہونے کی بات کر رہا تھا وہ اُس

کا بیس سال کا کل اٹنا تھی۔ اور اپنی محبت کسی تیسرے کے لیے چھوڑتے ہوئے دکھ ہوتا ہے۔۔۔! یقیناً ہوتا ہے۔

”آپ مبشرہ شاہ، آدم سلطان کو دے دیں“ اُس نے جیب سے رومال نکالا اور پاس کھڑی مبشرہ شاہ کی سمت

بڑھاتے انتہائی سرسری انداز میں کہا مبشرہ شاہ ساکت نظروں سے اُسے دیکھتی رہی۔

”ایسے رو کر میرا دل ویران مت یا کرو“

یحییٰ نے اُس کا ہاتھ کھینچ کر رومال اُس کے ہاتھ میں دیا اور مسکرا کر اُسے آنکھیں صاف کرنے کا اشارہ کیا۔۔۔! وہ

آنکھیں اُس کے چہرے سے ہٹاتی تو آنکھیں صاف کرتی۔

”تم میرے مقدر میں نہیں تھی، تمہیں میرے دل میں بھی نہیں ہونا چاہیے تھا“ وہ دھیمسا مسکرایا سر جھٹکا اور

پلٹ گیا بس اتنی سی بات تھی اور اُس نے اپنے ہاتھوں سے اپنا قیمتی اٹنا درمیان میں آئے تیسرے شخص کو دے

دیا۔۔۔ اور یہاں سے بے قرار دل کی داستان شروع ہوتی تھی۔ اب یحییٰ شاہ خالی تھا۔۔۔ خالی اور آدھا مرا ہوا۔

”یہ تم نے کیا کیا مبشرہ۔“

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”تم چپ کرو“ مجیب شاہ نے شائستہ بیگم کی بات کاٹی اور مبشرہ کو دیکھا وہ جو اُس جگہ کو اب تک تک رہی تھی۔
جہاں اُس کا دوست کھڑا تھا۔ اب وہ وہاں نہیں تھا اور مبشرہ کو لگا وہ جگہ اب اُسے ساری زندگی خالی ہی ملے گی۔!
یہ تکلیف دہ تھا۔

”آدم سلطان سے بات کرتے ہیں اگر وہ مان گیا تو۔۔۔! اسی ہفتے تمہارا نکاح کر دیں گے دوبارہ ہمیں اپنی شکل مت دکھانا“
مجبیب صاحب نے شکستہ لہجے میں کہا اور وہاں سے چلے گئے اُس نے ماں کو دیکھا وہ اُسے گھورتے ہوئے گئی تھیں۔۔
اُس نے ایک آدم سلطان کے لیے تمام رشتے داؤ پر لگا دیے۔۔ ایک آدم سلطان جو اُسے ریجیکٹ کر چکا تھا۔
ہر انسان دوسرے سے مختلف ہیں ضروری نہیں ہر کوئی محبت اور عزت نفس میں عزت نفس کو چُنے کوئی محبت کو
بھی چُن لیتا ہیں۔

Episode 13

ہم قسم سے اب "بلاک" کر دے گے اب ہمارے صبر کا امتحان نالے باقی رائیٹر کو دیکھا ہے ان کے ریڈرز
ہمارے جتنے ہیں پھر بھی لائک ماشاء اللہ اور آپ لوگ تنگ کر رہے بس ہم نے پوسٹ #ٹاپ۔ فین پر کر دینی ہے
بس ٹاپ فین ہی دیکھ پائے گے۔
”کراچی“

”تو اس سانولی حسینہ کا نام کیا ہے؟“ وہ یکدم اُس کے سامنے آیا تھا میرا ب نے بے اختیار ہی قدم روکے اور کوفت
سے دایاں ابرو اچکا کر اُسے دیکھا۔

لا بیری والے واقعے کے بعد وہ اب دو دن بعد اُس کے سامنے آیا تھا۔

”میں سامنے ہوں تو میرے خیالوں میں کیوں؟“ اے ب نے اس کے سامنے چٹکی بجاتے اُس کے تاثرات کو
جیسے پڑھا تھا۔

”میرے ساتھ فلرٹ کرنے کی کوشش مت کرنا“

میرا ب نے ہاتھ میں پکڑے کاغذات کو دیکھتے کہا اور۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

قدم آگے کو بڑھائے ساتھ ہی تاثرات کو قابو کیا اُسے اچھنبا ہوا تھا اُسے کیسے پتہ چلا وہ اُسے ہی سوچ رہی تھی؟ وہ اُس کے ساتھ چلنے لگا تھا اب۔

”اچھا۔۔۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔ باجی آپ کا نام کیا ہے؟“

وہ نہایت عزت سے بولا ہاتھ بھی سینے پر باندھ لیے اور سر بھی جھکا لیا میرا ب نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا اور پھر بامشکل لب بھینچ کر ہنسی ضبط کرتی اپنے نوٹس اپنے چہرے کے سامنے کیے۔۔۔۔

”میرا ب سلطان۔۔۔۔ سلطانہ“

اُس نے نوٹس کو چہرے کے سامنے سے ہٹاتے بند کرتے قدرے سنجیدگی سے کہا۔

”سلطانہ، سلطانہ۔۔۔۔ سانولی سلطانہ“

وہ زیر لب بڑبڑایا اور پھر ”سانولی سلطانہ“ ذرا بلند آواز میں کہا کہ میرا ب نے چونک کر اُسے دیکھا وہ بس مسکرایا تھا۔

”میرا نام بھی پوچھیں“ وہ اُس کے سامنے آتے بولا میرا ب کو لگا وہ اب چپ نہیں ہونے والا

”کیا نام ہے؟“ وہ جانتی تھی پھر بھی اُس کے کہنے پر احسان کرنے والے انداز میں پوچھا۔

”میرا نام اے جے ہے“ ہینڈ سم“ لوگ خود ہی کہہ دیتے ہیں“ اُس نے ایک کندھا آچکایا اور تھوڑا اتر کر کہا۔

”اندھے لوگ؟“ میرا ب نے دایاں ابرو پھر سے اٹھایا اُس کے لبوں پر ہلکی مسکان تھی دبی دبی سی۔

”ہینڈ سم لڑکوں کی انسلٹ نہیں کرتے گناہ ملتا ہے“ اُس نے خفگی سے دیکھتے کہا سلطانہ نے بازو سینے پر فولڈ کیے۔

”صرف ہینڈ سم لڑکوں کی ناں میں تو تمھاری کر رہی ہوں“

وہ چمکتی کالی آنکھیں لیے بولی ساتھ لبوں پر دبی دبی ہنسی اے جے نے دوپل اُسے دیکھا پھر سر جھکا کر نفی میں ہلانے

لگا۔

”ناقدروں کے ہاتھ لگ گیا ہوں“

وہ بڑبڑا کر کہتے پلٹا اور اُس کے آگے چلنے لگا اُس کی بڑبڑاہٹ پر میرا ب سلطان کی بے آواز ہنسی بے ساختہ تھی۔

وہ اُس کے پیچھے ہی چلنے لگی۔

”کیا پڑھتے ہو؟“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”چھوڑو۔! تم روکیوں رہی تھی؟“

اے جے قدم آگے بڑھتے کہا وہ بھی ساتھ چلنے لگی۔

”میں یہاں نہیں آنا چاہتی تھی زبردستی بھائی نے بھیجا اور پہلے میں بھی تمہاری طرح لاء پڑھنے والی تھی پھر بھائی کو دھمکی دیتے دیتے بائو کیمسٹری میں انٹری ہو گئی“

میراب نے افسوس سے گہرا سانس بھرا۔

”میرے بابا کا ہو ٹلنر کا بزنس ہے وہ مجھے لاء پڑھوانا چاہتے تھے اس لیے میں یہاں ہوں“

میراب نے دیکھا وہ خود افسردہ اور بے زار سا تھا اُس کا دھیان بے ساختہ اُس کی ابرو پر موجود کٹ پر گیا جو بالوں سے کچھ حد تک ڈھکا تھا۔۔۔

”تم لیفٹی ہو؟“ میراب نے اُس کے بائیں ہاتھ میں گھومتے پین کو دیکھتے کہا۔

”تم نجومی ہو؟ تمہیں کیسے پتہ؟“ وہ یکدم رکا اور حیرت سے میراب کی جناب پلٹتے بولا۔

”تمہارے بائیں ہاتھ میں ہمیشہ پین گھومتا ہے موٹلی دائیں ہاتھ سے لوگ ایسا کرتے ہیں“ میراب نے ہلکے سے کندھے اچکاتے کہا۔

”تم بہت ہوشیار ہو تم نے غلطی کی لاء چھوڑ کر“

اے جے نے سراہتی نظروں سے اُسے دیکھتے کہا تو میراب سلطان نے نفی میں سر ہلایا۔

”شاید نہیں لاء میرے لیے نہیں ہے یہ بہت ٹف ہے حالانکہ میں اچھی خاصی لائق ہوں ل۔۔۔“

”اچھا بس بس ہینڈ سم لڑکوں کے سامنے اپنی تعریف نہیں کرتے“ اے جے نے اُس کی بات کاٹی اور آگے کو بڑھ گیا میراب لب و لہجے حیرت سے اُس کی پشت کو دیکھتی رہ گئی پھر آنکھیں گھمائیں۔

”تم کتنے بد تہذیب ہو“ میراب اُس کے پیچھے جاتے منہ بنا کر بولی اے جے گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔

”قسم سے“ اُس نے شان بے نیازی سے کندھے اچکائے پھر دو سے چار قدم تیزی سے آگے بڑھا وہ ایک لڑکی

کے پاس رکا تھا میراب اپنی جگہ پر رک گئی اُس نے دو منٹ ہنس ہنس کر کچھ باتیں کیں اور پھر موبائل کھولا اور اب وہ لڑکی کو ہاتھ کے اشارے سے بائیں بول رہا تھا۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”وہاں کیوں کھڑی ہو آ جاؤ کنٹین چلتے ہیں“ اُس کی آواز پر وہ چونکی تھی پھر اُس کی جانب بڑھی ساتھ گردن موڑ کر دور جاتی لڑکی کو بھی دیکھا۔۔۔

”کیا سوچ رہی ہو؟“

وہ کنٹین کی جناب قدم بڑھانے لگے تھے جب اُس نے اُس کے سامنے پھر سے چٹکی بجاتے کہا۔
”یہ لڑکی میری کلاس کی ہے تم جانتے ہو اسے؟“

میراب نے سر اٹھا کر اُسے دیکھتے قدرے حیرت سے پوچھا۔

”پر سنلی جانے والا ہوں“

وہ کنٹین میں داخل ہوتے بولے وہ کرسی گھسیٹ کر ایک ٹیبل پر بیٹھا میراب نوٹس ٹیبل پر رکھتے اُس کے سامنے بیٹھی۔

”اس کا کیا مطلب ہے؟“ وہ بھنویں سکیرتے بولی اے جے موبائل سے سر اٹھا کر اُسے دیکھا۔

”بچوں کو بتانے والی باتیں نہیں ہیں“

اُس نے ادھر ادھر دیکھتے مدھم آواز میں کہا ٹیبل پر موبائل رکھا اور یہ جاوہ جامیراب حیرت سے اُس کی پشت کو تکتی رہ گئی۔

وہ واپس آیا اور کھانے کا سامان میز پر رکھا میراب نے نوٹس میں رکھے فولڈ کیے چند نوٹ نکال کر اُس کی جانب بڑھائے۔

”رہنے دو فار میلٹی مت کرو“ اُس نے موبائل کو جیب میں اڑستے نفی کی۔

”دس ازناٹ فار میلٹی مسٹر آہل جنید میرا کھانا ہے بل میں خود دوں گی ہاں البتہ اگر آپ مجھے اس میں سے کھانا نہیں دیں گے تو میں اپنے لیے لے آتی ہوں“ وہ تھوڑا سخت ہوئی تھی اے جے اُسے دیکھتا رہ گیا۔

سلطانہ کو لے کر اے جے پر بہت سے انکشاف ہو رہے تھے وہ پہلی لڑکی تھی جو اُسے اپنے کھانے کا بل دے رہی تھی ورنہ تو ہر بار جب بھی وہ کسی لڑکی کے ساتھ ہوتا تھا وہی بل دیتا تھا۔

”واہ“ اُس نے گہرا سانس کھینچتے تالیاں ماریں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”سانولی سلطانہ واہ۔۔!“ وہ تالیاں بجاتے متاثر کن نظروں سے اُسے دیکھتے بولا پھر اُس سے پیسے پکڑ لیے میراب اُس کی اداکاری پر مسکرائی تھی بس۔

”آدم سلطان کیسا ہے ویسے؟“ اے جے نے کرسی سے ٹیک لگاتے کہا اور میراب سلطان جو بر گراٹھانے کو ہاتھ بڑھا رہی تھی یکدم چونکی۔

”میں نے تمہیں اپنے بھائی کا نام نہیں بتایا۔۔۔ مجھے یاد ہے میں نے نہیں بتایا“ میراب نے دھیرے سے سر اٹھا کر اے جے کو دیکھا وہ الجھتے لہجے میں بولی مدھم آواز میں بالکل۔

”کون ہو تم؟“ اُسے کرسی کے ساتھ اطمینان سے ٹیک لگائے بیٹھا دیکھ کر میراب کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا وہ حیرت سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ رہی تھی۔

”وہ کون تھا؟“

اُس کا دل سوچ کر نجانے کیوں گھبرا یا تھا وہ یکدم ہاتھ میز پر جماتے آگے کو جھکا اور مسکرایا میراب نے دیکھا وہ مسکراہٹ ترچھی اور خطرناک تھی۔

”سانولی سلطانہ“ اُس نے بہت مدھم انداز میں اُس کا نام پکارا تھا اور مسکراہٹ گہری اختیار کی میراب نے لبوں پر زبان پھیری۔

”کون ہو تم؟“ اُس نے نامحسوس انداز میں نوٹس پکڑتے اُن کا رول بنایا وہ یقیناً اے جے کو مارنے والی تھی۔



کمرے کے دروازے پر دستک ہو رہی تھی اُس نے بے زاری سے آنکھوں سے بازو اٹھایا اور گردن موڑ کر بند دروازے کو دیکھا۔

”کون ہے؟“ اُس نے بیڈ پر لیٹے لیٹے ہی پوچھا۔

”چھوٹے صاحب میں ہوں وہ۔۔!“

”جائیں یہاں سے مجھے کچھ نہیں چاہیے“ اُس نے ملازمہ کی بات پوری نہیں ہونے دی اُس نے قدرے نرم لہجے میں کہا اور واپس آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابھی تقریباً دو منٹ ہی گزرے تھے کہ دروازے پر پھر سے دستک ہونے لگی اُس نے اس بار قدرے غصے سے آنکھوں سے بازو ہٹایا اور بیڈ سے اٹھ کر بیٹھا۔

”کہاناں کچھ نہیں چاہیے“ وہ بلند آواز میں تھوڑا سختی سے بولا۔

”چھوٹے صاحب مبشرہ بی بی ن۔۔۔!“

”مبشرہ نے کیا؟“ ملازمہ کی بات اس مرتبہ بھی پوری نہیں ہوئی تھی ہاں فرق صرف اتنا تھا کہ اس مرتبہ اُس نے دروازہ کھول دیا تھا وہ ملازمہ کو دیکھتے بے چینی سے پوچھ رہا تھا۔

”وہ مبشرہ بی بی نے یہ بھیجا ہے“ ملازمہ نے ہاتھ میں پکڑا سفید کاغذ آگے بڑھایا۔

”شکریہ۔۔۔! آپ ادھر رکھیں“ اُس نے نرمی سے جواب دیتے سفید کاغذ پکڑ لیا بات مبشرہ شاہ کی ہو اور یحییٰ شاہ ٹال دے ایسا تو بیس سالوں میں کبھی نہیں ہوا۔

وہ سفید کاغذ کو کھولتے سٹڈی ٹیبل کی جانب جا رہا تھا پھر کرسی گھسیٹ کر بیٹھا اور میز پر کاغذ کو رکھا۔

”وائے بی آپ ناراض ہیں مجھ سے آئی نو میں بالکل اچھی دوست نہیں ہوں آپ کی۔۔۔! لیکن میری غلطی نہیں

ہے وائے بی میں آدم سلطان کو نہیں سوچتی تو مجھے سب خالی لگتا ہے۔۔۔ میں آپ کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتی لیکن

یہ میرے اختیار میں نہیں ہے مجھے نہیں پتہ آپ کو کیا ہو گیا اچانک ہم تو اچھے پکے دوست تھے ناں؟ میں آدم

سلطان سے بات کرنے اُن کے ہاسپیٹل جا رہی ہو ہم اپنے راز ہمیشہ سنیں کرتے ہیں ناں آپ آج بھی میرے

دوست ہیں اس لیے میرا راز آپ کا ہے۔۔۔“

اُس نے میز پر رکھے سفید کاغذ پر گھسیٹے جملوں کو کئی بار پڑھا اُس نے آنکھیں میچیں اور پھر لب بھی بھینچ لیے۔

”تم اپنے ایسے راز مجھے مت بتایا کرو مبشرہ جس میں کسی تیسرے کا ذکر ہو“ اُس نے فقط سوچا تھا وہ لکھ نہیں پایا اُس

نے گہرا سانس کھینچا پھر سے کھینچا۔ یکدم ہی ہوا کی کمی محسوس ہونے لگی تھی۔

اُس نے کاغذ پر لکھے آدم سلطان کے نام کے بعد اُس کے ساتھ جڑے جملوں کو پھر سے پڑھا۔۔۔ اور یہ کیا؟ اُس

کا تو دل بے قرار ہو کر مچلنے لگا تھا۔

”مبشرہ شاہ“ اُس سانس خارج کرتے اُسے پکارا کاغذ نہایت نرمی سے فولڈ کیا اور سٹڈی ٹیبل کی ڈرائنگ لاک

کرتے اُس میں باقی کاغذوں کے ساتھ رکھ دیا پھر ڈرائنگ لاک کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”مبشرہ شاہ“ وہ دھیمے سے اُس کا نام لے رہا تھا اُس نے جیپ کی چابی اٹھائی اور کمرے سے نکل گیا۔
”یہی شاہ چاہے اُس سے دستبردار ہو جائے لیکن وہ مبشرہ شاہ کے معاملے میں لاپرواہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ کبھی نہیں ہو سکتا۔

==

”مجھے ڈاکٹر آدم سلطان سے ملنا ہے“ اُس نے ریسپشن پر موجود لڑکے کو دیکھتے کہا۔
”اپائنٹمنٹ ہے آپ کی؟“ اُس لڑکے نے سوال پوچھا مبشرہ نے اُس کے چہرے کو دیکھتے انگلیاں مروڑیں
”نہیں لیکن میں انہیں جانتی ہوں“ اُس نے پلکیں کئی بار چھپکتے کہا اور تھوک نگلتے ادھر ادھر دیکھا کہ شاید کہیں سے وہ اُسے نظر آجائے۔۔

”سوری میم“ اُس لڑکے نے دو لفظی جواب دیا اور واپس اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔
”میم آپ پلیر یہاں سے ہٹ جائیں“ ریسپشن پر کھڑے لڑکے نے مصروف انداز میں کہا مبشرہ نے سر ہلایا اور
سائیڈ پر ہٹ گئی۔۔۔

وہ ایک بار آدم سلطان سے ملنے آئی تھی اُس سے بات کرنے کے لیے وہ اُس سے بس ملنا چاہتی تھی وہ اپنی قسمت
آزما نا چاہتی تھی۔۔۔۔۔! وہ چاہتی تھی جسے وہ چاہتی ہے وہ اُسے مل جائے۔۔! اور اُسے جو چاہتا ہے اُس کا کیا؟
وہ اور یہی دونوں ایک راستے کے مسافر تھے۔۔ دل کے ہاتھوں مجبور۔۔۔
”مبشرہ شاہ؟“ ایک نسوانی آواز پر وہ خیالوں سے باہر نکلی تھی اُس نے چونک کر سر اٹھا کر سامنے کھڑی نرس کو
دیکھا۔

”جی“ اُس نے ہلکا سا ہاتھ کھڑا کیا کھوئے ہوئے انداز میں ہی۔
”میرے ساتھ آئیں پلیر“ نرس رخسانہ نے اُس لڑکی کو سر تا پیر دیکھتے کہا مبشرہ نے حیرت سے اُسے دیکھا اس
سے پہلے وہ کچھ پوچھتی نرس رخسانہ آگے بڑھ گئی۔

”آپ؟“ مبشرہ نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے بس سوالیہ انداز میں پوچھا۔
”ڈاکٹر آدم سلطان سے ملنا چاہتی ہیں ناں آپ“ نرس رخسانہ آگے چلتے عام سے لہجے میں بولی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”آپ کو کیسے۔۔؟ کیا آدم کو پتہ ہے م۔۔“ مبشرہ مدھم آواز میں بڑبڑانے کے انداز میں بولی اور بات ادھوری چھوڑی اُسے حیرت ہوئی آدم کو کیسے پتہ وہ آئی ہے۔

”ڈونٹ وری ڈاکٹر آدم لڑکیوں کی اتنی خبر نہیں رکھتے۔ انہیں کسی نے کال کی تھی“ نرس رخسانہ نے ہلکا سا ہنستے کہا وہ تب وہیں تھی جب آدم کو کال آئی تھی۔

”کال۔۔؟ لیکن“ وہ متعجب ہوئی پھر چونکی اُس نے بے اختیار سراٹھایا ”یچی شاہ“ اُس کے لب پھڑپھڑائے تھے ایک وہی تھا جو اُس کے راز سے واقف تھا مبشرہ شاہ کو یکدم گلٹ نے آن گھیرا ”وہ اُس کے لیے اتنا اچھا کیوں بن جاتا ہے؟“ وہ سوچ کر رہ گئی فقط۔

بے شک وہ دونوں ایک راستے پر تھے لیکن اُس میں اور یچی میں بہت فرق تھا بہت ہی زیادہ فرق نرس رخسانہ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر جھانکا پھر باہر سر نکال کر پیچھے کھڑے مبشرہ کو دیکھا۔

”جاؤ تم“ اُس نے اُس لڑکی کو ایک بار پھر سے دیکھا وہ چھوٹی موٹی سی لڑکی تھی مبشرہ اُس کے سائیڈ سے ہوتی اندر چلی گئی۔۔۔

”آدم“ اُس نے اندر داخل ہوتے ہی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانے شروع کیے وہ کرسی کے سامنے کھڑے ہوتے بولی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھ رہیں تھیں۔

”بیٹھے“ اُس نے سر نہیں اٹھایا ویسے ہی فائل کو دیکھتے کہا۔

مبشرہ نے کرسی گھسیٹی اور اُس کے سامنے بیٹھ گئی۔

”اس کل کائنات میں سب سے زیادہ خطرناک شے آپ کا دل ہے“

”آپ کچھ کہیں گی محترمہ؟“ اُس نے فائل بند کی اور سراٹھا کر مبشرہ کو دیکھتے سوال لیا۔

”م۔ میرے نوٹس اُس رات و۔۔“

”آپ مدعے پر آئیں“ آدم نے گلاس درست کرتے کہا وہ زیرک آنکھوں کا مالک تھا یوں دیکھتا تھا کہ ابھی بندے کے اگلے پچھلے سارے راز پا جائے گا۔

مبشرہ نے چونک کر سراٹھا کر اُسے دیکھا پھر اُس کی آنکھوں پر لگی گلاس کو ”وہ گلاس میں ہینڈ سم لگتا ہے“

”مجھے ضروری بات کرنی ہے“ اُس نے گود میں رکھے ہاتھ کو آپس میں مسلتے کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”جی سن رہا ہوں“ آدم نے شیشے کی میز پر دونوں ہاتھ ملا کر رکھتے کہا۔
”وہ۔۔“ اُس نے لبوں پر زبان پھیری لفظ گم ہونے لگے تھے ”میں آپ کو پسند کرتی ہوں“ اُس نے بلا آخر کہہ ہی دیا اور سر جھکا دیا۔

”اِس پہ ہماری بات ہو چکی ہے محترمہ“ آدم نے اُس کے جھکے سر کو دیکھتے دوپل ٹھہر کر جواب دیا۔
”جانتی ہوں۔۔ لیکن کیا آپ دوبارہ نہیں سوچ سکتے؟“ اُس نے سر اٹھا کر آدم سلطان کی بھوری آنکھوں میں جھانکتے کہا۔

”میرے خیال میں یہ مناسب نہیں“ آدم سلطان نے میز پر پڑی فائل کو اپنے سامنے کرتے سنجیدگی سے کہا
مبشرہ شاہ کی آنکھوں میں نمی چمکی۔
”کیوں؟“ وہ لب بھینچ گئی۔

”کچھ سوالات کے جوابات نہیں ہوتے“ وہ فائل کے ورق کو پلٹتے بولا وہ اُس کی طرف دیکھنے سے گریز برت رہا تھا مبشرہ شاہ کی آنکھوں سے آنسو کی لکیر رخسار پر پھسل گئی۔

”آپ مجھ سے نکاح کریں گے تو آپ کو فائدہ ہے“ اُس نے جھٹ سے رخسار پر پھسلی اُس لکیر کو صاف کیا ”بے اختیار جذبات آپ کو ذلیل کرواتے ہیں“

”آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟“ آدم نے فائل کو بند کرتے استفسار کیا۔

”آپ مجھ سے نکاح کریں گے تو میرا بھابھی کو امی کچھ نہیں کہیں گی“ اُس نے مناسب لفظ تلاش کرنے چاہے لیکن اُسے بس یہی ملے تھے اُس نے دل کے لیے وہ بات کی جو وہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

”مبشرہ“ آدم سلطان نے شاکڈ لہجے میں اُسے پکارا وہ بایاں ابرو اٹھائے بس اُسے دیکھتا رہ گیا۔

”آپ خود کو اتنا رزا کیوں سمجھ رہی ہیں؟“ آدم نے اُس کی شرابی بڑی بڑی آنکھوں میں جھانکا اور افسوس سے کہا۔

”میں ایسا نہیں چاہتی دل اور میں مختلف سمت میں بھاگ رہے ہیں“ اُس نے سر جھکاتے کہا آدم اُس کے جھکے سر کو دیکھتا رہا۔۔۔۔

”اِس دنیا میں سب سے خطرناک چیز دل ہے اسے سنبھال کر رکھئے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ سمجھانے والے انداز میں بولا۔

”اگر جو نہ سنبھلے تو؟“ اُس نے بے ساختہ سراٹھا کر سوال کیا۔

آدم سلطان نے نظریں ادھر ادھر جمائیں کئی پل خاموشی چھائی رہی اُس نے بہت سوچا لیکن اس بات کا جواب نہیں ملا۔

”اگر دل نہ سنبھلے تو؟ تو کیا؟“

”اگر جو دل نہ سنبھلے تو مصور کے پاس واپس لے جاؤ۔۔۔ اُس کے پاس جس نے بنایا ہے اُس سے بہتر تدبیر کوئی نہیں بنا سکتا“

آدم نے کچھ پل ٹھہر کر کہا مبشرہ نم آنکھوں سے اُسے دیکھتی رہی وہ درست تھا لیکن ہر عقل یہ بات نہیں سمجھتی

”ایک بات پوچھوں آدم“ اُس نے لہجے پر قابو کیا۔

اور استفہامیہ نظروں سے اُس شخص کو دیکھا۔

”جی“ یک لفظی جواب۔

”اگر کبھی میں مشکل میں پڑ جاؤں تو کیا آپ مجھے اُس مشکل سے نکالیں گے“ اُس نے ہاتھوں کو مسلتے ایک بے تکا سوال پوچھنا جانے اُس نے ایسا کیوں پوچھا۔

وہ آدم سلطان کو دیکھ رہی تھی آدم نے ایک نظر اُسے دیکھا پھر اپنی کلائی میں بندھی ریسٹ وائچ پر نظر ڈالی پھر آنکھیں اٹھا کر دیکھا مبشرہ نے سر جھکا لیا تھا وہ اُس کے جھکے سر کو چند لمحے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔

”میں آپ کو مشکل سے نکال لوں گا محترمہ“ اُس نے کہا اور نظریں اُس کے جھکے سر سے پھیر لیں مبشرہ نے بے ساختہ سراٹھا کر اُسے دیکھا اور پھر مبشرہ شاہ بس اُسے تکتی گئی کئی لمحے تکتی گئی۔

”میرے پیشینٹ ویٹ کر رہے ہیں“ وہ اُس کی نظروں کے ارتکاز کو محسوس کرتے بغیر اُس کی طرف دیکھے بولا وہ اچھا تھا لیکن وہ اُس کے لیے نہیں تھا۔

”اُس کا دل باختیار ہوتا تو وہ کبھی دوسری بار آدم کے پاس نہ جاتی“

وہ بس سوچ سکی تھی اُس نے اثبات میں سر ہلایا اور کرسی سے اٹھ گئی آدم فون پر کسی کو کچھ کہہ رہا تھا مبشرہ نے اُس پر دھیان نہیں دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اب جانتی تھی آدم سلطان کی طرف سے انکار ہی آئے گا اُس نے آخری بازی ہار دی تھی آخری کوشش رائگاں گئی تھی وہ اُس کے کین سے نکل گئی۔۔۔۔۔ یہ دل کیوں نہیں سمجھتا آخر؟

”ہر خواہش پوری ہونے کے لیے نہیں ہوتی“

وہ بس چلتی جا رہی تھی گم صُم اُس نے اپنا دل کہیں پیچھے ہی چھوڑ دیا تھا ہاسپٹل کے ایک کین میں بیٹھے ایک شخص کے پاس۔۔۔

وہ سڑک پر نکل آئی تھی اُس نے نم نظریں اٹھائیں دھند کے پار کوئی کھڑا تھا اُس نے پلکیں جھپکیں۔

”وہ تو۔۔۔“ اُس کے گلے میں پھندا اٹکا ”وہ تو اُس کا وائے بی تھا“ اور مبشرہ شاہ سسک پڑی۔

دوسروں سے چھینی ہوئی چیز اپنے نصیب میں بھی نہیں آتی۔

”تم مجھے بتا کے آتی تو میں تمہیں لے آتا“

یہی شاہ پاس آتے بولا مبشرہ نے دیکھا اُس کی کالی آنکھیں گوشوں سے سرخ تھیں اُس کی اپنی آنکھیں نم ہونے لگیں۔

”اتنے اچھے مت بنیں وائے بی“ اُس نے نم سانس اندر کھینچتے کہا۔۔۔

”میں تمہارے لیے ہمیشہ اتنا ہی اچھا رہوں گا مبشرہ“ اُس نے مسکرا کر کہا اور اُس کا ہاتھ تھام لیا۔

وہ اب اُسے لیے روڈ کراس کر رہا تھا مبشرہ شاہ تو بس اُس کے ساتھ گھسیٹتی جا رہی تھی۔

دل نے آدم سلطان کو یہی شاہ پر کیوں چنا؟

یہ ایک سوال اُس کے ذہن میں ہتھورے کی طرح برسا۔

محبت اور عزت نفس میں سے محبت کا انتخاب کرنے والے لوگ ہی محبت کی بے اختیاری کو سمجھ سکتے ہیں عزت نفس کا انتخاب کرنے والے لوگوں کے یہ بس کی بات ہر گز نہیں۔

کبھی کبھی ہم ایک لا حاصل انسان کے لیے زندگی میں آئے سارے اچھے انسانوں کو جانے دیتے ہیں۔

ایک لا حاصل انسان جس کے بغیر دل یوں ہو جاتا ہے جیسے روح کے بغیر جسم۔

وہ کب جیپ میں بیٹھی کب گھر پہنچی اُسے علم نہیں وہ بس تکلیف میں تھی ایسی تکلیف جو اُس کے دل کو نوچ رہی تھی۔ وہ کسی کو تکلیف دینا نہیں چاہتی تھی بس ہم ہر کسی کی کہانی میں اچھے نہیں ہوتے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

Episode 14

”مجھے یونیورسٹی چھوڑ آئیں گے آپ؟“ وہ کندھے پر ڈالے بیگ کو چیک کرتے خود کو مصروف ظاہر کرتے بولی ”کیا کچھ ہوا ہے؟“ یحییٰ نے آئینے کے سامنے سے ہٹتے پلٹ کر اُسے دیکھتے تعجب سے سوال کیا۔

”کیا ہونا تھا؟ مجھے یونیورسٹی چھوڑ آئیں گے؟“ اُس نے بیگ کی زپ بند کرتے سر اٹھا کر یحییٰ کو دیکھتے مسکرا کر کہا ”آپ یونیورسٹی جائیں گی آج؟“ وہ اب بھی حیرت میں گھرا پوچھ رہا تھا۔

مبشرہ نے اُسے اوپر سے نیچے تک ایک نظر دیکھا وہ نیلا کرتا پہنے ہوئے تھا بال نفاست سے بنائے ہوئے کلائی پر گھڑی بندھی ہوئی تھی اُس کی کالی آنکھیں خشک تھیں لیکن جذبات سے عاری تھیں۔

مبشرہ نے اُس کی کالی خالی آنکھوں کو دیکھتے ہی نظریں چُرا لیں وہ دھیمہ مسکرائی گھر اسانس کھینچا اور پھر سے آنکھیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

”آپ اتنے تیار کیوں ہوئے ہیں؟ کہیں جارہے ہیں کیا؟“ اُس نے مسکرا کر سوال پوچھا یحییٰ شاہ اُس کی مسکراہٹ کو دیکھتا رہا پھر پھیکا سا مسکرایا۔۔۔

”وہ یحییٰ شاہ سے اپنی تین چیزیں نہیں چھپا سکتی راز، جذبات اور تاثرات“

”ہاں رشتے کے لیے“ اُس نے کف لنکس ٹھیک کرتے کہا۔

”کس کے؟“ وہ تھوک نگلتے بولی۔۔۔ وہ جانتی تھی لیکن پھر بھی۔۔۔ یحییٰ نے اُسے دیکھا کئی پل دیکھا پھر اُس کی جانب سے رخ موڑتے الماری کی جانب بڑھا۔

”آپ کے اور آدم سلطان کے“ وہ الماری میں نجانے کیا تلاش کرتے بولا کپڑوں کو ادھر ادھر کرتے اُس کے ہاتھ کانپنے لگے تھے اُس نے نچلا لب دانتوں میں دبایا۔

وہ کپڑے ادھر سے ادھر کرتا رہا مبشرہ کچھ دیر کچھ نہیں بولی کمرے میں ایک ہولناک سی خاموشی چھائی رہی۔

”آپ ایسا مت کریں وائے بی۔۔۔! یہ تکلیف دہ ہے“ وہ ٹھہر ٹھہر کر بولی ساتھ آنکھیں میچ کر کھولیں ضبط اب مشکل ہو رہا تھا۔ وہ دبے قدموں سے اُس کی جانب بڑھ رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”محبوب کی دی گئی تکلیف میں بھی لذت ہے“ اُس نے الماری بند کرتے کہا خشک پڑے لبوں پر زبان پھیری۔۔۔ وہ اب اُس کے بالکل پیچھے کھڑی تھی اور وہ بغیر پلٹے جان گیا تھا کئی سالوں تک اُس کے ساتھ چلا تھا اُس کے اٹھتے گرتے قدموں کی آہٹ سے واقف تھا وہ شخص۔۔۔

”آپ اور میں بہت الگ ہیں مجھے یہ تکلیف جہنم لگتی ہے اور آپ کو لذت“ وہ تلخی سے ہنسی اُسے بے ساختہ آدم سلطان سے ریجکٹ ہونا یاد آیا اُس کی آنکھیں نمکین پانی سے بھرنے لگیں۔

”محبت میں محبوب کی ہر تکلیف لے لی جاتی ہے دی نہیں جاتی“

اُس نے نفی میں سر ہلاتے کہا وہ پلٹا تو وہ اُس سے دو قدموں کے فاصلے پر کھڑی تھی نم شرابی آنکھیں لیے۔۔۔

”تو ہم دوست نہیں ہیں اب؟“ اُس نے جانے کیوں پوچھا اُس کی آنکھ سے آنسو کی لکیر گال پر پھسل گئی بے ساختہ ہی۔

”آپ جیسے چاہے مجھے رکھ سکتی ہیں مبشرہ“ اُس نے جیب سے رومال نکالا اور جانب بڑھاتے ہلکی مسکان سے کہا اُس نے اُس کے بڑھے ہاتھ کو دیکھا جس میں رومال تھا وہ چہرے پر ہاتھ رکھتے بے اختیار روتی چلی گئی اور وہ شخص۔۔۔ وہ ضبط سے لب بھینچ گیا۔

”اب آپ میرے ساتھ ایسا کریں گی مبشرہ؟“ تکلیف دہ لہجہ تھا۔

”وہ میرے لیے کیوں نہیں ہے وائے بی؟ میں غلط لڑکی ہوں؟ میرا دم گھٹ رہا تھا تب جب اُس نے مجھے انکار کیا۔“

وہ سسکنے لگی تھی چہرے سے ہاتھ نہیں ہٹائے یحییٰ شاہ نے سر جھکا دیا وہ اُس کے سامنے کسی اور کے لیے سسک رہی تھی۔

وہ بھی اُس کے لیے نہیں تھی وہ بھی چند آنسو بہانا چاہتا تھا۔۔۔

اُس نے بس لب بری طرح بھینچ لیے اور ہاتھ کی مٹھی بھی بھینچ لی ہاتھ پر اب بس پٹی تھی اُس نے بے ساختہ بائیں ہاتھ کو اٹھاتے دیکھا جہاں پٹی بندھی تھی۔۔۔

اُسے وہ رات یاد آئی جب وہ اُس کے لیے آدم سلطان سے لڑ رہی تھی جب وہ اُس کی طرف تھی۔۔۔

”وہ اُس کے ساتھ کے لیے ہمیشہ زخمی ہونے کو بھی تیار تھا“ وہ اپنی سوچ پر مسکرایا پھر سر جھٹکا اور ہاتھ سے نظریں ہٹا کر سامنے دیکھا۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”میں آدم سلطان سے بات کروں گا مبشرہ“

”آپ ک۔ کریں گے؟“ وہ روتے روتے بے ساختہ چہرے سے ہاتھ ہٹاتے ہچکیوں کے درمیان حیرت سے

گنگ چہرہ لیے بولی۔۔۔ اب وہ اپنی محبت کی محبت کے لیے اُس کی محبت سے بات کرے گا۔۔۔!

”ہاں اگر آپ آنسو صاف کر لیں تو“ اُس نے رومال اُس کی جانب بڑھاتے کہا وہ بس اُسے دیکھتی گئی ”میں ہمیشہ تمہارے لیے اتنا ہی اچھا ہوں گا مبشرہ“ اُس نے صرف کہا نہیں تھا وہ اچھا تھا۔۔۔ ہاں مبشرہ شاہ کے لیے یحییٰ شاہ ہمیشہ سے اچھا تھا۔

”آپ وہاں مت جائیں“ اُس نے آنسو صاف کرتے کہا لیکن آنکھیں پھر سے نم ہونے لگیں۔

”کیوں؟“

”آپ کو تکلیف ہو گی مجھے اچھا نہیں لگے گا“ اُس نے ایک پل کو سر جھکا یا پھر اٹھا کر کہا۔

”آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی مبشرہ“ اُس نے لب دباتے بے چینی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا اُس کے نفاست سے بنے بال کچھ حد تک بکھرے۔

”م۔ میں بس ن۔ نہیں چاہتی آپ کو تکلیف ہو“ وہ اٹک گئی اُس کا دماغ ماؤف ہونے لگا وہ اُسے کس حیثیت سے کہہ رہی تھی اور اُس شخص کا دل کس حیثیت سے لے رہا تھا دونوں بہت الگ باتیں تھیں۔

”مجھ سے نکاح کریں گی آپ؟“ اُس نے گردن جھکاتے اُس کی دھندلی آنکھوں میں جھانکتے ایک غیر متوقع سوال کیا۔

”وائے بی“ وہ آنکھیں اٹھاتے اُسے دیکھتی گئی اُس کے لب مدھم انداز میں پھر پھڑپھڑائے اُسے یحییٰ شاہ کا چہرہ دھندلا دیکھائی دیا۔

”بولے جواب دے کرے گی میری تکلیف کم کرے گی مجھ سے نکاح؟“ اُس نے سر کو جنبش دیتے اپنی بات پر زور دیتے پوچھا اب اُس کا چہرہ تن سا گیا تھا۔

”وائے بی آپ ای۔ ایسے ک۔ کیوں۔۔۔!“ اُس نے دھندلی آنکھیں لیے اُسے دیکھتے کچھ کہنا چاہا اُس کا لہجہ لڑکھڑانے لگا وہ اب اُسے ”آپ“ بلارہا تھا یہ عزت نہیں تھی یہ ایک خلاء تھی اُن کی دوستی میں۔۔۔

”میری تکلیف پر تکلیف مت منائیں میں آدم سلطان نہیں ہوں“ وہ سیدھا ہوتے بولا اُس کے لبوں پر تلخ سی مسکراہٹ بکھری۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”آپ پل۔ پلیز،“ اُس کا سانس اکھڑنے لگا تھا اُس نے سسکی بھرتے کچھ کہنے کی کوشش کی اور یحییٰ شاہ کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھنا چاہا۔۔۔

”آپ اب ایسے میرا ہاتھ تھام کر میرا صبر ختم نہیں کر سکتیں مبشرہ“ اُس نے کرنٹ کھا کر اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا اور ساتھ ہی بے ساختہ اُسے دیکھتے کہا بے حد بے بسی سے۔

”سوری،“ اُس نے پلکیں جھپکیں دو آنسو ٹوٹ کر رخسار پر گرے وہ اُسے دیکھتے لب بھینچ گیا اگلے ہی پل مبشرہ نے بے دردی سے اپنے رخسار رگڑا لے یحییٰ شاہ مزید سختی سے لب بھینچ گیا۔

”آپ جائیں جہاں جانا ہے آپ کو۔۔۔! میں خود بھائی کو بول کر کسی کے ساتھ چلی جاتی ہوں یونیورسٹی۔۔۔“ آپ جائیں لذت اٹھائیں،“ وہ غصے میں تھی اب اور غصے میں وہ منہ پھٹ ہوتی ہے وہ نم سانس اندر کھینچتے پلٹی اور اُس کے کمرے سے چلی گئی۔۔۔ وہ کئی پل اُس جگہ کو تکتا رہا جہاں وہ کھڑی تھی پھر بے ساختہ اپنے ہاتھ کو دیکھتا گیا جہاں اُس کی چند پوروں نے حرکت کی تھی وہ آنکھیں بھینچ گیا۔ اُس نے ایک زوردار مکا پیچھے الماری کو مارا۔۔۔

”آدم سلطان“ وہ اس نام پر پہلی بار غصے کے بجائے نفرت سے بڑبڑایا تھا۔



وہ آہستگی سے کمرے کا دروازہ ناک کرتے کمرے میں داخل ہوا تھا اُس نے صوفے پر براجمان اپنے باپ کو دیکھا وہ کمرے کے وسط میں ہاتھ پشت پر باندھے کھڑا ہوا تھا۔

”بابا سائیں آپ نے بلایا مجھے؟“ اُس نے سنجیدگی سے انہیں مخاطب کیا۔

”آج ہم مبشرہ کا رشتہ لے کر جا رہے ہیں“ وہ سراٹھا کر انہیں دیکھتے گہری سنجیدگی سے بولے۔

”مبشرہ کا رشتہ۔۔۔؟ لیکن یحییٰ ہی تو منگیترا ہے مبشرہ کا“ وہ چونکا اور نا سمجھی سے بولا۔

”وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے،“ اُن کے لہجے میں رنج کا عالم تھا۔۔۔۔۔ انسان دنیا کا ہر مشکل سر کر سکتا ہے لیکن اولاد کے آگے اُسے گٹھنے ٹیکنے ہی پڑتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں لوگ اولاد کڑا امتحان ہے۔

”کب؟ کسے؟“ وہ مزید متعجب ہوا۔

”آدم سلطان کو“ وہ صوفے سے کھڑے ہوئے شال کو کندھوں پر درست کرتے کہا۔

”آدم۔۔۔؟ او تو یہ اُس کی چال ہے“ یزدان کا دماغ الجھا پھر وہ دانت پیستے بڑبڑایا اُس کی بڑبڑاہٹ مجیب شاہ نے صاف سنی تھی۔۔۔۔

”اور تم ہمارے ساتھ چل رہے ہو بہو کو لینے بھی“ وہ بالکل اُس کے سامنے کھڑے تھے اب لہجے میں رعب تھا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”بابا سائیں میں وہاں قدم نہیں رکھنا چاہتا اور اس حوالے سے تو بالکل بھی نہیں،“ اُس نے باپ کی غصیلی نظروں میں دیکھتے بات کرتے کرتے نظریں جھکائیں۔

”آپ لوگ بھی مت جائیے مبشرہ کا دماغ خراب ہو چکا ہے۔“ اُس آدم سلطان پہ مجھے رتی برابر بھی یقین نہیں ہے،“ اُس نے سراٹھا کر قدرے غصے سے کہا اُس کی بھنویں اوپر اٹھتی تن گئیں۔

”اچھا۔۔۔! پھر منہ اٹھا کر کیوں آئے تھے میرے پاس میرا ب سے نکاح کی خواہش لے کر۔۔۔؟ تب تو تم مرے جا رہے تھے“ وہ برہم ہوئے۔

”بابا“ وہ منمنایا تھا۔

”کیا بابا؟ چپ چاپ ساتھ چلو میری بہو کو گھر لے کر آؤ“ اُن کا لہجہ پر سخت تھا یزدان نے لب بھینچے

”جب میں اُسے بیوی نہیں مانتا تو آپ کی بہو کیسے ہوئی؟“

”چلو میں اپنی بیٹی بنا لیتا ہوں پھر“

”بابا سائیں آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ کی بیٹی کیسے بن سکتی ہے وہ“ وہ اُن کی ایسی بات پر خفا ہوا تھا

”تم سے خلع دلوا کر بہت آسان ہے وکیل تو گھر کا ہے“ وہ آج کوئی بھی رعایت دینے کے موڈ میں نہ تھے

”گھر کی مرغی دال برابر والی بات ہے“ وہ لب بھینچے احتجاجاً بولا۔

”ہاں ہے تو؟“ انہوں نے ابرو اچکائے پوچھا۔

”میں اپنی بیوی کے لیے خلع کے پیپر بناؤں گا وکیل ہوں جو کر نہیں ہوں“ وہ تلملایا تھا مٹھی میں شال کو بھینچا

”حراکتیں تو تمہاری جو کروں کے پیٹ پر لات مارنے والی ہی ہیں“ وہ کوفت سے اُسے دیکھتے بولے۔

”بابا سائیں میں وہاں نہیں جاؤں گا“ اُس نے نظریں اُن کے چہرے سے پھیرتے کہا اُس کا دل مچلا تھا یقیناً وہ وہاں جانا چاہتا تھا۔۔۔

”اچھا۔۔۔؟“ انہوں نے استفہامیہ بھنویں اٹھائیں۔

”تو شریف گھروں کی منجری کروانے کا مقصد ہے صاحب زادے گا؟“ انہوں نے سینے پر بازو باندھتے پختہ لہجے میں کہا اُن کی بات سن کر یزدان نے جھٹکے سے رخ اُن کی جانب کیا۔

”بابا سائیں آپ۔۔۔! بندے کے کچھ ذاتی معاملات ہوتے ہیں“ وہ بیک وقت حیرت اور ہلکے غصے سے بولا ساتھ ہی دلاور کو یاد کیا تو چہرے پر غضب تاثرات ابھرے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہننے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”شریف گھروں کی لڑکیوں کو درخت پر چڑھ کر دور بین سے دیکھنا کہاں کی پراسیوہیسی ہے؟“

”اُس دلاور کی تو گردن مروڑ دوں گا میں“ وہ بے بسی سے دانت پیستے چیخا تو مجیب شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ بے ساختہ تھی انہوں نے بروقت مسکراہٹ چھپائی اور اُسے دیکھا۔

”تم وہ مت بنو یزدان جو تم نہیں ہو یہ خاندانی دشمنیاں پالنا، ہر کسی سے جھگڑتے رہنا یہ تم نہیں ہو بیٹے۔۔ پتہ ہے اب تم ہر کسی سے جھگڑو گے تو کوئی بھی کسی بھی طرح کی دشمنی نکال سکتا ہے ہر کوئی سامنے سے وار نہیں کرتا“ وہ اُس کے کندھے کو تھپتھپاتے اُسے سمجھا رہے تھے۔

”بابا لیکن کامران۔۔!“ وہ بولتے بولتے رک گیا اُس کے لہجے میں تکلیف تھی مجیب شاہ نے لبوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیا۔

”ماضی آپ کو کبھی آگے نہیں بڑھنے دیتا اور ہر سکے کے دو پہلو ہوتے ہیں یزدان تم دوسرے پہلو سے ناواقف ہو“ اُن کے لہجے میں افسوس تھا ساتھ انہوں نے سر د آہ بھری۔

”بس میں میرا اب کو دیکھتا ہوں تو مجھے بے ساختہ کامران یاد آتا ہے بابا سائیں۔۔۔ وہ میرا بھائی تھا“ اُس نے اُن کا ہاتھ کندھے سے ہٹاتے بے بسی سے کہا۔

”وہ میرا بیٹا تھا یزدان“

”لیکن بابا سائیں۔۔۔!“

”تم میرے ساتھ چل رہے ہو یزدان ورنہ کاغذات تیار کر لو“ انہوں نے اُس کی بات کاٹی اور دو ٹوک لہجہ اپنایا۔

”بابا سائیں آپ مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے میں نہیں آؤں گا“ اُس نے سپاٹ چہرے سمیت کہا۔

اور اب چندیل بعد وہ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے غصے سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا پیچھے بیٹھے یحییٰ نے اُس کے پھولے منہ کے بعد مجیب شاہ کے سکون دیتے چہرے کو دیکھا تو معاملہ سمجھ میں آتے وہ بس ایک پل کو دھیمہ مسکرایا۔



”پریشہ پلیر اُسے نیچے رکھو پریشہ“ اُس کے ہاتھ میں چاقو دیکھ کر میرا اب کا سانس سوکھ گیا تھا۔

”پ۔ پریشہ پ۔ پلیر د۔ دیکھو چوٹ لگ جائے گی“ میرا اب کی آنکھوں میں نمی ابھری وہ چاقو اپنی کلائی پر رکھے کھڑی تھی بکھرے بالوں میں عجیب سی نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”مجھے نہیں پتہ تھا پریشہ یہاں آجائے گی“ شیزہ نے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے ساتھ کھڑی میراب کے بعد ایک نظر سامنے کھڑی پریشہ کو دیکھتے کہا۔

”اس کے ہاتھ سے چاقو لینے کی کوشش کرو۔ پلینز“ اس کی بات نظر انداز کرتے میراب نے گھبراتے ہوئے کہا۔

”پریشہ یہ ادھر دو مجھے“ شیزہ نے احتیاط سے قدم آگے بڑھاتے کہا۔

”تم۔۔ تم۔۔ م۔ میری طرف م۔ مت آنا۔ نو“ اس کی آنکھیں خوف سے پھیلنے لگیں اس نے چاقو پر دباؤ دیا تو خون کی لکیر اس کی کلائی سے پھوٹ پڑی۔

”پریشہ“ میراب چیخی تھی وہ اس کی جانب تیزی سے بڑھی۔

”ن۔ نہیں۔ ن۔ نہیں۔“ چاقو پر دباؤ دیتے وہ مسلسل لڑکھڑاتے لہجے میں ”نہیں نہیں“ کی گردان کر رہی تھی

”پریشہ چھوڑ دو پلینز“ اس کی کلائی لہو لہان ہوتے دیکھ میراب کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ زمین پر گرنے لگے جبکہ شیزہ بھی بے ساختہ پریشان ہوئی تھی۔

”پریشہ“ اس کے وجود کو فرش پر ڈھلکتے دیکھ وہ دونوں بیک وقت چیخیں جب پیچھے کھڑے آدم سلطان کو دیکھتے ان کی سانس میں سانس آئی تھی۔

”بھائی۔ ن۔ نجانے پ۔ پتہ نہیں ک۔ کیسے“ میراب سلطان سے کچھ بولا نہیں گیا اس کا حلق رندھ گیا۔

”چپ کرو“ اس نے آنکھیں میچ کر کھولتے پریشہ کا وجود بازوؤں میں اٹھایا اور اسے لیے کچن سے نکل گیا وہ دونوں آدم کے پیچھے بھاگیں تھیں۔

”پریشہ، پریشہ“ پریشہ کے بے جان وجود کو بیڈ پر لٹاتے وہ جلدی سے کمرے میں رکھی فرسٹ ایڈ کٹ لایا تھا ساتھ وقفے وقفے سے اسے پکار بھی رہا تھا۔

”پریشہ آنکھیں کھولو پلینز“ میراب بیڈ پر بیٹھتی اس کے رخسار تھپتھپاتے بولی اس نے دانتوں تلے لب دباتے خود کو رو دینے سے باز رکھا۔

”کیا ہوا تھا؟“ اس کی کلائی پر پٹی کرتے آدم کا لہجہ بہت سرد تھا عقب میں کھڑی شیزہ سلطان نے بے ساختہ لبوں پر زبان پھیری۔

”فکر مت کرو میراب نس نہیں کٹی نہیں مری یہ“ آدم نے فکر سے پریشہ کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتی

میراب کو ایک نظر دیکھتے لا پرواہی سے کہا۔

”بھائی“ میراب بے ساختہ چیخی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہننے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”کیا ہوا تھا؟“ آدم نے اُس کی چیخ نظر انداز کی۔

”وہ آدم۔۔۔ یہ میری غل۔ غلطی ہے ہم بس بات کر رہے تھے اور نجانے کب پ۔ پریشے پیچھے آن کھڑی ہوئی اور وہ پینک ہو گئی“

شیزا سلطان نے خشک حلق کو تر کرتے مدھم لہجے میں آہستہ آہستہ کہا۔

آدم نے پریشے کا بازو آہستگی سے اُس کے پہلو میں رکھا وہ اٹھا اور پلٹ کر شیزا کو دیکھا شیزا نے بے اختیار ایک قدم پیچھے کو لیا۔۔۔۔۔ ڈر سے اُس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے۔۔۔۔۔

”کبھی کب آپ کی معمولی غلطی آپ کی جان لے سکتی ہیں“ وہ اُس کے قریب پہنچتے اُس کے برابر میں کھڑے ہوتے سامنے دیوار کو دیکھتے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا۔

”آدم۔ میں۔“

”احتیاط کریں“ اُس نے شیزا کی بات کاٹی اور جڑے بھیچے کہا گلے ہی لمحے وہ کمرے سے نکل گیا شیزا سلطان کا کب کا اٹکا سانس بحال ہوا۔۔

آدم سلطان سے اُسے کبھی کبھی خوف آتا ہے۔

”سوری میرا ب“ شیزا، میرا ب کے قریب پہنچتے دھیمے لہجے میں شرمندگی سے بولی۔

”کوئی بات نہیں“ پریشے کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اُس نے اداسی سے کہا۔

”میرا ب بی بی وہ۔۔!“ ملازمہ تیزی سے اندر آئی تھی اُن دونوں نے بیک وقت انہیں دیکھا۔

”کیا ہوا؟“ سوال شیزا کی طرف سے تھا۔

”وہ میرا ب بی بی کے شوہر آئے ہیں“ ملازمہ ہچکچا کر کہتی ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

”ہمم تم جاؤ“ میرا ب نے گردن ہلائی اور اٹھ کھڑی ہوئی اُس کی آنکھیں چمکنے لگیں تھیں۔۔۔ وہ میرا ب تھی اور وہ نہیں جھکی۔

وہ دونوں آگے پیچھے کمرے سے نکلیں تھیں ہال میں رکھے صوفوں پر شاہ حویلی کے تین نفوس بیٹھے تھے یحییٰ شاہ، مجیب شاہ اور یزدان علی شاہ۔۔۔ وہ اُس پر آکر تھم گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ کالے کرتے میں ملبوس تھا اکھڑا اکھڑا سا لگ رہا تھا اُس کے دونوں کندھوں پر گرے رنگ کی شال تھی۔۔۔ وہ اچھا لگ رہا تھا۔۔۔ میرا ب اُسے دیکھتی گئی یزدان علی شاہ نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔۔ بھوری، کالی آنکھوں کا ارتکاز۔

کالی آنکھیں بے باک تھیں۔۔۔ بے باک اور چمکتی ہوئیں۔۔۔ اُسے نظریں ہٹاتے نہ دیکھ کر یزدان نے ہی نظریں پھیریں تھیں۔

”بے حیا کہیں کی“ وہ بڑبڑایا تھا میرا ب اُس کے ہلتے لبوں پر کو دیکھ کر جان گئی تھی وہ کیا بولا ہو گا تبھی وہ سر جھکائے مسکرائی۔۔۔ پھر سر جھٹک کر قدم آگے کو بڑھائے۔

”السلام علیکم“ اُس نے مجیب شاہ کے سامنے جھکتے کہا انہوں نے پیار سے اُس کے ساتھ پر ہاتھ پھیرتے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔۔۔

”السلام علیکم بھابھی“، یحییٰ ہلکا سا مسکراتے بولا میرا ب نے اثبات میں سر ہلایا پھر اکھڑے اکھڑے سے انداز میں بیٹھے سر کار سائیں کو دیکھا۔۔

”السلام علیکم“ وہ مسکرائی اُس کی کالی آنکھیں چمکیں۔

اُس کی آواز پر جہاں یزدان نے کھا جانے والی نظروں سے اُسے دیکھا تھا وہی آدم سلطان نے سر جھکا لیا تھا یقیناً وہ مسکرایا ہو گا۔

”وعلیکم السلام“ وہ روٹھی دلہن کی طرح بولا وہ آدم کے ساتھ ٹک گئی وہاں رزاق سلطان کے ساتھ شاکرہ بیگم بھی بیٹھیں تھیں ملازمہ نے چائے اور دیگر لوازمات لا کر سامنے رکھی تھی۔۔۔ شیزا سلطان ماں کے ساتھ ٹک گئی

”جو بھی ہو اُس کے لیے معذرت خواہ ہیں۔۔۔ ہم یہاں دو باتوں کے لیے حاضر ہوئے ہیں“ بات کا آغاز مجیب شاہ نے ہی کیا اُن کی بات کر جہاں یزدان نے پہلو بدلا وہی یحییٰ شاہ کا دل مدھم رفتار میں دھڑکنے لگا۔

”واقعی غلط تو بہت ہوا ہے“ جواب شاکرہ بیگم کی طرف سے تھا مجیب شاہ شرمندہ نظر آنے لگے۔

”کوئی بات نہیں بابا“ میرا ب سلطان نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ اُن کی شرمندگی کم کرنی چاہی۔

یزدان نے ایک ترچھی نظر اُس پر ڈالی اُس کے لب بھی ہلکے سے مسکرائے تھے نجانے کیوں لیکن اپنے بابا کے لیے سلطانہ کا بولنا اُسے اچھا لگا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”میں سیدھا مدعے پر آنا چاہوں گا بے شک یہ بات تھوڑی نامناسب سی لگتی ہے لیکن میں یہاں اپنی بیٹی کے رشتے کے لیے آیا ہوں“

وہ تھوڑے سا آگے جھکتے ہوئے۔

یحییٰ شاہ نے پہلو بدلا وہ کتنے سکون سے کہہ رہا تھا محبوب کی طرف سے ملی تکلیف میں لذت ہے لیکن اب اُس کے خیالات شاید یکسر مختلف ہوں۔۔۔ اُس نے سختی سے دونوں ہاتھ آپس میں بھینچ لیے۔۔

”کیا مطلب؟“ وہاں سب سمجھ چکے تھے سب سے بڑھ کر آدم سلطان لیکن نا سمجھی بہتر تھی۔۔ رزاق سلطان نے مجیب شاہ کو دیکھتے سوال پوچھا۔

”بات سیدھی اور صاف ہے اپنی بیٹی کا نکاح آدم سلطان سے چاہتا ہوں“ انہوں نے بات کرتے ہوئے ایک بار پاس بیٹھے یحییٰ کو دیکھا وہ سر جھکا گیا تھا اب سر اٹھانا اُس کے لیے بہت مشکل تھا۔۔

”میں جانتا ہوں یہ اس وقت کے حالات کے چلتے تھوڑا نامناسب ہے لیکن اس میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے“ انہوں نے یحییٰ سے نظریں ہٹاتے آدم کو دیکھا جس نے دوپل یحییٰ شاہ کو دیکھا اُس کی بھوری آنکھیں اب بھی خاموش تھیں۔

”لیکن جہاں تک میرے علم میں یحییٰ شاہ آپ کی بیٹی کا منگیتر ہے“ اُس نے انگھوٹھوں کو باہم ملا یا وہ اب اُن سے کھیل کھیل رہا تھا یحییٰ شاہ نے بے ساختہ سر اٹھا کر آدم سلطان کو دیکھا۔

”تم صحیح ہو لیکن وہ بچپن کی بات تھی“ مجیب شاہ کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا بولے اولاد واقعی امتحان ہے۔

وہاں کچھ پل خاموشی چھائی رہی شیزا سلطان کی نظریں آدم سلطان پر پورا وقت جمیں تھیں اُس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگیں اُس نے دانت دانتوں پر جمائے۔۔۔

”مبشرہ“ اُس نے دانت پیستے مبشرہ کا نام بڑبڑایا تھا پھر سر جھکا کر ہاتھوں کو دیکھا اُسے دیر ہو گئی تھی۔۔

وہاں موجود دو لوگوں کی سماعتیں ایک شخص کے فیصلے کی محتاج تھیں۔۔۔ یحییٰ شاہ کا جھکا سر اور شیزا سلطان کی دھندلی ہوتی آنکھیں دونوں ایک شخص کے فاصلے پر منحصر تھیں۔۔

”کسی کو اتنا حق نہیں دینا چاہیے کہ آپ اپنی مسکراہٹ، جذبات، دل، آنسو اور سکون کے لیے اُس کے محتاج ہو جائیں“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”میں آپ کی عزت کرتا ہوں انکل لیکن میں معذرت خواہ ہوں“ اُس نے رزاق صاحب کو دیکھا پھر باری باری سب کے بعد یحییٰ شاہ کو۔۔۔ وہ مسکرایا اور پھر مجیب شاہ کی طرف نظریں پھیرتے کہا۔ وہ اب انگھوٹھوں سے کھیل کھیلنا بند کوچکا تھا اُس نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی تھی۔۔۔ شیز اسلطان نے بے ساختہ سراٹھا کر آدم سلطان کو دیکھا اُس کے لب خود بخود سکون سے مسکرانے لگے وہ آدم سلطان کی محتاج تھی۔

جبکہ یحییٰ شاہ نے سر نہیں اٹھایا وہ اٹھا ہی نہیں پایا تھا اُسے وہ آدم سلطان سے ہوئی ملاقات یاد آئی۔۔۔ اور آج خود وہ اُس لڑکی کا رشتہ لے کر اُس کے در پر آیا تھا۔۔۔ وہ کیسے سراٹھا لیتا؟ ”ٹھیک۔۔۔“ مجیب شاہ بس اتنا بولے اس سے زیادہ وہ نہیں بول سکتے تھے ”اور دوسرا ہم اپنی بہو کو لینے آئے ہیں“ انہوں نے ماحول میں چھائی کثافت کو کم کرنے کو دوسری بات کی۔

”یہ میرا بکا ذاتی مسئلہ ہے آپ اُس سے بات کریں مجھے ایک ایمر جنسی ہے ایکسیوز پلینز“ اُس نے کلانی پر بندھی ریسٹ وایچ کو دیکھتے کہا اور اٹھ گیا سلطان ہاؤس کے ہر مکین کے چہرے پر اطمینان تھا۔۔۔ وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا شیز اسلطان اُس کی پشت کو تکتی گئی۔۔۔ ”آدم سلطان“ اُس کے لب پھر سے آسودہ مسکان میں ڈھل گے۔۔۔

جبکہ یحییٰ شاہ مجیب شاہ کو دیکھتے معذرت کرتے فوراً اُس کے پیچھے باہر نکلا تھا۔۔۔

”آدم“ اُس نے اُس کی پشت کو دیکھتے اُسے پکارا آدم جیپ کے قریب کھڑا تھا وہ سوار ہونے والا تھا بس۔

”تم۔۔۔!“ یحییٰ شاہ اُس کی پشت کو دیکھتے ہی بات کہنی چاہی وہ ڈھیٹ پلٹا ہی نہ تھا یہ بھی صحیح تھا وہ اب اپنے جذبات کو درمیان میں لائے بغیر اپنی دوست کے لیے بات کر سکتا تھا۔۔۔

”میرا وقت انتہائی قیمتی ہے“ وہ ریسٹ وایچ دیکھتے بولا۔۔۔ پلٹا اب بھی نہیں۔

”جیسے تم“ یحییٰ کے منہ سے بے اختیار نکلا وہ خود قدم آگے بڑھانے لگا اُس کی جانب۔

”مبشرہ تمہیں چاہتی ہے“ اُس نے اُس کی پشت پر کھڑے ہوتے کہا بس چار قدموں کا فاصلہ تھا آواز دھیمی تھی اور کالی آنکھیں خالی ہونے لگیں۔۔۔

”عجیب ہے ایک بار تم مجھے یہاں دھمکانے آئے تھے اور آج اُسی کزن کے لیے رشتہ لے کر آئے ہو“ آدم سلطان پلٹا تھا جیبوں میں ہاتھ اڑستے وہ مسکرایا بھی تھا یحییٰ لب بھینچ گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”بہت عجیب مگر سچ“، یحییٰ نے تھوک نگلا اور اُس کی مسکراہٹ پر ضبط کیا۔

”سچ تو کڑوا ہوتا ہے۔۔۔!“ اُس کی آنکھوں میں جھانکتے وہ سکون سے بولا پھر ٹھہرا۔۔۔ ”خیر مجھے تمہاری کزن میں دلچسپی نہیں ہے میں نے اُس وقت کہا تھا تمہیں یقین کرنا چاہیے تھا چھوٹے میاں“ اُس نے اطمینان سے بات مکمل کی۔

”وہ چاہتی ہے تمہیں“، یحییٰ شاہ نے مٹھیاں بھینچتے کہا اُس نے نظریں بھی چڑالیں تھی۔۔۔

”ہر کوئی کچھ نا کچھ چاہتا ہے پر چاہنے سے مل تھوڑی جاتا ہیں“ اُس نے کندھے اچکائے۔

”تم اُس سے نکاح کر لو“، یحییٰ نے لب دانتوں تلے دبایا وہ اُس شخص کی شکل تک دیکھنے کا روادار نہ تھا۔
”وہی جملہ۔۔۔!“ وہ ہنسا۔

”مجھے دوسروں کی جھوٹی چیزیں پسند نہیں“ اُس نے گردن جھکا کر کہا استہزاء انداز میں۔

”آدم“ اُس نے یکدم مکا کسا تھا اور اُس کے چہرے پر دے مارا آدم سلطان کا چہرہ ایک طرف ڈھلکا۔۔۔ یحییٰ شاہ کا چہرہ یکدم تن گیا تھا۔

”تم بے غیرت انسان ہو آدم سلطان“ وہ غصے کے چلتے پھولی سانسوں کے درمیان بولا۔

”بے غیرت؟۔۔۔ کیا تمہاری کزن کا فائدہ اٹھایا ہے میں نے۔۔۔ تمہیں پتہ ہے اُس نے مجھے کیا کہا تھا؟“ وہ چہرہ سیدھا کرتے لبوں کے کنارے انگلی رکھتے بولا۔

”آدم سلطان مجھ سے نکاح میں تمہارا فائدہ ہے“ اُس نے انگلی سامنے کی خون نہیں تھا اُس نے نخوت سے کہا اور اُس کی دونوں بھنویں اوپر کواٹھیں۔

”آدم“۔۔۔! یحییٰ نے جبرے بھینچے اُسے درشت نظروں سے دیکھا۔۔۔

”حوصلہ رکھو میں نے اُس کا فائدہ نہیں اٹھایا“ اُس نے یحییٰ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اُسے تھپتھپایا۔۔۔ وہ اُسے بے موت مار رہا تھا۔۔۔ وہ دوسروں کو بے موت مارنے والی گفتگو کیا کرتا تھا۔

”میں نے تمہیں فائدہ پہنچایا ہے تم تھوڑی دیر میں جانو گے۔۔۔!“ وہ اُس کی جانب دو قدم بڑھا اُس کی گوشوں سے سرخ کالی آنکھوں میں جھانکا۔

”اپنے مسیحا کو نقصان نہیں پہنچاتے۔۔۔ ورنہ خدا خیر کرے پھر“ وہ سرگوشی کے انداز میں بولا اور ترچھا مسکرایا اُس کی یہ ترچھی مسکراہٹ خائف کرتی تھی بہتر تھا کہ وہ مسکراتا نہیں تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”شاہ حویلی کو مجھ سے دور رکھو“ اُس نے اب کی بار قدم پیچھے کو لیتے کہا یحییٰ شاہ نے غصے سے اُسے گھورا۔ جبکہ وہ لاہرواہ ساپلٹا اور آگے کو بڑھ گیا پھر یکدم رکا۔

”ہاں۔۔! جھوٹی چیز کہا تھا لڑکی نہیں“ اُس نے بغیر پلٹے کہا اور انگشت شہادت نفی میں ہلائی وہ مسکرایا بھی تھا وہی خائف کرتی مسکراہٹ۔ اُس نے بس اُس دن کا بدلہ لیا تھا یحییٰ شاہ سے اُس دھمکی کا جو وہ اُس کے گھر اُسے دے کر گیا تھا۔۔۔

”بے غیرت آدم سلطان۔۔ بے غیرت؟“ وہ متعجب ہوا آنکھیں چھوٹی کرتے بڑبڑایا اور پھر ہنسا ”خدا خیر کرے پھر“ وہ جیب میں بیٹھا وہاں سے جیب نکال لے گیا یحییٰ نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے آنکھیں بھی کچھ پل کے لیے میچلی۔

Episode 15

”میرا بیٹا اپنے گھر چلے“ مجیب شاہ نے مسکرا کر اُسے دیکھتے کہا۔

”بابا سائیں آپ کی میں بہت عزت کرتی ہوں لیکن میرے خیال میں قصور جن کا ہو وہ صفائی دے تو زیادہ بہتر ہے“ وہ اعتماد سے بھرپور لہجے میں بولی لیکن نظریں مجیب شاہ سے نہیں ملائی یہ اُس کی تربیت تھی۔

”آپ سہی کہہ رہی ہے بیٹا“ وہ نامعلوم سا مسکرائے اور گردن موڑ کر یزدان علی شاہ کو دیکھا وہاں تمام افراد کی نظریں بس اُسی پر جم گئیں وہ جو پہلو بد لے انجان بنا بیٹھا تھا یکدم ہی اتنی نظریں خود پر محسوس کرتے ہڑبڑایا تھا۔

”یزدان تمہیں بہو سے کچھ نہیں کہنا“ اُسے بولتے نہ دیکھ مجیب شاہ نے ایک ٹھوکا اُس کے پہلوں میں مارا تو وہ بلبلا اٹھا تھا۔

”بابا سائیں“ اُس نے دبا دبا احتجاج کیا۔

”تم گھر چلو“ باپ کی گھورتی نظروں سے خائف ہوتے وہ سامنے خود کو تکتی میرا ب سلطان کو دیکھتے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں بولا۔

”تم۔۔؟“ اِس سے پہلے وہ کچھ کہتی مجیب شاہ نے اُسے گھورتے اُس کی غلطی گنوائی تھی۔

”آپ گھر چلے“ اُس نے باپ کے بعد لب دبا کر مسکراہٹ روکتی میرا ب سلطان کو دیکھتے دانت پیس کر کہا۔

”بابا سائیں میں ان سے دو منٹ بات کرنا چاہتی ہوں“ اُس یزدان کے بعد ایک اجازت طلب نظر اُن پر ڈالتے کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”ہاں۔۔ہاں۔۔ یزدان جاؤ بہو سے بات کرو اور لے بھی آنا گھر میں یحییٰ کے ساتھ جا رہا ہوں“ وہ صوفے سے اٹھتے ہوئے اُس کے بگڑتے تاثرات کو دیکھ انہوں نے اُسے ایک گھوری سے نوازا۔۔۔

”اچھا مجھے اجازت دے“ رزاق سلطان سے بغل گیر ہوتے وہ مسکرا کر شیزہ سلطان کے سر پر ہاتھ رکھتے وہاں سے نکل گئے جبکہ میراب بھی اٹھتی باہر کی جانب بڑھ گئی تھی یزدان ناچار آٹھ کر اُس کے پیچھے ہو لیا۔

”کہو کیا کہنا ہے“ وہ چھت پر آئی تھی اور وہ چھت پر قدم رکھتے ہی اکھڑ انداز میں بولا۔

”بابا سائیں کی وجہ سے آئے ہو؟“ اُسے پتہ تھا پھر بھی گہرا سانس کھینچتے پوچھ بیٹھی۔

”بالکل“ اُس نے یک لفظی جواب دیا میراب آگے بڑھتے چھت کی منڈیر پر ہاتھ رکھتے سامنے کچی گلیوں کو دیکھنے لگی۔

”ورنہ کبھی نہیں آتے ہیں نہ؟“ وہ سامنے بادلوں کی اوٹ میں ہوتے سورج کو دیکھ سوال کرنے لگی۔

وہ کچھ نہیں بولا وہ کہنا چاہتا تھا کہ ”میں تم سے غافل نہیں رہ سکتا“ لیکن انا برقرار رکھتے اُس نے نہیں کہا۔

”یزدان“ وہ یکدم پلٹی تھی اُس کی کالی آنکھیں چمکنے لگی یزدان انہی پر اٹک گیا۔

”میں تم سے خلع لوں تو؟“ اُس نے کہا اور پھر مسکرا نے لگی۔۔۔ یزدان علی شاہ کچھ بول نہیں پایا وہ بول ہی نہیں سکتا تھا۔

غصہ، ناراضگی، دکھ اپنی جگہ لیکن وہ اُسے چاہتا تھا میراب سلطان کے بغیر وہ خود کو خالی محسوس کرتا تھا وہ یہ بات نہیں جھٹھلا سکتا تھا۔۔۔

اُسے میراب سلطان کے بولے گئے ایک جملے سے شدت سے اس بات کا احساس ہونے لگا کہ اُس کے وجود کا کوئی حصہ رفتہ رفتہ کٹ رہا ہے۔۔۔

”خلع لوں تو؟“ اُس نے اپنی بات پھر سے دہرائی۔

”آپ ایسا کرے گی“ اُسے اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی معلوم ہوئی وہ بھوری آنکھیں اُس پر جماتے حیرت سے پوچھنے لگا۔

”ہاں۔۔۔! جہاں قدر نہ ہو وہاں رکنا ناقدریوں کو سرچڑھانے کے مترادف ہوتا ہے“

”میں نے آپ کی ناقدری نہیں کی“ وہ اُس کی کالی آنکھوں میں جھانک کر کہنے لگا پتہ نہیں وہ کسے بتا رہا تھا اُسے یا خود کو؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”واقعی؟“ وہ ہلکا سا ہنسی استہزاء نہیں طنزیہ بھی نہیں بس ویسے ہی عام سی ہنسی۔

”آپ کو پتہ ہے ایک طلاق یافتہ عورت کو معاشرہ کیسے دیکھتا ہے؟؟“ وہ ”آپ“ پر آگیا تھا لہجہ بھی قدرے بدل گیا تھا پانچ برس قبل والا طرزِ مخاطب تھا۔

”آپ کو تھوڑی دیکھے گا مجھے دیکھے گا میں خود لڑلوں گی“ اُس نے کندھے اچکاتے کہا۔

”معاشرہ طلاق یافتہ عورت کو جینے نہیں دیتا میرا ب سلطان“ وہ اب کی بار تھوڑا سخت لہجے میں بولا وہ بس باتوں کو گھما رہا تھا اور وہ جانتی تھی۔

”معاشرہ تو کسی کو نہیں جینے دیتا وہ ہمہ وقت تنقید کرتا ہی رہتا ہے تو؟“ اُس نے پھر سے کندھے اچکائے وہ عام سے لہجے میں گویا ہوئی۔

”آپ سمجھ نہیں رہی“ وہ چڑا تھا اب۔

”آپ سمجھا دے میرے پاس بہت وقت ہے“ وہ بے نیاز لہجے میں گویا ہوئی یزدان اُس ڈھیٹ کو دیکھتا رہ گیا وہ اب مسکرانے لگی تھی۔

”یہ مذاق ہے؟“ وہ آنکھیں چھوٹی کرتے پوچھنے لگا۔

”نہیں تو آپ کو لگ رہا ہے؟“ اُس نے ایک بار نفی میں سر ہلایا اور منڈیر کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

”میں جتنی نرمی برت رہا ہوں تم مجھے اتنا ہی غصہ دلا رہی ہو“ اُس کا لہجہ سخت ہونے لگا۔

”یہ نرمی ہے؟“ میرا ب نے دایاں ابرو اٹھاتے استہزاء انداز میں پوچھا۔ وہ پھر ”آپ“ سے ”تم“ پر آگیا تھا۔

”گھر چلو بابا کو اچھا لگے گا اور یقیناً تمہیں نہیں بتاتے لیکن تمہارے گھر والے بھی پریشان ہوتے ہیں“ وہ غصہ کم کرنے کو سر جھٹک کر بولا۔

”میرے گھر والے پریشان نہیں ہے“ وہ شاید ماننے کو تیار نہیں تھی تبھی کہا۔

”بیٹی شادی شدہ ہونے پر بھی گھر بیٹھی ہو تو ہر غیرت مند والدین پریشان ہوتے ہیں میرا ب“ وہ صاف گوئی سے

بولا میرا ب کچھ پل خاموش رہی وہ سچ کہہ رہا تھا شاکرہ بیگم بے شک اُس کی چچی تھی لیکن وہ کتنا پریشان ہوئی تھی

اُس کے یوں آجانے سے۔۔۔

”میں خود نہیں آئی تھی“ وہ بے ساختہ خفا ہوتے اُسے دیکھتے بولی۔

تمہیں سوچنا چاہیے تھا“ وہ تذبذب ہوا تھا وہ سیدھی طرح اُسے نہیں کہہ رہا تھا کہ وہ نہ آتی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”تمہارے طعنے برداشت کرتی؟“ وہ اب پہلے سے زیادہ خفا ہوئی۔

”شوہر ہوں تمہارا“ وہ نظریں پھیرتے بولا۔

”میں بھی بیوی ہوں تمہاری۔۔۔ عورت ہوں تو کچھ بھی کہو گے؟“ وہ استہزاء نہی۔

”تم نے کیا کیا ہے یاد ہے تمہیں؟“ وہ واپس اُس کے چہرے پر نظریں جمائے بولا اس بار لہجے میں ایک کاٹ تھی

”اچھے سے یاد ہے اور کوئی افسوس نہیں ہے اس پر“ اُس کا لہجہ بھی تیز اور مضبوط ہوا تھا۔

”مطلب میرے بھائی کے قتل پر تمہیں کوئی افسوس نہیں؟“ وہ منڈیر پر سختی سے ہاتھ رکھتے دے دے لہجے میں

غرایا۔

”صحیح سنا تم نے“ وہ چہرہ دوسری جانب موڑتے بولی یزدان نے سختی سے لب ایک دوسرے میں پیوست کیے۔

”ٹھیک ہے۔۔۔! میرا اب سلطان گڈ۔۔! تمہیں پتہ ہے میں تمہیں جیل بھی کروا سکتا ہوں؟“ منڈیر سے ہاتھ

اٹھاتے وہ طنز بھرے لہجے میں گویا ہوا۔

”تمہارا برتاؤ کسی بھی جیل سے اوپر ہے“ وہ دھیمی آواز میں بولی لیکن وہ سن چکا تھا پھر مٹھیاں بھیج گیا۔

”میں تم سے بحث نہیں چاہتا اگر یہ فارمیٹی ہی ہے تو گھر چلو“ وہ گہرا سانس بھرتے دو قدم پیچھے ہٹے بولا۔

”تمہاری خادمہ نہیں ہوں میں یزدان بیوی ہو تمہاری جب چاہا نکال دیا جب چاہا بلالیا۔۔! کیا ڈرامہ ہے یہ؟“

وہ سیدھی ہوتی اُس کی بھوری آنکھوں میں جھانکتی قدرے چیخ کر بولی۔

”میں تم سے بحث نہیں چاہتا میرا بس گھر چلو“ وہ لبوں پر زبان پھیرتے قدرے بے زاری سے بولا۔

”اگر تم اپنی غلطی پر پشیمان نہیں ہو تو میں گھر نہیں جاؤں گی۔۔۔“ وہ اُس کے لہجے کی بے زاری کو بھانپتے اٹل لہجے

میں بولی۔۔۔

”ساری زندگی یہی بیٹھی رہو گی؟“ وہ ابرو اچکا کر پوچھنے لگا لہجہ استہزاء تھا۔

”بات ایسی ہے تو ضرور“ وہ لفظوں پر دباؤ دیتے بولی۔

”کیا جواب دو گی تم سب کو شادی شدہ ہونے کے باوجود بھائی کے گھر بیٹھنے کا؟“ وہ اب بھی بھنویں اٹھائے بغیر

پیشمان ہوئے پوچھ رہا تھا۔

”یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے“ وہ دانتوں پر دانت جمائی اُس کے حلق میں کانٹے سے چھبنے لگے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”درست۔۔۔! یہ بات جان لو کہ میں تمہیں خلع لینے نہیں دوں گا تم سے جہاں تک جانا چاہتی ہو جاؤ اگر ایسا ہے تو پھر بیٹھی رہو اپنے گھر میرے نام پر“ وہ مٹھیاں بھینچتے بولا میرا اب اُسے دیکھتی رہی اور وہ میرا اب کو، کئی پل گزر گئے۔۔

اُن دونوں میں سے کوئی بھی جھکنے کو تیار نہیں تھا حالانکہ رشتے پر وان چڑھانے میں آپ کو بہت بار بہت سی جگہوں پر جھکنا پڑتا ہے۔۔

”خدا حافظ“ کالی، بھوری آنکھوں کا ارتکاڑ ٹوٹا اُس نے کہا پلٹا اور چلا گیا میرا اب سلطان کئی لمحے وہی کھڑی رہی وہ نجانے کب کا جاچکا تھا۔۔

پھر ٹپ ٹپ آنسو اُس کے رخساروں سے ہوتے زمین پر گرنے لگے وہ لب بھینچ گئی۔

”میرا اب۔۔ میرا اب تم یہاں کیوں کھڑی ہو یزدان کیوں چلا گیا؟“

شاکرہ بیگم کی آواز اُسے حواسوں میں لائی تھی اُس نے نظریں پھیر کر دیکھا وہ اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اُسے سوالیہ نظروں سے تک رہی تھی۔۔

”بتاؤ بھی میرا اب؟“ وہ اُس کے کندھے کو جھنجھوڑتے پوچھنے لگیں۔

”وہ چلا گیا ہے اُسے جانا ہی تھا“ اُسے اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی معلوم ہوئی شاکرہ بیگم کا ہاتھ اُس کے کندھے سے سرک گیا اُس کی آنکھوں میں پریشانی کے دیپ جلنے لگے۔

”میرا اب ایک بات کہوں بیٹے؟“ وہ قدرے دھیمے لہجے میں بولی تو میرا اب نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔

”غلط فہمی دیمک کی طرح ہوتی ہے اور رشتے لکڑی کی طرح کب دیمک لکڑی کو کھا کر کھوکھلا کر دیتی ہیں پتہ ہی نہیں چلتا“ میرا اب اُن کی بات انہیں دیکھتی گئی وہ صحیح تھی۔ وہ صحیح ہی تو کہہ رہی تھی۔

”ضروری نہیں ہر بار رشتے میں آنے والا کوئی تیسرا انسان ہی ہو وہ تیسرا جھوٹ، غلطی فہمی، غصہ بھی ہو سکتا ہے اور جہاں تیسرا ایک طاق آجائے وہاں دو جفت نہیں نکلتے“

”تمہیں جھکنا سیکھنا چاہیے بیٹے“ شاکرہ بیگم کی آواز دھیمی تھی سمجھانے والی میرا اب نے اُن کی آنکھوں میں فکر بھی دیکھی تھی۔

”ہر بار عورت ہی کیوں چچی؟“ اُس کا لہجہ رندھنے لگا شاید وہ تھک رہی تھی۔۔۔ رشتوں میں عزت نفس کا بوجھ اٹھانا اتنا آسان نہیں ہوتا۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”کیوں کے بیٹے مرد میں اللہ نے برداشت نہیں رکھی۔۔۔ عورت میں رکھی ہے برداشت اللہ بہتر جانتا ہے کس پر کس چیز کا بوجھ ڈالنا ہے کون کیا برداشت کر سکتا ہے“

وہ اُس کا کندھا تھپتھپاتے بولی وہ اب مسکرائی تھی۔

”مجھ سے یہ نہیں ہو گا چچی“ وہ رو دینے کو تھی۔

”تم عورت ہو میرا اب تم سے سب ہو سکتا ہے۔۔۔ جو تم چاہو“

”وہ کیوں نہیں سمجھتا؟“ وہ رو دی تھی شا کرہ بیگم کی بھی آنکھیں نم ہوئی۔

”تم سمجھاؤ میرا اب۔۔۔! اُسے بتاؤ عورت بے شک اپنے حصے میں آئے مرد کے ساتھ اچھی لگتی ہے۔۔۔ لیکن وہ اُس حصے میں آئے حاکم کی غلام نہیں ہوتی اپنوں کو سمجھایا جاتا ہے میرا اب چھوٹی چھوٹی باتوں پر رشتے نہیں توڑے جاتے“

وہ اُس کا گال تھپک کر کہتی نیچے چلی گئی میرا اب کئی پل وہاں کھڑی رہی۔۔۔

ہر کسی کے لیے فیصلہ کرنا آسان نہیں ہوتا۔

وہ نیچے کی جانب بڑھ گئی وہ تیز قدموں سے چلتی اپنی کمرے میں آئی اب وہ سنگھار میز کے ڈرامیں کچھ تلاش کر رہی تھی اُس نے ایک کالے رنگ کا موبائل اُس میں سے برآمد کیا اُس موبائل کی گلاس سکرین پر چند خراشیں تھیں۔۔۔

اُس نے موبائل آن کیا پھر وہ کئی لمحے موبائل کی سکرین کو تکتی رہی اُس کے رخسار پر آنسوؤں کی لکیریں پھسل گئیں ایک، دو، تین اور پھر کئی لکیریں۔۔۔

اُس نے اُس موبائل کی واٹس ایپ کھولی اور کسی نمبر پر چند چیزیں بھیج کر موبائل کو زمین پر پھینکا۔۔۔

وہ اب روتے ہوئے اپنا پاؤں اُس موبائل پر مارتی جا رہی تھی آنسوؤں کی لکیریں بھی ساتھ ساتھ بڑھتی چلی گئی۔ وہ سسکنے لگی تھی اُس کا سانس اکھڑنے لگا ایک دھند تھی جو اُس کی نظروں کے سامنے چھانے لگی اور وہ وہی بے سود ہوتی گر گئی۔۔۔ پاس ہی کئی حصوں میں تقسیم ٹوٹا بکھرا موبائل پڑا تھا۔۔۔۔۔



”بیچی بیٹی“ مجیب شاہ نے ہال میں کھڑے ہی اُسے پکارا اپنے کمرے کی جانب بڑھتے اُس کے قدم تھم گئے مبشرہ

جو کچن کی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی تھی اُس کا ہر عضو سماعت بنا تھا۔

”جو بھی ہوا میں اُس پر بہت شر مندہ ہوں“ وہ واقعی شر مندہ نظر آتے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”نایا جان پلیز۔۔!“ وہ اُن کی جانب بڑھتے نرم اور التجائیہ انداز میں گویا ہوا۔

”آپ ایسی باتیں نہ کرے اچھا نہیں لگتا“ وہ تسلی آمیز لہجے میں بولا۔

”پھر بھی۔۔۔! خیر پوچھنا نہیں چاہیے لیکن کیا اب بھی تم۔۔!“ انہوں نے بات ادھوری چھوڑی۔۔ انہیں یوں

محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اُس کا استعمال کر رہے ہیں جبکہ مقابل شخص تو بیٹھا ہی برسوں سے اس کے لیے تھا۔۔

دوسری طرف کچن کی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی اُس لڑکی کا دل ڈوبنے لگا تھا اُس کی آنکھوں میں نمی بھرنے لگی

وہ اپنے باپ کی ادھوری چھوڑی بات سمجھ چکی تھی وہ اب اُس شخص کے جواب کی منتظر تھی۔

”آپ جیسا چاہے ویسا کریں میں کوئی اعتراض نہیں رکھتا“

وہ سر جھکائے بولا اُسے آدم سلطان کے الفاظ بے ساختہ یاد آنے لگے۔۔ ”میں تمہیں فائدہ پہنچایا ہے“ اُس نے

دوسرے ہی پل سر جھٹکا۔

”شکریہ بیٹے“ مجیب شاہ نے اُس کے کندھے پر ہاتھ جمایا۔

”مبشرہ کی ماں“ وہ اب شائستہ بیگم کو پکار رہے تھے۔

”بابا وہ۔۔ وہ ماں گھر نہیں ہے ساتھ والے گھر گئی ہے“ وہ کچن کی اوٹ سے باہر نکل کر سامنے آتے دھیمی آواز

میں بولی مجیب شاہ نے ایک نظر غصے سے اُسے دیکھا تو وہ سر جھٹکا گئی۔

”آدم نے منع کر دیا ہے۔۔ اب خدا کے لیے میں یحییٰ سے ایک مہینے کے اندر اندر تمہارا نکاح کروا رہا ہوں کوئی

شور شرابہ مت کرنا ورنہ میں ہاتھ جوڑتا ہوں تمہارے۔۔“

”بابا“ وہ اُن کی آخری بات مکمل ہونے سے پہلے ہی سسک کر بولی بے ساختہ اُس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔

”آپ جیسا کہے گے میں ویسا کر لوں گی“ وہ انہیں دیکھتے دھندلائی نظروں سمیت بولی پھر آخر میں سر جھٹکا گئی۔

وہ جانتی تھی ایسا ہی ہوگا۔

”یہی بہتر ہے“ مجیب شاہ شکستہ لہجے میں بولتے چلے گئے اُس نے گردن موڑ کر دیکھا تو یحییٰ شاہ بھی وہاں موجود نہ

تھا وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا مبشرہ اُس کے پیچھے بھاگی تھی۔

”وائے بی“ اُس کے قدموں کی چھاپ سننے اُس نے دروازہ کھلا ہی رکھا وہ اُس کے کمرے میں داخل ہو گئی۔

”ہمم؟“ اُس نے ہنکار بھرا اُس کی کالی آنکھیں چمک رہی تھی۔۔۔ جب آپ کو ہر طرف سے ناامیدی ملے اور

اچانک آپ کی من پسند چیز آپ کی جھولی میں آن گئے تو ایسے ہی آنکھیں چمکنے لگتی ہیں۔

”آپ مجھ سے اب بھی نکاح کر لے گے؟“ وہ لب بھینچ کر اُس کی پشت کو دیکھتے پوچھنے لگی یحییٰ پلٹا اور اُسے دیکھا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”جی کر لوں گا“ اُس نے مدھم اور نرم لہجے میں جواب دیا۔

”آپ منع نہیں کرے گے؟“ وہ آنکھیں جھپک کر پوچھنے لگی ”یحییٰ نجانے کیوں مسکرایا تھا وہ آج اس وقت خوش تھا۔

”آپ خود منع کر دے مبشرہ۔۔۔۔۔ مجھ سے بد اخلاقی نہیں ہوتی“ اُس نے بایاں ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں اڑتے کہا۔

”آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں تو منع کر دے ورنہ آپ کو ساری زندگی تکلیف ہوگی“ وہ سر جھکا کر بولی نجانے وہ کیا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ یحییٰ اُس کے جھکے سر کو دیکھتا گیا۔

”محبت سے دستبردار نہیں ہوا جاتا“ وہ ایک قدم اُس کی جانب بڑھا کر بولا۔

”محبت کو تکلیف بھی نہیں دی جاتی“ وہ نظریں اٹھا کر اُس کے چہرے پر مرکوز کرتے بولی وہ لب بھینچ گیا وہ کچھ نہیں کہہ پایا وہ صحیح کہہ رہی تھی۔

”میں آپ سے نکاح نہیں کرنا چاہتی۔۔۔! کسی سے بھی کر لوں گی لیکن آپ سے نہیں ہوگا“ وہ انگلیاں مڑوڑتے بولی اُسے گلٹ ہونے لگا تھا۔۔۔ وہ اُس کی زندگی میں آنے والا پہلا مرد نہیں ہوگا اور یہ بات وہ جانتا ہے اُسے اس بات پہ گلٹ ہونے لگا تھا۔

”تو کیا؟ میں محبت کرتا ہوں آپ سے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں آپ سے“ وہ اُسے نرم نظروں سے تکتے کہنے لگا ”میں نہیں کرتی“ اُس کے بڑھتے قدموں پر وہ قدم پیچھے کو لینے لگی اُس نے لب دانتوں تلے دبا کر کہا۔

”میں سو فیصد کرتا ہوں ہم آدھی آدھی بانٹ لے گے“ وہ مسکرایا تھا اُس کی کالی آنکھیں بھی مسکرانے لگی مبشرہ نے بے اختیار سر اٹھا کر اُسے دیکھا اُسے خود کو تکتا پا کر وہ ہچکچاتے سر جھکا گئی۔۔۔

”ایسا تو نہیں ہوتا“ وہ جھکے سر سمیت ہلکا سا منمنائی۔

”ایسا ہو جاتا ہے میں آپ کو اچھے سے سیکھا دوں گا“ اُس کی آنکھوں میں شرارت ناچنے لگی۔

”آپ منع کر دے پلیز“ اُسے پتہ ہی نہ چلا وہ کمرے سے باہر کھڑی تھی۔

”آپ کر دے میں تو اچھا بچہ ہوں میں انکار نہیں کرتا۔! میں میڈیکل یونیورسٹی میں اپلائی کیا ہے مجھے اُس کے لیے تیاری کرنی ہے اب آپ مجھے اکیلا چھوڑ سکتی ہے“

اُس نے نرم مسکراہٹ لبوں پر سجائے کہا اور دروازہ بند کر دیا مبشرہ یکدم پیچھے ہوئی تھی۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پھر وہ آنکھیں میچ گئی ”بندر کہی کا“ وہ بڑبڑائی تھی۔

پھر اپنے بابا کی بات یاد کرتے اُس کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔۔۔۔۔ ”آدم سلطان نے منع کر دیا ہے“ وہ جانتی تھی وہ منع کر دے گا لیکن پھر بھی دل کو کون سمجھا سکتا ہے بھلا؟

آنکھوں میں نمی لیے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اُس نے وضو کیا اور قرآن پاک کھول کر بیٹھ گئی۔۔

یکدم اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ ایک لفظ پڑھتی اور ایک سسکی بھرتی پھر آنکھیں صاف کرتی اور پھر پڑھتی پھر سسکی بھرتی اور سلسلہ یوں ہی آدھا گھنٹہ چلتا رہا۔۔

اب بس اُس کی سسکیوں کی آواز ہی کمرے میں گونج رہی تھی۔

اُس نے دھندلی نظروں سے اٹکتے لفظوں سے سورت البقرہ کا ایک رکوع پڑھا تھا۔

پھر قرآن پاک بند کیا چوما غلاف میں لپیٹا اور ہاتھ دعا کے لیے اٹھالے۔۔۔۔۔ پھر اُس کی ہتھیلی پر آنسو گرتے گئے۔۔

”میں نے ایک نامحرم سے محبت کی اس لیے آپ نے اُسے مجھے نہیں دیا؟“ وہ نم آواز میں سوال گو تھی۔

”اللہ تعالیٰ آپ میرے دوست ہے ناپلیز کچھ کر دے پلیز“ وہ ایک ہی سانس میں بولی آخر میں سسکی بھری۔

”اس میں کسی کا قصور نہیں ہے لیکن آپ میرے دل کو سمجھائے پلیز میرے دل میں ڈالے کچھ کہ میں سب بھول جاؤں۔۔۔! یا پھر“

وہ بولتے بولتے رک گئی اُس کا رونے کی وجہ سے ہلکے سے کانپتا وجود بھی یکدم ساکت ہو گیا۔۔

اُس نے آگے کچھ نہیں کہا وہ لب بھینچنے کی کوشش کرنے لگی۔

”آپ جانتے ہے اللہ آپ جانتے ہے میری بات“ وہ بس اتنا بولی پھر لب دانتوں تلے دبا کر سسکی کا گلا گھونٹ دیا

وہ اللہ سے اُسے مانگنا چاہ رہی تھی نجانے کیوں وہ نصیب بدلنے کی تگ دو میں۔۔۔! شاید دل نہیں بدل رہا تھا اس لیے۔

اُس نے پھر ہاتھ چہرے پر پھیر لیے اب وہ اللہ سے مانگنے والی تھی وہ انیس سال کی لڑکی جو ابھی ابھی برس پہلے بالغ

ہوئی تھی وہ اپنی پہلی محبت اپنے نصیب میں کرنے کو اللہ سے دعا گو ہونے والی تھی۔۔۔!!

اُس نے قرآن پاک واپس جگہ پر رکھا پھر اوپر چھت کو دیکھا جیسے آسمان کو دیکھ رہی ہو۔

”میں انتظار کروں گی“ پتہ نہیں وہ کیا بول رہی تھی پھر وہ مسکرا نے لگی۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پھر وہ کمرے سے باہر نکل گئی اُس کے چہرے پر ایک کھلی ہوئی مسکراہٹ تھی۔۔۔ وہ انیس سال کی لڑکی مسکراہٹ کے پیچھے اداسی کو چھپانا سیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ زندگی جینا سیکھ رہی تھی۔۔۔



”کراچی“

”کون ہو تم میرے بھائی کو کیسے جانتے ہو؟“ اُس نے تیزی سے نوٹس کو رول کرتے کرسی سے اٹھتے ایک ہاتھ ٹیبل پر جماتے نوٹس کو ہتھیار کی صورت استعمال کرتے اُسے گویا دھمکایا۔

”چار لڑکیوں میں اس ہینڈ سم لڑکے کو دھمکی مت دو“ وہ کرسی سے ٹیک لگائے پُرسکون تھا۔

”بتاؤ ورنہ!“ میرا ب نے نوٹس اُس کی جانب مزید کرتے آنکھیں چھوٹی کرتے پھر سے پوچھا۔

”تم کسی کے بھیجے غنڈے تو نہیں؟“ وہ بھنویں سکیر کر اُسے گھور کر دیکھتے پوچھ رہی تھی۔

”اتنا ہینڈ سم غنڈہ دیکھا ہے کہی مجھے تو خود غنڈے اغواء کر لے“ وہ کندھے آچکاتے ہنسا۔

”رشتے دار ہوں تمہارا“ وہ کرسی سے ٹیک چھوڑ کر ٹیبل پر کہنیاں ٹکا کر بولا۔

”اپنا یہ ہتھیار پیچھے کر لو میرے حسین مکھڑے پر لگ نہ جائے کہی“ اُس نے میرا ب کا نوٹس والا ہاتھ سائیڈ پر کرتے کہا۔

”میرا کوئی رشتہ دار نہیں ہیں“ وہ کرسی پر واپس ٹک گئی لیکن انداز بے چین تھا اور نوٹس ویسے ہی پکڑ رکھے تھے جیسے کچھ بھی غلط ہوا تو اے جے کی پھینٹی پکی۔

”کزنز!“ اُس نے بھنویں ہلکی سی سکیریں۔

”میرے کوئی کزنز نہیں ہیں“ وہ اکھڑے لہجے میں بولی۔

”ماں باپ!“ اُس نے دونوں بھنویں اٹھائی اور سنہری آنکھیں اُس کے تاثرات پر جمائی۔

”میرے ماں باپ نہیں ہے۔“

”تم ڈاؤن لوڈ ہوئی تھی؟“ وہ قدرے حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

میرا ب سلطان کی اُس پر جمی کالی آنکھیں بے اختیار پھیل گئی۔

”تم۔۔!“ وہ انگشت شہادت اٹھاتے بولی۔

”ہینڈ سم اے جے“ وہ مسکرایا تھا۔

”سیدھی طرح بتاؤ“ وہ قدرے برہم لہجے میں بولی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”تمھاری خالہ کا بیٹا ہوں۔۔۔! ہم جاپان میں رہتے تھے تھوڑی دیر پہلے شفٹ ہوئے ہیں ہمارے تعلقات خالہ یعنی آپ کی امی حضور سے نہیں تھے کیوں نہیں تھے وہ پرانی اور لمبی کہانی ہے پسند کی شادی یہ، وہ، فلانہ“ وہ آخر میں آتے آتے بے زار ہوا۔

”مجھے تم اب بھی مشکوک لگ رہے ہو“ وہ آنکھیں چھوٹی کرتے اُس کے چہرے کو مسلسل گھورتے کہنے لگی۔

”میں تمھیں ہینڈ سم نہیں لگ رہا؟“ وہ چمکتی سنہری آنکھیں لیے بولا۔

”اندھی نہیں ہوں میں“ وہ مصنوعی مسکرا کر بولی اے جے نے منہ بنایا وہ بد مزہ ہوا تھا۔

”یہ دیکھ لو تمھارے بھائی سے مل چکا ہوں میں“

اُس نے موبائل اٹھاتے اپنی اور آدم کی تصویر اُسے دیکھائی تھی میرا ب نے تصویر کے بعد اُسے دیکھا۔

”ٹھیک ہے ٹھیک ہے“ اُس نے آنکھیں گھما کر کہا۔

”تمھارے بھائی نے ہی تمھارا خیال رکھنے کو کہا تھا“ وہ باور کروانے والے انداز میں بولا میرا ب نے بس کندھے اچکائے۔

”اتنا آگے پیچھے گھوما میں تمھارے“ وہ قدرے خفا تھا۔

”تو؟ چک بلی خان کے کتے بھی میرے آگے پیچھے گھومتے رہتے ہیں“ وہ کندھے اچکا کر بولتے مسکرائی تھی۔

ایک نخوت بھری مسکراہٹ اے جے طنزیہ ہنسا پھر قدرے غصے سے اُسے دیکھا وہ پھر بھی بغیر اثر لیے مسکراتی رہتی۔

”تم انتہا کی بد تمیز ہو“ وہ برہمی سے بولا۔

”مت گھومو میرے آگے پیچھے پھر“ وہ بے زار چہرہ لیے ترچھا مسکرائی۔

”اب تو دوستی کر لی ہے اور تم ہو بھی ایک لڑکی۔۔۔ میں اتنا بے ایمان نہیں ہو کہ اکیلی لڑکی کو چھوڑ دوں“ وہ

احسان کرنے والے انداز میں بولا میرا ب نے دو، تین بار سر کو اثبات میں ہلایا۔۔۔ جیسے احسان مان لیا ہو۔

”لڑکیوں سے بہت انسیت ہے تمھیں؟“

”ایسی ویسی۔۔۔؟ لڑکیاں نہ ہوتی تو میں سانسیں کیسے لیتا؟“ وہ گہرا مسکرایا تھا کٹ لگا ابرو اٹھایا میرا ب کے لبوں کی

نامعلوم مسکراہٹ گہری ہو گئی وہ سر جھکا کر مسکرانے لگی تھی۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”لڑکیاں ہے یا آکسیجن سلنڈر؟“ وہ سراٹھا کر مسکراتے ہوئے پوچھنے لگی وہ کسی سمت دیکھ رہا تھا پھر چونک کر واپس میراب کی طرف دیکھنے لگا۔

”وہی آکسیجن سلنڈر کا کام کرتی ہے میرے لیے“ اُس نے بات کرتے میراب کے نوٹس کھینچے اپنا پین کھولا اور وہاں کچھ لکھنے لگا۔۔۔

”دیکھنا کہی کوئی کاربن ڈائی آکسائیڈ نہ نکل آئے“ وہ نوٹس پر لکھے اُس کے جملوں کو دیکھنے کی تگ دو میں ہنستے ہوئے بولی۔

”ڈٹمنش نہیں میں خود ہانڈ رو جن ہوں“ وہ نوٹس پر کچھ لکھتے لکھتے بولا میراب کا قہقہہ بے ساختہ تھا وہ کرسی پر سر گرائے ہنستی چلے گئی۔

پھر ہنستے ہوئے ہی اُسے دیکھا وہ نوٹس اونچا کیے اُس جانب کر رہا تھا جہاں کچھ دیر پہلے وہ دیکھ رہا تھا میراب نے ہنستے ہوئے گردن ٹیڑھی کرتے اپنے نوٹس دیکھے تو اُس کی ہنسی کو بریک لگی۔۔۔۔

”یہ نوٹس ہیں میرے تم نے ٹیلی فون رجسٹری سمجھا ہے انہیں اے جے کے بچے“ وہ نوٹس اُس سے کھینچتے اُسے آنکھیں دیکھاتے بولی۔۔۔۔

”اب تم گنتی رہنا“ وہ پین بند کرتے قدرے سرسری انداز میں بولا۔

”کیا تکلیف ہے؟ کیا؟“ وہ منہ بسور کر نوٹس پر لکھا اُس کا نمبر دیکھ رہی تھی سراٹھائے بغیر بولی۔

”اے جے کے بچے تمہاری طرف کتنے ہوئے“ اُسے دو لمحے لگے تھے اُس کی بات سمجھنے میں اُس کی آنکھیں پھیل گئی۔

”تم۔۔۔! اے جے کے بچے“ وہ سراٹھا کر چیخی لیکن وہ وہاں نہیں تھا میراب نے گردن موڑ کر دیکھا تو وہ کنٹین سے باہر نکل رہا تھا۔

”تم نے ہی تو پوچھا تھا کتنے بچے ہوئے ہیں اب تک“ وہ بغیر پلٹے دھیمے قدم اٹھاتے دور سے ہی بولا میراب نے دانت پیسے۔۔۔ اُسے وہ دن یاد آیا جب اُس نے پوچھا تھا ”اور کتنے بچے ہوئے ہیں اب تک؟“

”ہاں یہ دوسرا ہو گیا“ وہ چلتے چلتے ہی دایاں ہاتھ کی پہلی دو انگلیاں فضا میں اٹھائے بولا۔

”تم مر جاؤ چمپینزی کی دوسری اولاد“ وہ نوٹس میز پر پٹچ کر بولی۔۔۔ میراب نے دیکھا وہ رک گیا تھا اور پھر دوسرے لمحے میراب کی جانب پلٹا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”نمبر سیو کر لینا سانولی سلطانہ“ وہ مسکرایا اور واپس پلٹ کر تیز تیز چلنے لگا۔
”تم“ وہ بولتے بولتے رک گئی نوٹس اٹھایا اور پیر پٹختی وہاں سے یہ جاوہ جا۔

Episode 16 – Part 1

ناشتے کی میز پر مکمل خاموشی طاری تھی وہ سر جھکائے نجانے کن گہری سوچوں میں محو تھی وقفے وقفے سے لقمہ توڑتی اور منہ میں رکھ لیتی سامنے بیٹھا یحییٰ شاہ کب سے اُس کی حرکات و سکنات کو ملاحظہ کر رہا تھا پھر دودھ کا گلاس لبوں کو لگاتے اُس نے گھونٹ بھر کر واپس میز پر رکھتے سامنے گم صُم سی بیٹھی لڑکی کو مخاطب کیا۔۔
”آپ نے یونیورسٹی جانا ہے؟“ وہ مسکرا کر پوچھ رہا تھا کالی آنکھوں میں چمک بھرے۔۔ لیکن اُس لڑکی نے نہیں سنا وہ بے دھیانی سے پلیٹ میں انگلی چلا رہی تھی۔

”آپ یونیورسٹی جائے گی آج مبشرہ جی“ اُس نے بات پر زور دیا اور کہا۔۔ لبوں پر مسکراہٹ یوں ہی برقرار تھی۔
”مبشرہ۔۔! تمہارا منگیتر کچھ پوچھ رہا ہے“ تنبیہ کرتی پکار شائستہ بیگم کی طرف سے تھی۔

”ج۔جی۔۔“ وہ چونکی تھی مجیب شاہ نے سر سری سا سراٹھا کر بیٹی کو دیکھا۔

”وہ کچھ پوچھ رہا ہے“ اُس کی ماں نے اب قدرے سنجیدگی سے کہا مبشرہ نے ہونق پن سے سامنے دیکھا۔

”جی۔جی۔۔؟“ وہ لب بھینچتے بولی تھی اُس کے چہرے پر اب خفگی در آئی تھی۔

”آپ یونیورسٹی جائے گی مبشرہ جی؟“ اُس کی شرابی آنکھوں میں جھانکتے پوچھا جا رہا تھا۔

”جی۔۔!“ وہ حیرانی سے ابرو اچکا گئی بھلا کب اُس شخص نے کبھی اُس کے نام کے اختتام پر ”جی“ لگایا تھا۔

”بہت اچھے۔۔۔ چلے میں چھوڑ آتا ہوں“ وہ اُس کی حیرت کو بھانپ گیا تھا پھر بھی مسرور نظروں سے اُسے تکتے مسکرا کر کہتا کر سی چھوڑے کھڑا ہو گیا۔

”نہیں۔۔ لیکن۔۔“ مبشرہ نے بے ساختہ لبوں پر زبان پھیری وہ بیک وقت اپنے والدین کے اٹھے سروں کو دیکھ پزل ہوئی تھی۔

”میرا مطلب میں کسی ملازم کو بول دوں گی آپ خواہ مخواہ زحمت مت کرے“ اُس نے واپس ایک نظر اُسے دیکھتے نظریں پھیرتے قدرے مناسب لفظ استعمال کرتے کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”مبشرہ جی۔۔!“ اُس کی پکار پر مبشرہ شاہ کی آنکھیں بے ساختہ اُس کے چہرے پر اٹھی تھیں۔۔ وہ کالی آنکھوں میں نجانے کیا سحر بھرے دیکھ رہا تھا۔۔ مبشرہ شاہ کا سانس بے ساختہ ہی رک گیا۔

”میں آپ کے لیے لاکھوں زحماتیں اٹھا سکتا ہوں“ لہجے میں محبت حد سے سوا تھی مبشرہ شاہ نے گہرا کر نظریں پھیری تھی وہ مسکرایا۔۔ اور پھر سر جھکا کر مسکراتا چلا گیا۔

”اور اگر یحییٰ شاہ نے کہہ دیا وہ مبشرہ شاہ کے لیے زحماتیں اٹھائے گا تو وہ اٹھائے گا“

مبشرہ نے دل کی دھک دھک کو کانوں میں صاف بجتے سنائے کو فت ہوئی تھی اُس نے دانتوں پر دانت جماتے اب قدرے غصے سے اُس کی طرف دیکھا وہ اب بھی سر جھکائے کھڑا تھا۔

”بے شرم کہی کے“ اُس نے لفظوں کو چبا چبا کر کہا اور دوسری طرف اُس کی بڑبڑاہٹ کم اچھی خاصی اونچی سرگوشی کو سنتے وہ جھکے سر کے ساتھ بے آواز ہنستا چلا گیا۔۔

”مبشرہ ہو گیا ناشتہ تو جاؤ یونیورسٹی وہ چھوڑ دے گا“ باپ کی آواز پر وہ چونکی اور گھورتی نظریں اُس سے ہٹا کر باپ کو سرسری سادیکھا پھر فوراً دوسرے پل سر جھکا گئی۔

”یا خدا۔۔!“ اُسے سبکی محسوس ہوئی تھی اور اچھی خاصی ہوئی تھی ساتھ ہی سامنے موجود شخص پر رنج کے غصہ بھی آیا تھا۔

”میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں“ وہ کلائی پر بندھی ریٹ واپس کودیکھتے نرمی سے کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا مبشرہ نے ترچھی نظریں کرتے اُس کی چوڑی پشت کو دیکھا۔۔

”میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔“ وہ اُس کے بولے گئے جملے کو سوچتی گئی۔۔ اُس کے لفظوں میں خوب جذب اور عہد تھا۔۔

”جاؤ بھی“۔۔

”آ۔۔ ہاں۔۔ جی“ ماں کی آواز پر اُس نے سر جھٹکا بے ساختہ ہی اُس کے چہرے پر سنجیدگی کے ساتھ ہلکی خفگی بھی اتر آئی تھی۔۔

وہ کرسی سے اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ گئی ہال کے صوفے پر دھرے اپنے بیگ کو اٹھاتے کندھے پر ڈالتے اب باہر کی جانب بڑھتے اُس کے قدم سست روی سے بڑھ رہے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہننے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ دہلیز سے باہر نکلی چار سے پانچ قدم اٹھانے پر ہی وہ سامنے گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا اُسے دکھ گیا تھا۔۔۔ مبشرہ نے بغور اُسے دیکھا۔۔۔

وہ نیلی شرٹ کے ساتھ وائٹ پینٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔ مبشرہ نے دیکھتے نخوت سے منہ بنایا ”ہو نہہ ہر وقت نیل کی بوتل۔۔۔“ وہ موخر سے ہی بڑبڑائی وہ اُس کی اونچی نخوت بھری بڑبڑاہٹ سن زیر لب مسکرایا۔

مبشرہ نے بغور پھر اُسے دیکھا کم گھورا۔

کلانی پر گھڑی بندھی ہوئی تھی۔۔۔ وہ آنکھیں گھما گئی ”جیسے اگلے عمران خان یہی ہو۔۔۔ ہو نہ“ اُس نے پھر نخوت سے کہا۔

پھر اُس کے چہرے کو دیکھا بال نفاست سے سیٹ تھے کالی آنکھوں سے روشنیاں سی پھوٹ رہیں تھیں مبشرہ نے دیکھا وہ اب آنکھوں پر چشمہ چڑھا رہا تھا۔۔

”خود کو شاہ رخ سمجھتا ہے۔۔۔! بندر جیسی آنکھیں۔۔ ہو نہہ“ وہ پھر سے بڑبڑائی تھی وہی کھڑے کھڑے وہ دانت پر ہلکے سے دانت بھی ساتھ ساتھ جمار ہی تھی۔۔

وہ اُس کی اچھی خاصی بلند بڑبڑاہٹ سن کر مسکرائے بنانہ رہ سکا۔۔۔ مبشرہ اُسے دیکھ کلس کر رہ گئی۔
 ”کوئے جیسی ہنسی ہے۔۔ ہو نہہ“ وہ تلملا کر بولی تھی۔

”ہاہاہاہاہاہاہاہ۔!“ اور پھر قہقہہ لگا کر ہنستا چلا گیا مبشرہ نے دانتوں پر دانت بڑی بری طرح جما لیے تھے۔
”کیا منہ پھاڑ کر ہی، ہی، ہی، ہی، ہے ہیں“ وہ مزید خائف ہونے لگی تھی۔

”نقص بلکل بیگمات کی طرح نکال رہی ہیں آپ“ وہ آنکھوں سے چشمہ ہٹاتے سیدھا ہوتے اُس کے خفا خفا سے چہرے کو تکتے کہہ رہا تھا۔

”آپ یونیورسٹی چھوڑے گے یا میں خود چلی جاؤں؟“ وہ اب غصے سے گھور رہی تھی۔

”ایسا تکلف نہ کرے بندہ ناچیز اسی کام کے لیے ہے“ اُس نے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا اور اُسے اشارے سے آنے کا کہا وہ پیاؤں پٹختے آگے بڑھی۔۔۔۔۔ پھر بیٹھتے ہوئے بڑ بڑائی تھی۔

”پتہ نہیں کتنی لڑکیوں کے لیے اپنی گاڑیوں کے دروازے کھولتے ہونگے۔۔۔ ہونہہ“ وہ اس مرتبہ خود ہی قدرے اونچی آواز میں استہزاء انداز میں بولی یحییٰ کی مسکراہٹ بے ساختہ سمٹ گئی۔

پھر دروازہ بند کرتے دوسری سائیڈ آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی مبشرہ نے اُسے نہیں دیکھا۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُسے برا لگ رہا تھا۔۔۔ وہ کیوں نہیں سمجھ رہا تھا وہ گلٹ محسوس کر رہی تھی وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے۔۔۔ اُس نے اُس شخص پر کسی اور کو سبقت دی تھی اب وہ اُس سے ہی نکاح کیسے کر سکتی تھی۔۔۔؟؟ اور وہ تھا کہ انکار نہیں کر رہا تھا۔۔

”اتنا سخی کہی کا۔۔۔ ڈرامے ہیں سارے مجھے نچا دیکھانے کے لیے۔۔۔“ وہ سوچتے ہوئے بڑبڑاتی اُس کی آنکھیں بے ساختہ نجانے کیوں نم ہونے لگی اُس نے رخ کھڑکی کی جانب موڑ لیا۔۔۔

یحییٰ شاہ لب بھینچ گیا۔۔۔ کاش وہ لڑکی بڑبڑانے کے انداز میں ہی بڑبڑاتی یوں اونچی اونچی شامیانے نابجواتی۔۔۔ اُس نے گاڑی سٹارٹ کی اور گھر سے باہر نکال لی۔۔۔ باہر کئی گاڑیاں اور جیپ کھڑی تھیں۔۔۔ یہ سارے شوق یزدان کے تھے۔۔

وہ بہت کچھ اُس سے کہنا چاہتا تھا لیکن وہ کچھ نہیں بولا دونوں طرف ہی خاموشی رہی تھی اور یحییٰ شاہ کو یہ خاموشی بہت چھبی تھی۔۔۔ وہ اُس کے ساتھ گاڑی میں ہو اور سو باتیں نہ کرے ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔۔۔

مبشرہ شاہ کی خاموشی اُس کے لیے ”فرسٹ ٹائم سپینڈ تھنگ“ تھی اور اُسے اپنی زندگی کی یہ ”فرسٹ ٹائم سپینڈ تھنگ“ پسند نہیں آئی تھی۔۔

لمبی مسافت کے بعد اُس نے گاڑی مطلوبہ جگہ پر روکی تو وہ بغیر اُسے دیکھے ہی دروازہ تیزی سے کھولتے باہر نکلنے لگی تھی یحییٰ شاہ نے لب ایک دوسرے میں پیوست کیے تھے۔۔

”سنے۔۔!“ اُس کا لہجہ سنجیدہ تھا وہ سیٹ بیلٹ کھولتے دوسری سیٹ کی جانب قدرے جھکا۔

مبشرہ شاہ رک گئی لیکن وہ پلٹی نہیں تھی گاڑی کا دروازہ یونہی کھلا تھا اور وہ قدرے فاصلے پر تھی وہ دوسانے اُس کی پشت کو تکتا رہا پھر بولا۔۔

”میں ہر لڑکی کے لیے اپنی گاڑی کا دروازہ نہیں کھولتا“ اُس نے دبے دبے غصے اور ذرا سنجیدہ لہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھاتے قدرے تیز انداز میں گاڑی کا کھلا دروازہ بند کیا۔۔۔ مبشرہ چونک کر اچھل پڑی پھر بے ساختہ پلٹ گئی۔

اُس نے گاڑی کی کھڑکی کے آدھے کھلے شیشے کے پار سے اُسے کے خفا خفا اور تنے نقوش کو دیکھا۔۔۔ یقیناً چشمے کے پیچھے چھبی کالی آنکھوں میں بھی خفگی کے ساتھ سنجیدگی ہوگی۔۔

وہ گاڑی سٹارٹ کرتے زن سے بھگالے گیا مبشرہ دور تک اُس کی سیاہ کار کو دیکھتی رہی۔۔

پھر سیاہ کار کے او جھل ہونے پر اکتا کر سر جھکا گئی۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے اوپر نیلے آسمان کو دیکھا۔۔ صاف شفاف نیلا گہرا، ہلکانیلا آسمان۔۔۔۔

”آدم سلطان“ اُس کے لب مدھم انداز میں ہلے اور پھر سر وہ جھکائی اب وہ آگے کو قدم بڑھا رہی تھی لاء کالج کی طرف جھکے سر اور نم آنکھیں کے ساتھ۔۔

وہ دعائیں، التجائیں کر رہی تھی اللہ سے۔۔۔ اک شخص کے لیے وہ نصیب کو بدل دینا چاہتی تھی۔۔۔۔ اک شخص جو اللہ اُسے نہیں دے رہا تھا۔۔ اک شخص جس کی چاہت وہ کر رہی تھی۔
اک چاہت جو وہ اللہ کی چاہت کے برعکس کر رہی تھی۔۔۔۔



”بساط“

”شیز۔۔ ا“ وہ کلاس میں داخل ہوتی شیز سلطان کو پکار رہی تھی جبکہ شیز سلطان اُسے نظر انداز کرتے آگے بڑھ گئی تھی مبشرہ نے چونک کر پلٹ کر شیز سلطان کو دیکھا۔۔ وہ کہی اور جا کر بیٹھ گئی تھی اُس نے ایک بار بھی مبشرہ شاہ کو نہیں دیکھا۔۔

”شیز۔۔۔ ادھر آ جاؤ“ اُس نے اپنے برابر پڑی خالی سیٹ کی طرف اشارہ کرتے کہا۔
”شیز۔۔۔!“ وہ بولتے بولتے لب بھیج گئی شیز سلطان کان لپیٹے بیٹھی تھی مبشرہ شاہ نے پروفیسر کو کلاس میں انٹر ہوتے دیکھ گردن سیدھی کی۔۔

پروفیسر لیکچر دے رہے تھے لیکن مبشرہ شاہ کا دھیان اُس جانب نہیں تھا۔۔ شیز سلطان تھوڑی تند مزاج تھی لیکن وہ یوں اُسے انور نہیں کرتی تھی۔۔۔ ہاں وہ تھوڑی بد لحاظ تھی لیکن وہ آج اُس کے انداز میں حد سے سوا بے رخی تھی۔۔

کب کلاس کا ٹائم اوور ہوا مبشرہ شاہ کو علم نہیں ہوا پروفیسر کے جانے پر کلاس میں قدرے افراتفری مچی سٹوڈنٹس باہر جانے لگے تھے۔۔

”شیز۔۔۔ شیز بات تو سنو“ شیز سلطان کو باہر جاتے دیکھ وہ بھی تیزی سے اپنی سیٹ سی اٹھی اور آوازیں دیتی اُس کے پیچھے لپکی تھی۔

”شیز! کیا ہو گیا ہے یار۔۔؟“ دوستیپ اترتے اُسے نے تیزی سے اُس کی بازو پکڑتے اُسے روکا۔
وہ پلٹی اور بے مبشرہ شاہ کو غصے سے گھورتے اُس کا ہاتھ جھٹکا۔۔

”شیز!، مبشرہ شاہ کی آواز بہت دھیمی تھی۔۔ اُسے اندازہ ہی نہ تھا کہ وہ اُس سے کیوں غصہ ہے۔۔؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”واٹ شیزا۔۔؟ ڈونٹ ٹاک ٹومی اگین“ اُس نے انگلی اٹھاتے غصے سے کہا مبشرہ حیرت سے اُسے دیکھتی رہ گئی۔
”دل۔ لیکن ش۔ شیزا“ وہ بولتے بولتے اٹک گئی اُس کم دل کی لڑکی کا دل مزید کم ہوا تھا شیزا سلطان استہزاء مسکرائی۔
”نومیزنو“ شیزا نے بے ساختہ اُس کی بات کاٹتے کہا۔ آنکھوں میں ایک حسد کا جذبہ پوری آب و تاب سے
براجمان تھا۔

”ہوا کیا ہے؟“ رخسار پر پھسلتے آنسو کو ہتھیلی کی پشت سے صاف کرتے اُس نے ذرا کی ذرا گردن گھما کر آس پاس
سے گزرتے سٹوڈنٹس کو دیکھا۔

”اب بھی مجھ سے پوچھ رہی ہو کیا ہوا ہے؟“ سینے پر بازو باندھتے شیزا ایک قدم اُس کی جانب بڑھتے نخوت زدہ
لہجے میں بولی مبشرہ نے چونک کر اُسے دیکھا۔

”میں سمجھی نہیں شیزا“ اُس نے ہلکی سی گردن نفی میں ہلاتے الجھتے ہوئے استفسار کیا۔
”اتنی بھی معصوم مت بنو۔ کیا تم جانتی نہیں تھی میں آدم سلطان کو پسند کرتی ہوں“ اُس نے مبشرہ کو گھورے
دانتوں پر دانت جماتے پوچھا۔

”بولو چپ کیوں ہو“ بازو اُن فولڈ کرتے اُس نے مبشرہ کا بازو قدرے سخت گرفت میں لیتے کہا مبشرہ شاہ بڑی
بڑی آنکھوں میں الجھن سجائے اُسے تک رہی تھی۔
”لیکن۔۔۔! مجھے نہیں پتہ“ انداز مدھم اور ٹھہرا ہوا تھا۔

”بس کرو۔۔!“ وہ نخوت سے اُس کے بازو کو چھوڑتے استہزاء انداز میں ہنسی اور مبشرہ شاہ کی حیرت سے پھیلی
آنکھوں میں جھانکنے لگی۔

”تمہارے سامنے ہر وقت میں آدم سلطان کے بارے میں بات کرتی تھی تم اتنی بھی کند ذہن نہیں ہو کہ سمجھنا
سکو“ اُس کی شرابی آنکھوں میں بڑھتی نا سمجھی و حیرت کو بھانپتے وہ وضاحت دینے والے انداز میں بولی۔
”اووو!!“ اُس نے بس اتنا کہا بالکل کھوئے ہوئے انداز میں۔

اُس نے کہی پڑھا تھا کہ جب لڑکیاں بہت زیادہ کسی شخص کے بارے میں بات کرے تو وہ اُس شخص دو طرح کے
جذبات رکھ سکتی ہے۔۔۔۔۔ یا محبت یا نفرت۔۔

اور اُسے یاد پڑتا ہے کہ شیزا رزاق سلطان تو آدم سلطان کے بارے میں ہمیشہ الٹا سیدھا بولتی تھی۔ اُس کی سخت
طبیعت کو ناپسند کرنے کے بارے میں بولتی تھی۔۔۔۔

مبشرہ نے نظریں اٹھا کر شیزا سلطان کے چہرے پر ٹکائیں۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”کبھی کبھی دوست جس سچ سے کتراتے ہیں وہ سچ وہ آپ کو بھی نہیں بتاتے“

جیسے شیزاسلطان نے مبشرہ کو نہیں بتایا تھا کہ وہ آدم سلطان کو چاہتی ہے اُس نے ہمیشہ اپنی باتوں سے یہ باور کروایا کہ وہ آدم سلطان کو زیادہ پسند نہیں کرتی۔۔۔

مبشرہ مجیب شاہ۔۔۔ وہ واقعی کند ذہن لڑکی تھی۔۔۔ وہ آنکھیں نہیں پڑھ سکتی۔۔۔ اُسے یہ نہیں آتا۔
”آدم سلطان۔۔۔ وہ شخص میرا ہے۔۔۔! شیزاسلطان کا“ وہ بولی تو لہجے میں چٹانوں کی سی سختی مبشرہ کی آنکھیں بے اختیار نمکین پانیوں سے بھرنے لگی۔۔۔

”رشتے سے انکار ہو گیا ہے ناب دوبارہ شکل مت دیکھنا“ وہ کاٹ دار لہجے میں بول رہی تھی مبشرہ نے پلکیں نہیں جھپکیں۔۔۔ وہ جھپک بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔

”م۔ میں دوست۔۔۔“ وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی اُس کے ذہن میں کچھ کلک ہوا ”دوست؟“۔۔۔ ”اُس نے بھی تو محبت چنی تھی یحییٰ بہرام شاہ بھی تو دوست تھا اُس کا۔۔۔ پھر یہ حیرت کیسی۔۔۔؟ یہ الجھن کیسی؟“
”ہم لوگوں کے لیے جیسا چنتے ہیں لوگ بھی ہمارے لیے ویسا ہی چنتے ہیں“

”دوبارہ آدم سلطان کے قریب مت آنا“ اُس نے تند آواز میں کہا اور پلٹ گئی۔

”دل۔ لیکن لیکن۔۔۔ وہ شخص میرا بھی ہو سکتا ہے“ مبشرہ شاہ اُس کی پشت کو دیکھتے بے ساختہ ہی بول گئی۔۔۔ وہ بول گئی کہ وہ بولنا چاہتی تھی یہ۔۔۔

اُس نے پلکیں جھپکیں دو آنسو ٹوٹ کر آنکھوں کے قریب گرے اُس نے جھٹ سے آنسو پونچھ لیے تھے۔۔۔
اب وہ لڑکی اُس کی دوست نہیں لگ رہی تھی جسے وہ آنسو دیکھاتی۔۔۔۔۔ ہاں شاید وہ آغاز سے ہی دوست نا تھی۔
دوست دوستوں کو اک ذرا سی محبت کے لیے نہیں چھوڑ دیتے۔۔۔ ہاں بالکل اچھے دوست نہیں چھوڑتے۔
”تمہارا۔۔۔؟“ وہ پٹی اور اُسے دیکھتے ترچھا سا ہنس کر کہہ رہی تھی بالکل مذاق اڑاتا لہجہ تھا۔
”تمہارے والد نے بتایا نہیں وہ انکار کر چکا ہے۔۔۔!“ شیزاسلطان کے لہجے میں کاٹ تھی مبشرہ شاہ لب بھینچ گئی۔۔۔

وہ اُس شخص کے حوالے سے کسی سے بھی نہیں لڑ سکتی تھی اُس شخص نے اُسے اتنا اختیار نہیں دیا تھا۔
”وہ صرف میرا ہے چاہے پستی میں ہی کیوں نا گرنا پڑے میں آدم سلطان کے لیے گرجاؤں گی۔۔۔!“ ایک قدم اُس کی جانب بڑھاتے وہ گردن ہلکی سی جھکائے کہہ رہی پھر یکدم رکی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”بہتر ہے دوری اختیار کر ورنہ۔۔۔!“ اُس نے چبا چبا کر کہا اور تنبیہ کرتے بات ادھوری چھوڑ دی مبشرہ لب سختی سے بھیج گئی۔۔۔

”خدا بہتر جانتا ہے“ اب وہ ترچھا مسکرا رہی تھی۔۔۔ ترچھی اور خطرناک مسکراہٹ۔۔۔

”خیال رکھنا اپنا ڈیئر دوست“ اُس کے کندھے کو تھپک کر وہ یہ جاوہ جا۔۔۔ جبکہ مبشرہ اُس کی دور جاتے وجود کو دیکھتی رہی تھی۔۔۔

”آدم سلطان۔۔۔ بہت سخت ثابت ہو رہے ہیں آپ میرے لیے“ اُس نے سسکی بھری تھی پھر آنکھیں زور سے میچی اور دوسرے لمحے کھولتے نیچے ایک جانب سٹیر پر ٹک گئی اُس نے دونوں ہاتھ کو باہم جوڑتے سر اُن پر ٹکا دیا یہ محبت اتنی مشکل کیوں ہوتی ہے۔۔۔؟ عزت نفس کھا جاتی ہے۔

”ایکسیوزمی!!“ مدھم آواز پر اُس نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا ایک سٹوڈنٹ کھڑا تھا۔

”جی؟“ اُس نے اجنبی نظروں سے اُس لڑکے کو دیکھتے کہا پھر نظر عقب میں کئی فٹ فاصلے پر موجود شیزا سلطان پر ذرا کی ذرا گئی۔ اُس نے بھی بیک وقت دیکھا تھا اور طنز سے مسکرائی تھی۔۔۔ مبشرہ کو سمجھ نہیں آیا ایسا کیوں۔

”یہ آپ کے لیے؟“ وہ ایک کتاب اُس کی جانب بڑھا رہا تھا مبشرہ نے حیرت سے اُسے دیکھا۔

”پکڑے مجھے جانا ہے“ وہ کچھ گھبرا یا ہوا لگ رہا تھا مبشرہ نے اُس کی گھبرائی صورت دیکھ نفی میں سر ہلایا تو اُس لڑکے نے آگے پیچھے دیکھا تھا پھر زبردستی وہ موٹی سی کتاب مبشرہ کو تھما دی۔۔۔

”مجھے نہیں ی۔ یہ“ وہ ہڑبڑائی تھی اُس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی لڑکا وہاں سے گدھے کے سر سے سینگ کے مترادف غائب ہوا تھا۔۔۔

وہ کبھی اُس موٹی کتاب کو دیکھتی تو کبھی ادھر ادھر سٹوڈنٹس اکا دکا ہی اُس کے پاس سے گزر رہے تھے باقی کچھ گروپ بنائے کافی دور کھڑے تھے۔۔۔

اُس نے کتاب کو حیرت سے الٹ پلٹ کر دیکھا۔۔۔ ”بساط“ کتاب کا ٹائٹل تھا وہ چونکی تھی یہ اُس کی کورس کی کتاب نہیں تھی۔۔۔

اُس نے دھیان سے دیکھا وہ کتاب ہی نا تھی وہ تو ایک لکڑی کا باکس تھا جسے کتاب کی شکل دی گئی تھی۔۔۔ اُس کی آنکھوں میں تعجب ابھرا جبکہ کہی نا کہی وہ متحس ہوئی تھی۔۔۔ وہ قدرے ایک سائیڈ پر گئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہننے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے کتاب کا پہلا حصہ کھولا تھا کتاب میں پڑی تصویر کو دیکھ وہ کچھ کچھ حیرت میں تھی۔۔

”شہر خج؟؟“ اُس نے تصویر میں موجود شہر خج کے سیاہ سفید مہروں کو دیکھ بڑبڑانے کے انداز میں کہا اور تصویر اٹھالی وہ نا سمجھی سے کئی سانچے اُن سیاہ سفید مہروں کو دیکھتی رہی۔۔۔ پھر کچھ سوچ کر تصویر کو پلٹ دیا۔

”سہ پہر دو بجے کہہ بنتا لیس منٹ“ وہ متعجب ہوتے پڑھ رہی تھی۔

”کیا مذاق ہے“ اُسے یکدم کوفت نے آن گھیرا تھا۔ شیز اسلطان کا رویہ، آدم سلطان کی طرف ہمکتا دل اور یحییٰ شاہ کی اُس کے لیے محبت۔۔۔! اُس کے اعصاب ماؤف ہو رہے تھے۔۔

”عجیب“ اُس نے تصویر باکس میں پٹخنے کے انداز میں رکھی اور وہ کتابی شکل کا باکس کو بند ہی کرنے والی تھی جب کچھ ہل چل پر وہ رک گئی۔۔

”یہ۔۔۔!“ وہ کچھ کہہ رہی تھی۔۔۔ اُس حصے کے نیچے جس میں تصویر تھی ایک اور حصہ تھا اُس نے احتیاط سے وہ کھولا تھا۔

اور اگلے ہی لمحے اُس کی چینخیں وہاں گونجنے لگی تھیں۔

”ہل۔ پلپ“ اُس کی سانسیں گہری اور خوف سے بھر گئیں وہ پیچھے کو قدم اٹھا رہی تھی۔

”پ۔ پلپ۔ پلپ۔۔۔ ہلپ“ وہ آخری بار مدد کو بلند آواز میں چینخی وہ کتاب نیچے فرش پر گری پڑی تھی اور اُن میں کئی تعداد میں بچھو باہر نکل رہے تھے۔

کچھ بچھوؤں کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ اُس کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔۔

”ہ۔۔۔ ل۔۔۔!“ اُس کی آواز حلق میں ہی کہی دب گئی۔۔ وہ اب دیوار کے ساتھ مکمل لگ چکی تھی۔

اُس نے ہلکی سی گردن موڑ کر بائیں جانب کسی کو مدد کے لیے دیکھنا چاہا تھا۔۔

”ش۔ شیزا“ اُنکی کم پڑتی سانسوں کے درمیان ایک اٹکتا سا نام۔۔۔ وہاں سے شیزا سلطان گزر رہی تھی۔

”ہ۔ ہلپ“ مبشرہ شاہ لب دانتوں تلے بھینچتے رو دی۔۔ شیزا سلطان گزر چکی تھی اور مبشرہ شاہ کا سانس سوکھنے لگا تھا۔۔

اُس نے سامنے دیکھا وہ کالے زہر یلے کیڑے اُس کی ہی جانب بڑھ رہے تھے اُس کی ٹانگیں بے اختیار ہی کانپنے لگی۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ احتیاط سے دیوار کے ساتھ چپکے ہی بائیں جانب حرکت کرنے لگی تھی پھر ایک لمبا قدم اٹھانے کی دیر تھی کہ وہ نیچے گر چکی تھی۔۔۔ بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔۔۔

”پ۔ پلیزہ۔ ہلپ“ وہ پلٹ کر نہیں دیکھ رہی تھی پیچھے کو کھسکتے وہ بہتی آنکھوں سے بامشکل اٹھی تھی اُس کی ٹانگیں بار بار وجود کا بوجھ ناسہتے نیچے گرنے کو تیار تھیں۔۔۔

”شیزا۔۔۔ م۔۔۔ میم۔۔۔ س۔۔۔ سر“ وہ لڑکھڑارہی تھی کلاس کے قریب پہنچتے ہی وہ بری طرح زمین پر گر گئی۔

”میم“

”مبشرہ۔۔۔!“ یہ پروفیسر نگہت کی آواز تھی وہ ایک اچھی سٹوڈنٹ تھی اور انہیں اُس کا نام اچھے سے یاد تھا۔ ساری کلاس وقفے وقفے سے باہر آئی تھی۔

”میم۔۔۔ وہ وہاں۔۔۔!“ وہ روتے ہوئے اُس جانب اشارہ کر رہی تھی جہاں سے وہ آئی تھی پروفیسر نگہت نے آگے بڑھتے اُس کے ہاتھ تھامے تھے۔۔۔

”واٹ پیننڈ مبشرہ؟“ وہ اُس کی اس قدر بگڑی حالت پر پریشان کن آواز میں ہو چھنے لگی۔

”وہ۔ وہاں وہ ہیں“ وہ روتے ہوئے بولی پروفیسر نگہت نے پلٹ کر ایک سٹوڈنٹ کو اُس جانب جانے کا اشارہ کیا جس جانب وہ اشارہ کر رہی تھی۔

”اٹھو۔۔۔ اٹھو شاہاش ٹھیک سے بتاؤ کیا ہوا“

”وہ وہاں بہت سے زہ۔۔۔ زہریلے بچھو ہیں۔۔۔ وہ اُس کتاب میں“ وہ ماؤف ہوتے ذہن کے ساتھ بول رہی تھی اُس کی گھبراہٹ بڑھ رہی تھی۔۔۔ سٹوڈنٹس میں کھڑی شیزا سلطان بس خاموشی سے اُسے دیکھ رہی تھی وہ آگے نہیں بڑھی۔۔۔ نہ اُس نے مبشرہ کو سنبھالا تھا۔

”آؤ میرے ساتھ اور بتاؤ“ پروفیسر نگہت اُسے ساتھ لیے اُس جانب چلنے لگی تھی وہ نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔ لیکن پروفیسر کے لے جانے پر وہ چل رہی تھی۔

”یہ یہاں دیکھے یہ۔۔۔!“ وہ مس کی طرف دیکھتے کہہ رہی تھی پھر فرش کو دیکھ وہ یکدم چپ ہو گئی سب لوگ حیرانی سے اُسے اور کبھی خالی فرش کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

”کیا ہوا مبشرہ؟“ عجیب سی آواز شیزا سلطان کی تھی مبشرہ نے دیکھا وہ ابرو آچکا کر پوچھ رہی تھی۔

”تم ٹھیک تو ہو مبشرہ؟“ پروفیسر نے پوچھا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”م۔ میم۔ یہاں تھے یہاں بہت سے بچھو تھے۔۔۔ ی۔ یہاں کتاب تھی۔۔۔!!“ وہ نفی میں سر ہلاتے
شدر تاثرات لیے کہہ رہی تھی اُس کی حالت خراب ہونے لگی تھی۔۔

”مبشرہ یہاں کچھ نہیں ہے بیٹا جی۔۔۔ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا۔؟“ پروفیسر نگہت اُس کا کندھا تھامتے
پوچھ رہی تھی اور مبشرہ شاہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے خالی فرش کو تک رہی تھی۔۔۔ نہیں وہ ٹھیک نہیں تھی۔
”میم میں نے خ۔ خود وہ کتاب کھولی تھی مجھے دی تھی کسی نے۔۔“ وہ خشک حلق کو تر کرتے سٹوڈنٹس کے بعد
پروفیسر کو دیکھتے بولی۔

”کتاب سے بچھو نکلنا۔۔! سر سیلی مبشرہ؟؟“ شیز اسلطان کی کوفت بھری آواز گونجی۔

”تم نے دیکھا نا۔ ہاں شیز اوہ لڑکا۔۔!“ اُس کی آنکھیں پانیوں سے بھرنے لگی۔

”آئی ڈونٹ نو۔۔!“ شیز نے بے ساختہ اُس کی بات کاٹ دی کوفت اب بھی برقرار تھی۔

”مبشرہ بیٹا تم گھر جاؤ یونیورسٹی سم ریٹ۔۔ ہم“ پروفیسر نے اُس کے کندھے پر ہاتھ جماتے اُسے کچھ پر
سکون کرتے کہا وہ آنسوؤں سے بھری آنکھوں سمیت سر جھکاتے سر ہلا گئی۔۔۔۔۔

سٹوڈنٹس سر نفی میں ہلاتے رفتہ رفتہ وہاں سے چلے گئے پروفیسر بھی جاچکی تھی مبشرہ نے پلٹ کر فرش کو دیکھا۔
کیا وہ اُس کا وہم تھا؟ اتنا واضع وہم۔۔۔۔ اُس کی آنکھیں پھر نم ہونے لگی۔

”مبشرہ۔۔!“ وہ لڑکا تمہیں پسند کرتا ہے کیا“ وہ ہڑبڑا کر پلٹی تھی شیز اسلطان ابرو اچکائے پوچھ رہی تھی۔

”تم نے لڑکے کو دیکھا تھا۔؟ مطلب وہ میرا۔۔ وہ میرا وہم نہیں تھا۔۔“ وہ الجھن کا شکار تھی۔

”میں نے صرف ایک لڑکے کو تم سے بات کرتے دیکھا ڈیٹس اٹ۔۔۔ اور!!“ وہ آگے بڑھی نیلی آنکھوں میں
چمک تھی۔۔۔

”جو لوگ دوسروں کا حق چھینتے ہیں اُن کی قسمت میں زہر ہی ہوتا ہے“ وہ طنزیہ کہتی پلٹ گئی۔۔۔

وہ کتنا بدل گئی تھی مبشرہ شاہ سوچ کر رہ گئی۔۔ یا شاید وہ شروع سے ایسی تھی اُن دونوں نے کبھی اکٹھے مخالف

حالات نہیں دیکھے تھے۔ مخالف حالات آپ کو بتاتے ہیں کون دوست میٹھے تھے اور کون میٹھی چھری تھے۔۔

اُس نے ایک بار پھر پلٹ کر دیکھا وہ جگہ خالی تھی۔ کیا وہ وہم تھا۔؟ اگر وہم تھا تو کیسا عجیب وہم تھا۔۔ سچ تھا تو
کیسا خطرناک سچ تھا۔۔

اُسے یکدم وہاں خوف کے ساتھ گھٹن محسوس ہونے لگی وہ وہاں سے تیزی سے نکلی تھی۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بھوری آنکھیں سیاہ آنکھوں پر ٹک گئی وہ آنکھیں اُس کی جانب آرہی تھی اُس نے غور سے دیکھا وہ آنکھیں خالی تھی۔۔۔ خالی سیاہ آنکھیں۔

”یہ لو پھر زمینوں پر جانا ہے تمہیں“ اُس نے کپڑے بیڈ پر رکھتے کہا۔۔۔ بھوراسیادار تکا زدرمیان میں ہی ٹوٹ گیا۔

اب وہ ڈرینگ کی جانب بڑھتے وہاں پڑی چیزوں کو ترتیب دے رہی تھی۔۔

ساری اُس شخص کی چیزیں تھیں اور سب سے نمایاں ڈرینگ پر پڑی کئی چابیاں تھیں جو یقیناً گاڑیوں کی تھی۔
”تم ابھی تک یہی کھڑے ہو۔۔۔ لو پکڑو۔“

وہ پلٹی تھی اُسے وہی کھڑے دیکھ اُسے نے بیڈ سے مردانہ سوٹ اٹھایا اور اُس کی جانب بڑھتے قدرے خفگی سے وہ سوٹ اُس کی طرف بڑھایا کہ اُس نے بے اختیار اُس کا ہاتھ پکڑا تھا وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

”کیا وہ سچ جھوٹ تھا؟“

اُس کے ہاتھ پر گرفت دھیرے سے مضبوط کرتے وہ شکستہ لہجے میں پوچھ رہا تھا مردانہ سوٹ نیچے دونوں کے قدموں کے درمیان گر گیا۔۔۔

”بولو۔۔ اگر سچ تھا تو میرے ساتھ کیوں آئی ہو“ اُس کی سیاہ آنکھوں میں اترتی نمی پر اُس کے کندھے خود بخود پھر جھک گئے۔

”کیا وہ سچ تھا؟“ اُس نے دیکھا اُس کی سیاہ آنکھوں کی نمی اب ایک جگہ تھم گئی تھی اُسے اپنی ہی آواز کسی پاتال سے آتی معلوم ہونے لگی۔۔۔

”بولو۔۔ بولتی کیوں نہیں ہو تم سلطانہ“

وہ یکدم ہی اُسے دونوں کندھوں سے تھمتے جھنجھوڑتے چیخ اٹھا تھا۔۔۔ میرا بسلطان کے گلے میں کئی گرہیں ابھری۔

”تمہیں زمینوں۔۔۔“ وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتے کہہ رہی تھی۔

”میں نے پوچھا وہ سب سچ ہے؟“ وہ اُس کی بات تیزی سے کاٹ گیا اُس کی بھوری آنکھوں میں ہلکی سرخی چھانے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

میراب سلطان نے لب بھینچتے کئی بار اثبات میں سر ہلایا اور رفتہ رفتہ جھکتے سر کے ساتھ وہ اثبات میں سر ہلاتی گئی ”ہاں“ ایک سسکی کی طرح اُس کے لبوں سے برآمد ہوا تھا۔

پھر اُس لڑکی نے اُس شخص کے ہاتھوں کو اپنے بازوؤں سے شکستہ حال میں پھسلتے محسوس کیا۔۔

اُس نے بے اختیار سر اٹھا کر سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔۔ بے یقینی، حیرت، ہیشمانی اُس کے چہرے پر یہ تین
تاثر تھے۔۔

”سب کیسے سچ ہو سکتا ہیں؟ کیسے؟“ اُس کے مدھم لہجے میں بولے گئے سوال بھی لڑکھڑاہے تھے بلکل اُس کے قدموں کی طرح۔۔۔۔۔

”تم جھوٹ بولتی ہو۔۔ سلطانہ تم جھوٹ بول رہی ہونا“ وہ اُسے دیکھتے یکدم ہی بلند لہجہ اپناتے پوچھنے لگا ایک آس تھی اُس کی نظروں میں۔۔ اور میراب سلطان کی آنکھوں میں حیرت در آئی۔۔ دور کہی ایک غلط فہمی تھی۔۔

”جھوٹ؟ ہنسہ۔۔ ہاہاہاہاہاہا“ وہ حیرت و بے یقینی سے بولی اور پھر قہقہہ لگا کر ہنستی چلی گئی وہ کھڑا اُسے دیکھتا گیا۔

”اب بھی تمہیں سب جھوٹ لگ رہا ہے؟“ وہ بے ساختہ ہی چپ ہو گئی تھی اب قہقہوں کی آواز کمرے میں نہیں گونج رہی تھی وہ یزدان علی شاہ کے دونوں بازو تھام کر پوچھ رہی تھی۔۔

”کس قسم کی آنکھیں رکھتے ہو تم یزدان“ اُس کے بازوؤں پر ہلکے ہلکے سے تھپڑ رسید کرتے اُس کا کسی طور بس نہیں چل رہا تھا۔۔۔

”کس قسم کی؟“ اُس کی آنکھ سے آنسو کی لکیر پھسل گئی۔۔ بہت کوشش تھی دامن تر ہونے سے بچ جائے۔۔
لیکن۔۔۔!

”ایسا نہیں ہو سکتا“ وہ نفی میں سر ہلاتے کہہ رہا تھا۔

”ایسا ہی ہوا ہے یزدان۔۔۔ اور پتہ ہے میں یہاں کیوں واپس آئی ہوں۔۔۔؟“ اُس نے یکدم اُس کے بازوؤں سے ہاتھ اٹھا لیے۔۔۔ آنسو کی لکیر اُس نے انتہائی بے دردی سے رگڑی۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”سچ جاننے کے بعد اپنے ہی کہے گئے لفظوں پر تمہارا اچھتا نادیکھنے آئی ہوں“ وہ کاٹ دار لہجے میں کہہ رہی تھی اُس کے لبوں کے کنارے پر کہی ایک تمسخرانہ مسکراہٹ بھی ٹکی تھی۔

”ایسا نہیں ہوگا“ اُس کا سر سختی سے نفی میں ہلا۔

”ایسا ہوگا۔۔ بلکل ہوگا“ وہ اب چمکتی سیاہ آنکھیں اُس کے دھواں دھواں ہوتے چہرے پر لگائے اپنے جملے پر دباؤ دیتے کہہ رہی تھی۔

کیا وہ اس لیے واپس آئی تھی؟ بہت دور کسی کونے میں موجود دل نے ایک آہ بھری۔۔ وہ تو غلط فہمی دور کرنے آئی تھی اور اب سچ دیکھ لینے کے باوجود اُس پر اعتبار نہ کرتے دیکھ ایک اور غلط فہمی درمیان میں آگئی۔۔۔

دو لوگوں کے درمیان آنے والا کوئی تیسرا انسان نہیں تھا وہ تیسری انا تھی۔

انا جو یزدان علی شاہ سے سچ کو جھوٹ تسلیم کروا رہی تھی۔

انا جو میراب سلطان کو یزدان علی شاہ کی باتیں بھولنے نہیں دے رہی تھی۔

”تمہیں وہ جھوٹ لگتا ہے نہ تو ایک کام کیوں نہیں کرتے تحقیق کروالو۔۔ وکیل ہونہ تم“

وہ سینے پر بازو باندھتے کہہ رہی تھی انداز پر اعتماد تھا۔۔ وہاں کچھ دیر خاموشی ہی رہی تھی۔

”مجھے کسی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔۔ سب تم بہن بھائی کا کیا دھرا ہے“ وہ بھوری آنکھیں اُس کے چہرے پر گاڑھے کہہ رہا تھا گویا نامانے کی اُس نے قسم کھائی ہو۔

”جس دن تمہیں پتہ چلا وہ سب سچ ہے کیا کرو گے تم“ اُس نے جھک کر اُس کا مردانہ سوٹ قدموں سے اٹھاتے کہا۔

یزدان کو چپ لگ گئی تھی۔۔ لگنی ہی تھی سوال ہی ایسا تھا وہ اب کپڑے اُس کی جانب بڑھا رہی تھی بھوری آنکھوں نے سیاہ چمکتی آنکھوں کو دیکھا۔۔

”سوچو تم ایک وکیل ہو کر بغیر تحقیق کے مجھے ذلیل کرتے رہے اگر وہ سب جو تم مانتے ہو وہ جھوٹ نکلاتو؟“

اُس نے اُس کا ہاتھ کھینچ کر کپڑے اُس پر رکھتے کہا یزدان کا دماغ یکدم ہی مفلوج ہونے لگا تھا۔

”اُس دن تم مجھ سے نظریں چراؤ گے یزدان یوں میری آنکھوں میں آنکھیں نہیں ڈال سکوں گے تم۔۔ اُس دن کا مجھے ہے صبری سے انتظار ہے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ دھیماسا مسکرائی ایک نخوت بھری مسکراہٹ تھی اُس کی آنکھوں سے سچ کی شعاعیں پھوٹ رہی تھی وہ اُس کے سائیڈ سے ہوتے کمرے سے باہر نکل گئی۔

اور وہ وہی کھڑا تھا وہ صبح کہتی ہے اگر وہ جھوٹ نکلا جو وہ مانتا آیا تب؟ تب کیا؟؟؟
وہ بے ساختہ جبرے بھیج گیا ایک سنسناہٹ جو اُس کے کانوں میں گونجنے لگی تھی ایک سنسناہٹ ”انارشتہ ختم کر دیتی ہے“



”مبشرہ“ ہڑبڑی میں اندر کی جانب جاتی مبشرہ کو دیکھ اُس نے پیچھے سے اُسے پکارا۔
”بھابھی آپ۔۔۔ آپ آگئی؟“ وہ یکدم رکی تھی ماتھے پر آئے پینے کے قطروں کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے پلٹ کر مسکرا کر بولی۔۔۔

”ہاں۔۔۔ تم ٹھیک تو ہو“ اُس کی طرف آتے میراب سلطان نے اُس کی گھبراہٹ نوٹ کرتے استفسار کیا تھا۔
”ہ۔ہاں بالکل مجھے کیا ہونا ہے“ وہ گہرا سانس کھینچتے مسکرانے کی ناکام سی کوشش کرتے کہہ رہی تھی۔
”تمہیں پتہ ہے بابا تمہارا رشتہ لے کر آئے تھے ہمارے گھر“ اُس نے مبشرہ کا ہاتھ پکڑتے کہا مبشرہ نے آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھا پھر وہ سر جھکا گئی۔

”تم یحییٰ کی منگیتر ہونہ پھر۔۔۔ کیا تم آدم کو پسند کرتی ہو؟“
بہت اچانک سوال تھا مبشرہ نے بے اختیار سر اٹھا کر میراب سلطان کا مسکراتا چہرہ دیکھا۔۔
”وہ۔۔۔ م۔م۔ میں“ اُس کا حلق خشک ہونے لگا نجانے کیوں اُسے میراب سے اس سوال کی توقع نہیں تھی اُسے لگا تھا میراب اُس کی آدم کے لیے پسندیدگی نہیں جانتی۔۔۔ تو اُسے بتایا کس نے کیا آدم نے۔۔۔؟
”اتنا گھبرا کیوں رہی ہو۔۔۔؟ میں آدم سے بات کروں کیا؟“ اُس نے مبشرہ کے ہاتھوں پر دباؤ دیتے پوچھا مبشرہ کے چہرے پر حیرت پھیلنے لگی۔۔۔
”آپ۔۔۔!“

”تمہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اگلے مہینے اس کا نکاح ہے یحییٰ کے ساتھ“ مبشرہ کی بات کو کاٹتے وہاں آتے یزدان علی شاہ نے کرخت لہجے میں کہا میراب نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔
وہ بھورے رنگ میں اچھا لگتا ہے۔

”ہونے والا ہے ہوا تو نہیں“ مبشرہ کا ہاتھ چھوڑتے وہ اب یزدان کو دیکھتے کہہ رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”تم اس میں مت پڑو سمجھی تم“ وہ انگلی اٹھاتے تنبیہ کر رہا تھا۔
”نہیں سمجھی“ وہ لا پرواہی سے بولی۔

”تم۔۔!“ وہ پیچھے آتے اپنے بابا کو دیکھتے خاموش ہو گیا میرا ب نے گردن موڑ کر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا پھر گردن سیدھی کرتے وہ فاتح مندانہ مسکرائی۔

”کیا تم یزدان؟ کیا میرا اس گھر پر کوئی حق نہیں؟ میں تو مبشرہ کو اپنی چھوٹی بہن مانتی ہوں“ قریب آتے مجیب شاہ کو دیکھ اُس نے یزدان علی شاہ کو چمکتی آنکھوں سے دیکھتے کہا۔

”کیا ہو رہا ہے بھئی۔۔ کیسی ہو بیٹا؟“ مجیب شاہ نے قریب آتے اُن تینوں کو دیکھ پھر میرا ب سلطان کے سر پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔۔۔۔

”بابا میں ٹھیک آپ سنائے۔۔ دیکھ نہ میں کہہ رہی تھی مبشرہ مجھے بھی عزیز ہے مجھے بھی اس کی شادی کے لیے شاپنگ کرنی ہے لیکن۔۔۔!“

اُس نے یزدان کو دیکھا اور اسی سے کہتے کہتے گہری سانس کھینچی۔

”شاپنگ؟“ وہ زیر لب بڑبڑاتے اُسے آنکھیں چھوٹی کرتے دیکھنے لگا۔

”یزدان میں نے تم سے کیا کہا تھا اگر تمہاری شکایت آئی تو۔۔۔!“

مجبیب شاہ نے کرخت نظروں سے اُسے دیکھا جبکہ مبشرہ اپنے بھائی کی ہونق شکل دیکھ رہی تھی۔

”بابا میں نے ایسا کچھ بھی اُسے۔۔!“

”اُسے؟“ انہوں نے اُس کی بات کاٹتے اُسے گھورا وہ لب بھینچ گیا۔

”انہیں“ اُس نے ضبط سے اپنے لفظ کی توضیح کی تھی۔

”بہتر۔۔۔۔ اُسے جو چاہیے لا کر دو“

مجبیب شاہ نے تنبیہ کرتے لہجے میں اُسے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔۔۔

”شکریہ بابا“ وہ یزدان کو دیکھتے ابرو اٹھا گئی پھر مجیب شاہ کے دیکھنے پر خوشی سے مسکرائی مجیب شاہ نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور وہاں سے آگے بڑھے۔

”کیا ہو رہا ہے؟“ چمکتی آواز یحییٰ کی تھی جو کہی باہر سے آ رہا تھا اُس نے مبشرہ شاہ کو بغور دیکھا وہ اُسے کچھ پریشان لگی تھی جبکہ اُس کی آواز پر مبشرہ وہاں سے فوراً آگے کو بڑھ گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یحییٰ شاہ اُس کی پشت کو دیکھ لب بھینچ کر رہ گیا۔

”یہ کیا کر رہی تھی تم؟“ میراب کی جانب جھکتے وہ دبے دبے لہجے میں غرایا۔

”فار میلٹی“ وہ اُسے پچھلی ملاقات کی بات یاد دلاتے قدرے طنزیہ لہجے میں بولی۔

”تمہیں کوئی شاپنگ نہیں کرواؤں گا“ وہ ہلکے سے دانت پیستے بولا۔

”ہاں یہ دیکھو میری لاش پڑی تمہاری شاپنگ کے انتظار میں“ اُس نے تمسخر سے زمین کی طرف اشارہ کیا یزدان نے مٹھی بھینچی۔

”بہت بد زبان ہو تم“ وہ بے زاری سے بولا۔

”مرے کیوں جارہے ہو پھر میری زبان درازی سننے کو“ اُسے اپنی جانب جھکا دیکھ وہ اُس پر چوٹ کرتے بولی

”مرے میرے دشمن“ وہ جل گیا تھا۔

”اللہ توبہ ہو ہائے۔۔ اب آپ اپنے مرنے کی دعائیں کرے گے“

وہ کانوں کو ہاتھ لگاتے افسوس سے کہہ رہی تھی۔

”تم۔۔!“ پیچھے سے آتے دلاور کو دیکھ وہ خاموش ہوا تھا میراب مصنوعی مسکراتی یہ جاوہ جا۔

”سر سب ٹھیک؟“ دلاور نے جھکے سر سمیت پوچھا۔

”بی پی ہائی ہو رہا ہے میرا“ وہ گردن ذرا کی ذرا موڑ کر میراب سلطان کی پشت کو گھور کر دبا دبا بڑبڑایا

”سر گولی لا دوں؟“ دلاور کا مؤدب انداز تھا وہ گردن سیدھی کرتے چونکا۔

”یا خدا“ اُس نے بے بسی سے آسمان کی طرف دیکھا۔

”وہ لڑکی میرا بی پی ہائی کر دیتی ہے“ وہ آنکھیں میچتے قدرے غصے سے کہہ رہا تھا۔

”سر کام؟“ دلاور نے اُسے پھر سے پکارا۔

”میرا ایک کام کرو“ اُس کے چہرے پر یکدم سنجیدگی چھا گئی اُس کے دل کی دھڑکن یکدم ہی تیز ہوئی تھی اُس نے دلاور کو تفصیل بتائی تھی۔

”اب تم جاؤ اور جلد از جلد کرو“ اُس نے سنجیدگی سے کہا دلاور سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا تھا اُس نے گہرا سانس بھرا

وہ چاہتا تھا سب جھوٹ ہو۔۔۔۔۔ نہیں غلط۔

اُس کی انا چاہتی تھی سب جھوٹ ہو۔۔ وہ جھکنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کمرے کی کھڑکی سے اُسے باہر کی جانب جاتے دیکھ میراب سلطان تنخی سے مسکرائی۔۔
”میں تمہیں اتنی آسانی سے نہیں بخشوں گی سرکار سائیں“ اُس کے چہرے پر پتھر یلے تاثرات تھے۔۔



وہ وضو کرتے باہر نکلی تھی اُس کے چہرے سے پانی کے قطرے گر رہے تھے قدم اٹھ کر رہے تھے شرابی آنکھیں خاموش تھیں۔

”اللہ جی“ اٹھتے گرتے قدموں کے درمیان اُس نے نہایت ہی محبت سے پکارا تھا۔
”اگر اس کا ثواب مجھے ملے گا تو پلیز اُس اک شخص کو مجھے عطا کر دیں جو میرے دل میں ہے“ دوپٹہ صحیح سے لپیٹتے اُس کے لب خدا سے دعا گو تھے۔

”مجھے نہیں پتہ اس کا ثواب ہو گا یا نہیں۔۔! آپ کو میری عبادت پسند آئے گی یا نہیں۔۔۔ اگر آئے گی تو پلیز اس کے بدلے مجھے وہ دے دینا بس“

اُس نے جائے نماز اٹھاتے کہا بلکل ہلکی مسکراہٹ سے چہرے پر بہت اطمینان تھا لیکن صرف چہرے پر ہی۔۔
اُس نے جائے نماز قبلہ رخ بچھائی اور اُس پر کھڑے ہوتے تمام خیال سر کو جھٹک کر دور کرتے نیت باندھی وہ نماز پڑھ رہی تھی جب دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی اور پھر ٹھیک ایک منٹ بعد کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا تھا۔۔

آنے والا اُسے سجدوں میں گرتے دیکھ کر ٹھٹکا تھا اُسے یاد پڑتا ہے مبشرہ شاہ نماز کی کوئی اتنی پابند نہیں تھی وہ تو بھول جایا کرتی تھی۔۔

وہ قدم قدم چلتا دیوار کے ساتھ رکھے صوفے پر بیٹھ گیا وہ اب اُس کی پشت کو دیکھ رہا تھا۔
ایسی کیا خاص چیز تھی جو مبشرہ شاہ کو سجدوں میں گرا گئی تھی۔؟ وہ صرف سوچ سکا تھا اور کئی لمحے وہ سوچتا ہی رہا۔
اُس نے دیکھا اُس نے سلام پھیرا تھا اور کھڑے ہوتے پھر نیت باندھی تھی وہ ظہر کی نماز ادا کر رہی تھی۔
یحییٰ شاہ کہیں دور بہت دور کہیں گم ہونے لگا۔

”میں تھک گئی ہو میں قضا پڑھ لوں گی“ اُسے نماز کا کوئی بھی کہتا تو وہ یہی جملہ کہتی تھی اور سب جانتے تھے وہ کتنی قضا پڑھتی ہے۔۔

پھر آج یہ حجاب میں تھکن و پریشان زدہ چہرہ لپیٹے ظہر کی نماز ادا کرتی مبشرہ شاہ تو کوئی اور ہی لگ رہی تھی۔
وہ ہلکا سا مسکرایا تھا اُس نے دیکھا وہ باقی کی نماز پوری کرتے اب دعائیں ہاتھ اٹھا رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”اللہ جی۔۔!“ وہ ٹھہری بے ساختہ ہی گرم سیال آنکھوں میں ابھرنے لگا چند قدموں کے فاصلے پر موجود یحییٰ شاہ اُس کے یکطرفہ وجود کو دیکھ کر اب بھی مسکرا رہا تھا پھر وہ چونکا اور اُسے پُر شوق نظروں سے دیکھا۔

”میں خود غرض ہوں مانتی ہوں۔۔ لیکن آپ نے کبھی میرا مان نہیں توڑا آپ میرے بہترین دوست ہیں پلیز آدم سلطان کو میرے نصیب میں لکھ دیں۔۔۔ آمین۔

وہ بے آواز سسکی اور گرم سیال آنکھوں سے ہوتا۔ رخساروں پر بہہ نکلا۔

”آمین۔۔۔ آمین!“ ایک آمین وقفے وقفے سے گونج رہی تھی مبشرہ شاہ کی بہتی آنکھیں ساکت ہو گئیں بے ساختہ ساکت ہو گئیں۔۔

وہ یحییٰ شاہ تھا جو پیچھے صوفے پر بیٹھے وقفے وقفے سے آمین آمین کہہ رہا تھا۔۔

وہ مبشرہ شاہ کی دعاؤں پر اندازے سے آمین کہہ رہا تھا شاید وہ کچھ نہیں بولی۔۔ وہ بول ہی نہیں سکتی تھی۔

”مجھے۔۔۔ مجھے آدم سلطان کا نصیب بنا دیں“ پتہ نہیں کیوں وہ آنسو ٹوٹا تھا۔

”آمین۔۔ آمین“ وقفے وقفے سے آمین اب بھی اُس کی سماعتوں سے ٹکڑا رہی تھی مبشرہ شاہ کا سانس بہت بے اختیار رکا تھا۔۔

”وہ میرے لیے اتنا اچھا کیوں ہے“ اُس نے بے اختیار گہرا سانس بھرنے کی کوشش کرتے ابھرتی ٹوٹی سانسوں کے درمیان کہا تھا۔۔۔۔

وہ آنسو جو ٹوٹا تھا وہ تو یحییٰ شاہ کی اپنے لیے اتنی محبت پر ٹوٹا تھا۔

اُس نے چہرے پر ہاتھ پھیرے اور ساتھ ہی گرم سیال سے بھرا چہرہ خشک ہو گیا۔ وہ اس وقت یحییٰ شاہ کا دل ویران نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

وہ جائے نماز سے اٹھی نہیں تھی وہ اٹھنا چاہتی تھی لیکن۔۔!

مبشرہ شاہ محبت کی بات کرتی تھی یحییٰ شاہ تو اُس کی کسی تیسرے کے لیے خواہش پر بھی آمین کہہ گیا تھا۔

وہ اب جائے نماز پر انگشت شہادت پھیر رہی تھی وہ یحییٰ شاہ کے سامنے نہیں جانا چاہتی تھی یکدم ہی ایک گلٹ تھا جو اُسے محسوس ہونے لگا اُس کی شرابی آنکھیں پھر سے پانیوں سے بھرنے لگیں۔

اُس جائے نماز پر ہی بیٹھے کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی کئی لمحے یوں ہی سرک گئے اُس شخص کی نظریں بھی اُس لڑکی کے سر کی جانب اُن لمحوں میں اٹھیں رہیں۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پھر اُس نے گہرا سانس بھرا وہ صوفے سے اٹھا اور قدم باہر کی جانب بڑھانے لگا تھا مبشرہ شاہ نے دھیرے سے گردن بائیں جانب پھیری۔۔۔

اُس کا ہلکے سے جھکا سر مبشرہ شاہ کو مزید گلٹ میں ڈال گیا۔

”بیجی،“ اُس کے باہر جاتے قدموں پر اُس نے بے خیالی میں اُس کی پشت کو دیکھتے پکارا۔

”جی مبشرہ جی،“ اور وہ یوں پلٹا تھا جیسے بہت اہم پکار ہو۔۔۔ پکار کا نہیں پتہ لیکن پکارنے والی بہت اہم تھی۔

”آپ یہاں کیوں آئے تھے؟“ انداز لیا دیا تھا۔

”آپ کو دیکھنا تھا،“ سیاہ آنکھیں اٹھیں اور شرابی آنکھوں پر ٹک گئیں۔۔۔ لمحے اُس سیاہ شرابی ار تکار پر وہیں کہیں تھم گئے۔

”ک۔ کیا کام ہے آپ کو،“ ہلکی شہد رنگ آنکھیں واپس پلٹ گئیں وہ پلکیں کئی بار جھپکتے پزل ہوتے پوچھ رہی تھی۔

”بتایا تو ہے“ اُس کے پزل ہونے پر اُس نے ہاتھ پشت پر باندھتے دھیمی مسکراہٹ لبوں پر سجاتے کہا۔

ہلکی شہد رنگ آنکھیں پھر بے اختیار ہو کر اٹھیں تھیں اور سیاہ آنکھیں اب چمک رہیں تھیں۔۔۔ پُر اعتماد اور خاصی گہر چمک تھی۔۔۔ اُسے آنکھیں چرائی ہی پڑیں۔

”اس کے علاوہ“ وہ دوپیل کو کچھ کہہ نہیں سکی۔

تھی پھر تیزی سے جائے نماز پر سے اٹھی اور جائے نماز سمیٹ کر واپس جگہ پر رکھتے بولی۔

”اُممم اس کے علاوہ آپ جلدی واپس کیو۔۔۔“

”میرے سر میں درد تھا اس لیے“ وہ پلٹی اور اُس کی بات کاٹتے کہنے لگی۔

”کیا اب ٹھیک ہے۔۔۔؟ کیا ڈاکٹر کو بلاؤں؟“ وہ فکر مند ہوا تھا۔

”آپ جانتے ہیں ڈاکٹر کون ہے؟“ اُس کی سیاہ آنکھوں میں ابھرتی بے ساختہ فکر کو دیکھ وہ لاشعوری طور پر اُسے

کچھ باور کروا رہی تھی۔۔۔

مبشرہ نے نظریں لمحے بھر کو پھیریں اور پھر دوسرے۔

ہی لمحے اُس نے پھر سے اُس پر نظریں ٹکائیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مبشرہ نے دیکھا وہ اُسی نیلے کپڑوں میں تھا اور بال ابھی تک نفاست سے بنے تھے چہرے پر چمک تھی اور سیاہ آنکھوں میں اُس کے لیے فکر۔۔۔

”وہ اچھا لگ رہا ہے“ اُسے مسلسل تکتے مبشرہ شاہ کے لب بے دھیانی میں خود بخود بڑبڑائے تھے۔

”بتائیں جانتے ہیں قریبی ڈاکٹر کون ہے؟“ اُس نے پھر سے پوچھا ہنوز اُسے دیکھتے ہوئے۔۔۔

یحییٰ شاہ کا حلق بے ساختہ ہی خشک ہونے لگا وہ اُس کی اٹھی آنکھوں میں دیکھتا سب کچھ بھولتا چلا گیا۔۔۔

”بتائیں“ مبشرہ نے اپنی بات پر زور دیتے عاجز آتے آنکھیں چھوٹی کی وہ اُن کی حرکت میں ہی کہیں گم ہوتا چلا گیا اُس کا دل کہیں کانوں میں بج رہا تھا۔

اُس نے بے ساختہ نیلی شرٹ کا اوپری بٹن کھولتے گہرا سانس بھرا مبشرہ شاہ کی ہلکی شہد رنگ آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

وہ بے آواز گہرے سانس بھر گیا۔۔۔

”آپ پلیز اپنی آنکھیں مجھ پر سے ہٹالیں باتیں میرے ذہن سے نکل رہی ہیں“

وہ نظریں چراتے دائیں سے بائیں گردن جھلاتے پل بھر میں خاصا بے چین لگ رہا تھا۔

”آپ آرام کریں۔۔۔ ہاں ہم پھر ملیں گے“ اُس کی آنکھوں سے نظریں چراتے وہ وہاں رکا نہیں تھا۔۔۔ وہ اس وقت وہاں رک ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔

مبشرہ شاہ کی آنکھیں اُس کی بات پر ذرا کی ذرا بے ساختہ واپس پلٹی تھیں اور پھر سے باہر نکلتے اُس کی پشت پر جم گئیں یکدم ہی اُسے اپنی دھڑکن کانوں میں بجتی محسوس ہونے لگی۔۔۔۔

اُس نے پزل ہوتے پلکیں جھپکیں پھر بے ساختہ پلٹ کر کچھ فاصلے پر موجود آئینے میں اپنے عکس کو دیکھا۔ اُس کی آنکھیں آئینے میں موجود اپنی ہی آنکھوں میں ٹکی تھیں۔۔۔

”آپ پلیز اپنی آنکھیں مجھ پر سے ہٹالیں باتیں میرے ذہن سے نکل رہی ہیں“۔۔۔۔ بے چینی میں بولا گیا ایک جملہ اُس کے کانوں میں باز گشت کرنے لگا۔

اُس نے بے اختیار سر جھٹکا اور قرآن پاک لینے آگے کو بڑھ گئی اُس کے قدم اٹھ گر رہے تھے۔

”آپ پلیز آنکھیں مجھ پر سے ہٹالیں باتیں میرے ذہن سے نکل رہی ہیں“۔۔۔ بار بار سر جھٹکنے کے باوجود یہ

ایک جملہ اُس کے ذہن کے پردوں پر رقص کر رہا تھا اور پھر اُس کا بے چین ہوتا لب و لہجہ بھی۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”بس“ وہر کی اور آنکھیں میچتے کوفت سے سر جھٹکا۔۔۔ پھر گہرا سانس بھرا اور قرآن مجید اٹھا کر تلاوت کرنے بیٹھی تھی۔

Episode 17

کھالی ہے قسم لائیک نہیں کرنا؟؟ کیا پھر بند کر دے آپ بلاک کر دے؟؟۔۔۔
”آدم کیا دعا واپس چلی گئی؟“ وہ یکدم کہی سے اُس کے سامنے آتے اُسے مخاطب کرتے پوچھنے لگی۔
”مممم“ سپاٹ تاثرات لیے اُس نے بس ہنکار بھرا تھا۔
”شکر اللہ ک۔۔۔!“ بولتے بولتے اُس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی اُس کی زبان کو بریک لگی تھی۔۔۔ مقابل کے ماتھے پر سلوٹیں تھیں۔

”سوری آدم“ وہ منمنائی تھی آدم کے ماتھے پر موجود بل مزید گہرے ہو گے۔۔۔ شیز اسلطان دو چہرے رکھتی تھی ایک وہ جو دوسروں کے سامنے تھا اور ایک وہ جو صرف آدم سلطان کے لیے تھا۔۔۔ فرما بردار۔۔۔ فرما بردار اور معصوم۔۔۔

”اچھا سنو!!“ اُسے اپنی طرف سے نکل کر آگے جاتے دیکھ وہ پھر سے اُسے پکار بیٹھی تھی وہ رکا نہیں تھا۔
اُسے رکتے نہ دیکھ شیز اسلطان نے دانت دانتوں پر جماتے غصے کو کس حد تک قابو کرتے پھر چہک کر بولی۔
”میں بابا سے تمھاری اور میری شادی کی بات کرنے والی ہوں تیار کر لو خود کو“

اُس کی آنکھوں کی جوت جگمگ کرنے لگی اُسے یقین تھا وہ رک جائے گا اور وہ رک گیا تھا۔

”مجھے انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور مت کرے“

وہ پلٹا اور جبرے بھیج کر کہنے لگا۔

”مثلاً؟“ زچ کرنے والا لہجہ تھا۔۔۔ بالکل مسکراتا ہوا۔۔۔ پھر ہاتھ پشت پر باندھے وہ ابرو اٹھاتے کہہ رہی تھی۔

”میں مثالیں پیش نہیں کرتا“ اُس کی آنکھوں میں ایک آگ سی ابھری وہ شاید آج غصے میں تھا اس کے برعکس اُس کا

لہجہ سرد تھا۔۔۔ شیز رزاق سلطان کچھ دیر کچھ نابولی وہ بس مسکراہٹ کو کسی طور قائم رکھنے کی کوشش میں تھی۔

”تو کیا کرتے ہیں؟“ اُس نے اعصابوں پر قابو پاتے پوچھا مسکراہٹ سمٹ کر غائب ہو گئی تھی اب چہرہ سپاٹ تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”عملاً نظارہ پیش کرنے کا عادی ہوں“ ایک ہاتھ میں پکڑے بریف کیس کو اُس نے دونوں سے پکڑتے وہاں گرفت سخت کرتے کہا۔

”سیم، سیر ڈیر کزن“ وہ ترچھا مسکرائی بلکل معدوم سا لیکن وہ دیکھ چکا تھا شیراز سلطان نے دائیں کندھے پر موجود اپنے بالوں کو ایک ادا سے پیچھے جھٹکا۔

”بابا۔۔۔ بابا“ آدم سلطان کو لب بھینچ کر ہلکے غصے سے تکتے اُس نے ذرا کی ذرا گھر میں داخل ہوتے اپنے کو دیکھتے انہیں پکارا اور پھر نظریں آدم پر ٹکادی۔۔

آدم کو یکدم ہی خطرے کا الہام ہوا تھا اُسے شیراز سلطان کی نیلی آنکھوں میں بیک وقت بہت کچھ نظر آیا تھا۔
”کیا بات ہے بیٹا؟“ آدم کے پاس سے گزرتے وہ آدم کے بعد بیٹی کو دیکھ کر قدرے فکر سے پوچھنے لگے۔
”یہ معقول وقت نہیں ہے باباجان لیکن آپ کا بھتیجا مجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہے“

اُس نے بہت تیزی سے کہا تھا آدم کی بھوری خاموش آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اور پھر دوسرے ہی لمحے اُس کے لبوں پر شرنگی مسکراہٹ چھا گئی وہ گردن جھکا گئی تھی۔۔

آدم سلطان نے بے ساختہ جبرے بھینچے تھے اُس کے ماتھے پر بل پڑ گئے وہ ضبط سے اُس کی ایک ایک حرکت ملاحظہ کرتا گیا۔۔۔ وہ اس وقت بس اُس مکار لڑکی کو دیکھ کر خون کے گھونٹ ہی بھر سکتا تھا۔۔۔
”کیا مگر تم۔۔۔!“ بیٹی کے جھکے سر اور بھیتجے کے تنے چہرے کو دیکھ وہ کچھ کہتے کہتے رک گئے۔

”کیا یہ سچ ہے آدم۔۔۔؟ تم اندر جاؤ۔۔۔“ انہوں نے خوشی سے آدم کے بعد مبشرہ کو قدرے سختی سے کہا وہ فوراً کچن کی جانب ہولی پھر دیوار کی اوٹ سے سر نکال کر کھڑی ہوئی۔۔

اب ساری کاروائی دیکھنے کا بھی اپنا مزہ تھا۔۔۔۔۔

”چچا جان میں۔۔۔!“ دانت پیستے وہ کچھ سخت بولنے سے خود کو روکتے روکتے رہ گیا رزاق سلطان آگے بڑھے اور سنجیدہ سے اُس کے سامنے کھڑے ہوئے۔۔۔

”بیٹا ایسی بات تھی تو تمہیں مجھے پہلے بتانا چاہیے تھا ایسی نامناسب حرکت کی امید تم سے نہیں تھی۔۔۔ خیر میں تو خود اس سے بہت راضی ہوں“

رزاق سلطان کا سنجیدہ لہجہ بات مکمل کرتے آخر میں کچھ ہشاش بشاش سا ہوا تھا آدم نے سختی سے بیگ پر گرفت مضبوط کی وہ مسکرا بھی نہ سکا۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اتنی شرمندگی اُس نے زندگی میں کبھی نہیں اٹھائی تھی جتنی کہ آج اُس لڑکی کی وجہ سے اٹھانی پڑ گئی تھی۔

”اب اگر تم یہی چاہتے ہو تو ہم منگنی کروادیتے ہیں تم دونوں کی۔۔۔ تم کیا کہتے ہو؟“

وہ خوشی سے پوچھ رہے تھے آدم نے بہت مشکل سے اُن کے خوشی سے چمکتے چہرے کو دیکھا اور پھر کچن کی اوٹ سے نکلے سر کو۔۔۔۔۔ وہ اس وقت جس سے ضبط سے کھڑا تھا وہی جانتا تھا۔

اُس نے شیز اسلطان جیسی احمق لڑکی کبھی نہیں دیکھی تھی۔

اب اگر وہ انکار کر دیتا تو کیا عزت رہ جانی تھی اُس کی اپنے باپ کی نظروں میں؟

”پتہ نہیں یہ لڑکیاں دماغ سے پیدل کیوں ہوتی ہیں“ وہ صرف سوچ سکا تھا۔

اُس نے اپنے اندر ابلتے غصے کو قابو کیا اور رزاق سلطان کو دیکھا۔۔۔

”ہم آج شام منگنی کر لے گے چچا جان“ اُس نے کہا پھر دھیماسکرایا اور دوسرے ہی پل وہ ریسٹ وایچ کو دیکھنے لگا۔

”میں چلتا ہوں مجھے دیر ہو رہی ہے“ اُس کی بات پر خوش ہوتے رزاق صاحب نے اُسے گلے لگایا تھا اُس نے اب کچن سے باہر ہو کر کھڑی شیز اسلطان کو خوشخوار نظروں سے دیکھا۔۔۔

شیز اسلطان نے دائیں آنکھ و نک کی تھی وہ حیران نہیں ہوا تھا وہ اب اُس سے ہر چیز کی امید کر سکتا تھا۔

”جاؤ بیٹا تم شام کو ملتے ہیں“ رزاق صاحب نے خوشی سے اُسے الگ کرتے جانے کی اجازت دی وہ مسکرایا اور پلٹ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا نظروں سے او جھل ہوتا چلا گیا۔۔۔

رزاق صاحب اب کمرے کی طرف جاتے اپنی بیگم کو خوشخبری دینے والے تھے جبکہ شیز اسلطان واپس کچن کی اوٹ میں ہو گئی وہ جانتی تھی اگر وہ ابھی باپ کے سامنے گئی تو وہ اُسے اچھی خاصی جھاڑ پلائے گے۔۔۔

”میں نے کہا تھا تم میرے ہو۔۔۔ سو فائنلی شام ہوتے ہی تم آدھے میرے ہو چکے ہو گے آدم سلطان“

چھری کچن کاؤنٹر سے اٹھاتے اُس کی آنکھوں میں ایک جنون سا چمک رہا تھا وہ انگشت شہادت کو چھری پر پھیر رہی تھی پھر یکدم ہلکا سا کٹ اُس کی انگلی میں لگا۔

”سس۔۔۔! تم زخم دیتے ہو آدم سلطان“ چھری اُس کے ہاتھ سے بے ساختہ گری اُس نے انگلی سے نکلتے خون کو دیکھا۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”اور مجھے وہ سب پسند ہیں جو تم دو چاہے زخم سہی“ وہ بھرپور ہنسی دوسرے ہی لمحے وہ انگلی منہ میں دبا چکی تھی۔
اُس کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔

”سرپرائز...!“ ایک طنزیہ ہنسی تھی جو اُس کے لبوں پر تھی۔
وہ کہتی تھی وہ اچھے سرپرائز دیتی ہیں اب اگر وہ سرپرائز دوسروں کو شک دیتے ہیں تو یہ اُن کی غلطی ہے۔
وہ اب کچن سے نکلتی اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی اُسے ایک بہت خاص کام کرنا تھا۔۔۔



”بساط“

میج کی رنگ پر اُس نے موبائل اٹھایا تھا واٹس ایپ اوپن کرنے سے لے کر شیز اسلطان کے بھیجے گئے میج کو دیکھنے
تک وہ سکون میں تھی ہاں بس وہی تک ہی۔۔۔۔۔!! اور پھر اُس نے شیز اسلطان کے کہنے پر اُس کا ریسنٹ
اڈیٹ کیا ہوا سٹیٹس چیک کیا۔

وہ خوش تھی کہ شیز نے اُسے خود میج کیا تھا اور پھر آہستہ آہستہ اُس کا چہرہ تاریک ہونے لگا اُس کی مسکراہٹ
خاموشی سے لبوں سے جدا ہو گئی۔۔

”انگیجمنٹ ان ایوننگ وڈ کزن“ مبشرہ شاہ نے وہ لائن نہیں پڑھی تھی۔۔ اُس کی آنکھوں نے وہ لائن پڑھی تھی
اور دل نے محسوس کی تھی۔۔

اُس کی آنکھیں کئی لمحے تک موبائل کی چمکتی سکرین پر جمی رہی پھر آہستہ آہستہ چمکتی سکرین دھندلانے لگی تھی
”مبارک نہیں دو گئی دوست کو؟“ اوپر شیز کے میج کا نوٹیفیکیشن آیا تھا اُس نے کانپتے ہاتھوں سے چیٹ اوپن کی تھی
”کس کے ساتھ منگنی؟“ اُس نے ہاتھوں کی لرزش کو قابو کرنے کی ناکام کوشش کرتے میج ٹائپ کرتے پوچھا
وہ جواب جانتی تھی لیکن پھر بھی۔۔۔!

شیز اسلطان کے کوئی سیکنڈوں کزن نہیں تھے اور نہ وہ سینکڑوں کزنز کا برائی سے بھرتا ذکرہ اُس کے سامنے کرتی
تھی۔

”جس سے تم ریجکٹ ہوئی۔۔ سو سوری میرا مطلب ہے میری پیاری دوست۔۔ میرا پیارا کزن آدم۔۔۔ ہاں پیارا
اور میرا آدم“

فوراً میج موصول ہوا تھا پہلے ہی لکھ کر رکھا گیا ہو جیسے شیز اسلطان جانتی ہو کہ مبشرہ شاہ کیا پوچھے گی۔۔۔
وہ کتنے اچھے سے مبشرہ شاہ کو جانتی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”ہر کسی کے ساتھ اتنا گہرا تعلق بھی نہیں رکھنا چاہیے کہ وہ آپ کو اچھے سے جان جائے۔۔۔ ہر کوئی اس قابل نہیں ہوتا“

”بائے داوے اب تمہاری طبیعت کیسی ہے ڈیر فرینڈ؟“

”احتیاط کرو۔۔۔! زمانہ خراب ہے“ مبشرہ نے آنکھیں زور سے میچ کر کھولیں اُس نے موبائل ویسے ہی اُس کی چیٹ اوپن کیے ایک سائیڈ پر رکھ دیا وہاں کئی میسج آرہے تھے۔۔۔

وہ خود قدرے فاصلے پر رکھے سنگھار میز کے سامنے ٹک کر خود کو دیکھنے یک ٹک دیکھنے لگی۔۔۔ اپنی ادھوری محبت کا اُسے غم تھا لیکن منافق دوست کا غم اُس غم سے کہی اوپر تھا۔۔۔ ہر میٹھا لہجہ اپنا نہیں ہوتا۔۔۔

”شیز اسطان تمہارے لیے تو میں نے ہمیشہ اچھا چنا تھا پھر۔۔۔۔۔؟؟“ اُس کی آنکھیں اب خود کو آئینے میں تکتے پتھر انے لگیں تھیں۔

مبشرہ شاہ نے آج ایک سبق سیکھا تھا۔۔۔ ایک سبق کہ !!!

ہم جن کے لیے اچھا چنتے ہیں ضروری نہیں وہ بھی ہمارے لیے اچھا ہی چنتے۔۔۔

کسی کی آواز پر اُس نے اپنی آنکھیں رگڑیں وہ شیشے کے سامنے سے ہٹ گئی

”احتیاط سے۔۔۔ زمانہ خراب ہے“ اُسے شیز اسطان کی احتیاط یاد آئی تھی وہ بے ساختہ مسکرائی۔۔۔۔۔ پھیکا سا مسکرائی۔ اُسے ایک منافق دوست ملی تھی۔۔۔۔۔

اور منافق دشمن سے اتنا خطرہ نہیں ہوتا جتنا کہ منافق دوست سے ہوتا ہے وہ جانتا ہے آپ کو کب کہاں توڑنا ہے

خوبصورت شیشہ ٹوٹ چکا تھا اب وہ خطرناک اور تیز دھار ہتھیار کی طور پر استعمال میں لایا جاسکتا تھا۔

”بی بی جی یہ پارسل آیا ہے“ ملازمہ ایک بڑا سا باکس اٹھائے اُس کے کمرے کی دہلیز پر آئی تھی۔

”مبشرہ بی بی جی؟“ ملازمہ نے اُسے ساکت کھڑے دیکھ پھر پکارا تھا۔

”ہ۔ہاں۔ہوں؟“ اُس کی سوچ شیز اسطان کی طرف سے واپس پلٹی تھی۔

”یہ آپ کے لیے آیا ہے“ ملازمہ نے باکس پکڑے ہوئے ہی پھر سے بتایا۔۔۔

”ہممم یہاں رکھ دے پلیز“ وہ آگے بڑھی تھی ملازمہ نے باکس صوفے کے سامنے دھرے میز پر رکھ دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ آگے بڑھتی اب باکس کو غور سے دیکھ رہی تھی اُسے یاد ہے اُس نے کچھ بھی نہیں منگوایا تھا اور ایسی اُس کی کوئی دوست بھی نہ تھی جس نے اُسے کچھ بھیجا ہو پھر یہ۔۔۔؟؟ وہ باکس کو دیکھتے یہی سب سوچ رہی تھی جب ملازمہ کی پکار پر چونکی۔

”ہ۔ہاں؟“ اُس نے جھکے ہوئے ہی گردن موڑ کر ملازمہ کو دیکھا۔

”بی بی جی میں نے کہا میں جاؤں؟“

”ہاں آپ جائیں۔۔ شکریہ“ وہ ہلکا سا مسکرائی اور دوسرے لمحے واپس گردن سیدھی کی۔

وہ اب باکس کھول رہی تھی۔۔ دوسرے پل باکس کھول گیا اُس نے بال کان کے پیچھے اڑتے حیرت سے اندر کے سامان کو دیکھا۔۔۔۔۔۔

اُس نے باکس کے اندر ہاتھ ڈالتے وہ سفید رنگت کا لفافہ نکالا تھا وہ کوئی ”خط“ تھا اُس نے الٹ پلٹ کر دیکھا۔
”ایک خط؟؟ عجیب“ اُس کی آنکھیں متجسس ہوئیں۔
وہ سفید رنگ کا ایک لفافہ تھا وہ بے اختیار چونکی تھی۔

اُس لفافے کو ایک سفید رنگ کی مہر سے بند کیا گیا تھا اور مہر کے پیچھے ”بلیوڈیزی“ کا پھول رکھا گیا تھا۔
”بلیوڈیزی!!“ وہ زیر لب بڑبڑائی یہ اس کا پسندیدہ پھول تھا بھلا ایک انجان خط بھیجنے والا اس کی پسند کو کیسے جان سکتا تھا؟؟

اُس نے باکس چیک کیا ادھر ادھر ہڑبڑاہٹ میں ہاتھ مارے اُسے کوئی پتایا نام کچھ بھی نہیں ملا اُس نے پھر ہاتھ میں تھامے لفافے کو قدرے خوف سے دیکھا۔۔

”بلیوڈیزی!!“ اُس کے لب ہلکے سے حرکت کر رہے تھے۔

اُسے بلیوڈیزی بہت پسند تھے وہ ہمیشہ سے انہیں اپنے پاس چاہتی تھی لیکن وہ انہیں بیرون ملک سے منگوا نہیں پائی اُس نے احتیاط سے وہ مہر لفافے سے کھینچے تھی جن کے پیچھے بلیوڈیزی کا ایک چھوٹا سا پھول رکھا گیا تھا۔
اب وہ گلاس پلاسٹک کی مہر جس کے پیچھے پھول تھا اُس کے ہاتھ میں تھی اُس نے اُسے میز پر رکھا۔

اور لفافہ کھولا اُس میں سے ایک کاغذ نکلا تھا ایک خط۔۔

اُس نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے وہ خط کھولا تھا اُس کا ذہن یکدم ہی لاء کالج میں ہوئے واقعہ کی جانب گیا تھا۔
وہ اب بے دھیان سے خط کھول رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”بساط“۔۔۔۔۔!!!“شطرنج کے دو پیادے آمنے سامنے ہیں“

اُس کی پیشانی پر نم ہوئی تھی پہلا لفظ وہی تھا تو مطلب وہ اُس کا وہم نہیں تھا۔۔۔ مطلب وہ سچ تھا ایک خطرناک سچ
”کالا پیادہ غلط چال چلے گا“ اُس نے کالی سیاہی سے رنگا جملہ پڑھانا سمجھی سے اُس کے ماتھے پر لکیریں ابھر گئیں۔

”غلط چال چلے گا تو نقصان اٹھائے گا“ اگلا جملہ پڑھتے اُس کا دل انجانے میں خوف سے دھڑکا۔

”ہم شہ مات پر آمنے سامنے ہو گے“

یہ تیسرا جملہ تھا وہ پڑھتے ہی لب بھینچ گئی اُس نے خط کو الٹ پلٹ کر دیکھا وہاں کچھ نہیں کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔

اُس نے میز پر دھرے ”بلیوڈیزی“ کو دیکھا کیسا اجنبی تھا اُس کی پسند سے واقف تھا۔

اُس نے باکس کے اندر جھانکا پیشانی پر فکر کی لکیریں اب بھی ہنوز موجود تھی۔

وہاں کچھ اور بھی تھا وہ کوئی سخت کارڈ بورڈ تھا اُس نے خط ہنوز تھامے ہی اُسے باہر نکالا۔۔۔ وہ شطرنج تھی اُس نے

اندر جھانکا وہاں کچھ بھی نہیں تھا کوئی مہرہ نہیں کچھ بھی نہیں۔۔۔

اُس نے باکس میز سے نیچے رکھا اور بساط کو میز پر رکھا۔

”یہ کیا عجیب مذاق ہے“ وہ لب دبائے فکر مندی سے گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھی تھی۔

وہ چونکی تھی شطرنج کے بورڈ کی ایک جانب باہری طرف وسط میں اُس کا نام تھا۔

”مبشرہ شاہ۔۔۔!! یہ میرا نام کیوں ہے؟؟“ اُسے بیک وقت فکر اور خوف محسوس ہونے لگا۔

اُس نے اُس کی سیدھ میں دوسرے کنارے پر دیکھا وہ خالی تھا اُس پر کچھ درج نہیں تھا۔

”عجیب“ اُس نے خط کے بعد اُس شطرنج کے خالی بورڈ کو دیکھا۔۔۔

”ریکس مبشرہ کوئی مذاق کر رہا ہے“ وہ گہرا سانس بھرتی خود کو تسلی دے رہی تھی۔۔۔ وگرنہ ایک دن میں ہی دو

واقعات نے اُسے خاصے خوف میں ڈالا تھا۔

یکدم موبائل کی بیپ پر وہ سر جھٹکتی وہاں سے اٹھی تھی بیڈ کے قریب جاتے اُس نے موبائل اٹھایا۔

کوئی ای میل آئی تھی اُس کے موبائل پر اُس نے بے دھیان میں اُسے کھولا تھا وہاں ساتھ کوئی ایٹیچ فائل تھی۔

اُس نے وہ کھولی تھی اور یکدم مارے خوف سے اُس کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر زمین بوس ہو گیا۔

اُس نے ادھر ادھر دیکھا تھا خوف سے اُس کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔۔

اُس نے حلق کو تر کرتے جھک کر موبائل کو اٹھایا وہاں اُس کی تصویر چمک رہی تھی۔ یہ خوف کی بات نہیں تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

خوف کی بات یہ تھی کہ تصویر جو موبائل پر چمک رہی تھی وہ اُس وقت کی تھی جب وہ گھٹنوں کے بل بیٹھی شطرنج کو دیکھ رہی تھی اور ہاتھ میں خط پکڑا ہوا تھا۔۔ یعنی ابھی کی۔

وہ کمزور دل کی مالک تھی اُس کے لیے یہ بات بھی اچھے خاصے شاک کے مترادف تھی بھلا ابھی اسی وقت میں ہی اُس کی تصویر لے کر اُسے کون بھیج سکتا ہے؟

وہ تیزی سے اٹھی تھی اُس نے کمرے کے باہر دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا کمرے کے اندر آتے وہ ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔

اُس کی سانس بہت تیز چلنے لگی۔۔ دل بار بار ڈوبنے لگا تھا اُس کی نظر سامنے کھڑکی پر پڑی تھی اُس کے قدم اب خوف کا شکار تھے۔ وہ بس ہاتھ میں خط اور موبائل تھا مے کسی مردے کی طرح سامنے دیکھ رہی تھی جب اچانک موبائل کی بپ پھر سے ہوئی تھی۔۔۔

اُس نے بہت آہستگی سے اور خوف سے موبائل کو اپنی نظروں کے سامنے کیا۔ ای میل آئی تھی وہی آئی ڈی تھی۔ ”بساط صفرا ایک ایٹ سائن جی میل ڈاٹ“ اُس نے میل اوپن کی تھی دوسرے ہی لمحے اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں موبائل اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین گرا۔

وہ جس طرح سٹل کھڑی کھڑکی کی طرف دیکھ رہی تھی ویسے ہی اُس کی تصویر لے کر بھیجی گئی تھی ایک کپشن تھا۔ ”بلیوڈیزی۔۔۔! میسنر نیویگنگ (نئی شروعات)؟!۔“

وہ کمرے سے فوراً باہر بھاگی تھی خط، موبائل اور باقی تمام چیزیں وہی پڑی کی پڑی رہ گئی تھی۔

وہ آنکھوں میں آنسو لیے بھاگی تھی اور پھر روتے ہوئے وہ سیدھا وائے بی کے کمرے میں رکی تھی اُس نے گہرا سانس بھرا تھا۔

”وائے بی“ رندھی رندھی آواز اُس کے حلق سے بہت مشکل سے برآمد ہوئی تھی یحییٰ شاہ جو سٹڈی ٹیبل پر جھکا ہوا تھا حیرت سے گردن موڑ کر اُسے دیکھتے چیئر کھسکا کر اٹھا تھا۔

”مبشرہ جی۔۔! کیا ہوا؟“ وہ حیرت سے اُسے دیکھ رہا تھا اُس کی پھیلی آنکھوں میں خوف ہلکورے لے رہا تھا اور اُس کے ساتھ آنسوؤں کی آمیزش نے اُس کا پورا چہرہ بھگودیا تھا۔

”وائے بی۔۔“ وہ سسکی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھاگ اُس کے گلے لگتی زور زور سے رونے لگی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یحییٰ شاہ کی آنکھیں پوری کھلی تھی وہ حیرانگی سے اپنے ساتھ لگ کر روتے اُس کے وجود کو دیکھ رہا تھا۔ اچانک بہت اچانک ہی اُس کی دھڑکن رکی تھی اور حلق خشک ہوا تھا اور پھر دوسرے ہی لمحے اپنی دھڑکن معمول سے تیز لگی تھی۔

”مب۔۔!!“ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا جب اُس نے اُس کی پشت سے شرٹ کو میٹھیوں میں مزید جکڑا تھا وہ اب پہلے سے بلند آواز میں رو رہی تھی۔

”مبشرہ۔۔!!“ اُس نے بہت تیز لہجے میں پکارا تھا شاید خود کو ہوش دلانے کے لیے پھر اُس نے گہرا بے آواز بھرتے بڑے ضبط سے اُسے خود سے الگ کیا اُس کے بازو پر دھرا اُس کا ہاتھ تک کانپ اٹھا تھا۔

”وہاں کوئی ہے وائے بی کوئی مجھے سٹوک کر رہا ہے“ وہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے ایک سانس میں ہی بول رہی تھی۔

”وہاں۔۔و۔ وہاں کوئی ہے وائے بی ک۔ کسی م۔ مجھے خط بھیجا اور کالج م۔ میں وہ۔۔!!“

”مبشرہ ہوش میں آئے“ وہ اپنے ہاتھوں کی لرزش پر قابو پاتے اب اُسے کندھوں سے جھنجھوڑتے قدرے بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔

”وائے بی“ مدھم آواز تھی شکستہ ہوئے لہجے کے ساتھ۔۔ پھر آنسو کی ایک لکیر اُس کی گال پر لڑھکی۔

”ایم سوری مبشرہ۔۔! مجھے صحیح سے بتاؤ کیا ہوا ہے؟“

وہ گردن جھکائے گہرا سانس کھینچتے اب نرم لہجے میں بہت نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

”ن۔ نہیں نہیں۔۔! آپ چینیخے ہیں مجھ پر۔۔!!“ وہ مدھم لہجے میں بولتے بولتے آخر میں اُس کے ہاتھ جھٹکتے وہ خود چینخ رہی تھی ساتھ ہی کئی آنسو اُس کی آنکھوں سے بھی بہہ رہے تھے۔ وہ ہلکی سرخ ہوتی شہد رنگ آنکھوں سے اُس کے ہاتھ جھٹکتی واپس بھاگ گئی یحییٰ فکر مندی سے اُس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔۔

وہ سڑھیاں چڑھتا اُس کے کمرے میں گیا تھا اُس نے دیکھا وہ کمرے کے وسط میں بے دھیان سی کھڑی ہے۔

”مبشرہ۔۔!!“ یحییٰ نے پیچھے سے آتے فکر سے اُسے دھیمی آواز میں پکارا اُس نے پلٹ کر یحییٰ شاہ کو دیکھا تھا

الجھن زدہ نظروں سے۔۔۔۔۔

”کیا ہوا ہے مجھے بتائیں۔۔۔! آرام سے بتائیں“ اُس کے آنسوؤں سے ترچہرے کو دیکھ وہ اُسے پُر سکون کرنے کی کوشش کرتے بولا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”یہاں تھا وائے بی۔۔ میں جھوٹ نہیں بول رہی،“ وہ انگلی زمین کی طرف کیے کہہ رہی تھی پھر اُس نے خوف سے کھلی کھڑکی کو دیکھا۔۔

”کیا تھا مجھے بتائیں آئی نو آپ جھوٹ نہیں بولتی،“ اُس نے مبشرہ کے قریب جاتے گردن جھکا کر نرمی سے پوچھا۔۔

”یہاں۔۔۔۔!“

”پہلے تو آپ رونا بند کریں پلیز۔۔ شاباش“ وہ اُس کا ہاتھ تھامتے ہاتھ پر دباؤ دیتے نرم لہجے میں بولا مبشرہ خالی دماغ سے اُسے دیکھنے لگی۔

”رونا بند کریں پلیز مبشرہ جی،“ وہ ضبط سے کہنے لگا۔

مبشرہ نے اپنا دوسرا ہاتھ اٹھا کر اپنے آنسو صاف کیے تھے پھر گہرا سانس بھرا اور یحییٰ کے ہاتھ میں موجود اپنے ہاتھ کو جھجھکتے ہوئے کھینچا تھا۔۔ اُس نے پھر اپنے کمرے کو دیکھا پھر خشک لبوں کو تر کیا۔ یحییٰ اُس کی ہر حرکت کو باریک بینی سے نوٹ کر رہا تھا۔

”آپ ہی جانتے ہیں نا مجھے بلیوڈیزی پسند ہے؟“ وہ اب سپاٹ چہرے سے یحییٰ کو تک رہی تھی۔

”ہاں پتہ ہے تو؟“ یحییٰ نے الجھن سے اُس کے یکدم بدلتے تاثرات کو ملاحظہ کیا۔

”آپ نے یہ بھیجا ہے نہ؟“ اُس نے آگے بڑھتے میز پر دھری گلاس پلاسٹک کی مہر اور چھوٹے سے ایک بلیوڈیزی کو ہتھیلی میں لیتے پوچھا۔

”نہیں۔۔!! میں نے نہیں بھیجا“ وہ قدرے حیرت سے اُس کے ہاتھ میں موجود اُن دو چیزوں کو دیکھ رہا تھا۔

”آپ کے علاوہ میری پسند کون جانتا ہے وائے بی،“ یحییٰ کو سمجھ نہیں آئی وہ پوچھ رہی تھی یا شک کر رہی تھی۔

اُس کا لہجہ بہت عجیب تھا۔

”ہوا کیا ہے؟ کیا آپ بتائے گی میں خالی مہر کے ساتھ ایک پھول کیوں بھیجوں گا؟؟ اور یہ امپورٹڈ ہوتے ہیں آپ

جانتی ہیں نا اور میں ایک سٹوڈنٹ ہوں۔۔ ایک کنگال سٹوڈنٹ“

اُس نے اُسے خود کوشاکی نظروں سے تکتے پا کر خاصی تفصیل کے بعد آخری بار ہلکے پھلکے انداز میں کی۔

”آپ جھوٹ بول رہے ہیں وائے بی،“ وہ اب بھی مطمئن نہیں ہوئی تھی اُس کے ذہن میں یکدم کلک ہوا تھا ایک

دوسرے کو قدم باشندوں کی طرح خط تو وہ دونوں ہی لکھتے تھے۔۔

وہ کچھ دیر کچھ نہیں بولا بس اُسے دیکھتا گیا مبشرہ اُس کی نظروں سے پزل ہوتے ادھر ادھر دیکھتے پھر سر جھکائے ہتھیلی پر موجود چیزوں کو دیکھنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”آپ میری اچھی دوست ہیں اور میں دوستوں سے جھوٹ نہیں بولتا، اُس نے لب بھینچے کہا تھا مبشرہ نے سراٹھا کر اُسے دیکھا۔

”اب مجھے پوری بات بتائے“ وہ اب سینے پر بازو باندھتے پوچھنے لگا تھا۔
”وہ وائے بی۔۔!“ اُس نے گہرا سانس بھرا اور پھر سب کچھ اُسے بتاتی چلی گئی اُس کی آنکھوں میں کچھ خوف تھا جو یحییٰ کا ناگوار گزرا تھا۔

”کہاں ہے وہ خط؟“ اُس نے پوچھا۔

”یہ دیکھے یہ رہا،“ اُس نے خط زمین سے اٹھایا کھولا اور بس وہ چپ ہو گئی۔

”یہ تو خالی ہے“ آدم نے اُس کے ہاتھ سے سفید کاغذ کو لیتے قدرے حیرانی سے کہا۔

”وائے بی میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ یہی ہاں ای میل۔۔۔!“ وہ فوراً حرکت میں آئی تھی اُس نے اپنا موبائل زمین سے اٹھا کر آن کیا اور ای میل کی آپلیکیشن اوپن کی تھی۔
اُس کے ہاتھ تیزی سے ٹچ سکرین پر چل رہے تھے۔

”کیا ہوا؟“ اُس کے قریب کھڑے اُس کے موبائل میں دیکھتے یحییٰ نے اُسے اب کی بار حیرت سے پوچھا
”کہاں ہے ای میل؟“ وہ پھر پوچھ رہا تھا۔

”میں جھوٹ نہیں بول رہی یہی تھی میں۔۔۔!“ اُس کی آواز رندھ گئی تھی اُس کا ذہن الجھنے لگا تھا۔

”یہ دیکھے یہ شطرنج کا بورڈ یہاں میرا نام ہے“ اُس نے میز پر پڑی شطرنج کو دیکھتے اُس جانب بڑھتے کہا۔
”ہمم۔۔۔ کیا پتہ آپ نے خود منگوا یا ہو“ یحییٰ نے غور سے دیکھا وہاں واقعی اُس کا نام درج تھا۔

”مجھے تو یہ کھیلنے بھی نہیں آتی اور میں کیوں صرف شطرنج کا بورڈ منگوانے لگی اس کے مہرے کیوں نہیں“
وہ یحییٰ کی بات پر قدرے غصے سے کہنے لگی اُسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اُس کے ساتھ ہو کیا رہا تھا۔
”ہمم۔۔۔“ اُس کی بات میں دم تھا یحییٰ ہنکار بھر کر رہ گیا۔

”آپ کو لگتا ہے میں جھوٹ بول رہی ہوں؟“ مبشرہ نے اُسے سوچ میں ڈوبے دیکھ رندھی ہوئی آواز میں پوچھا۔
”نہیں!! مجھے ایسا کبھی نہیں لگ سکتا“ اُس نے سوچوں سے باہر آتے پھر اُسے دیکھ کر نرم مسکراہٹ سے کہا۔
مبشرہ شاہ کو کچھ حوصلہ ملا تھا ورنہ دوپیل میں اُس کا دماغ مفلوج ہونے لگا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”آپ آرام کرے۔۔ آپ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی ناتب تک میں پتہ کروانا ہوں سب ٹھیک ہے“ اُس نے نرم لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے لیکن میں جھوٹ نہیں بول رہی“ وہ اب بھی کسی خدشے میں تھی۔

”میں جانتا ہوں“ وہ مسکرایا اور پھر دھیرے سے سر کو خم دیتے اُس نے وہ خاکی باکس جس میں وہ شطرنج بورڈ آیا تھا اٹھا کر پلٹ گیا پھر رکا مبشرہ نے اُس کی پشت کو دیکھا۔

”دوبارہ اتنا بے اختیار مت ہوئے گا مبشرہ!! میں بار بار ہاتھوں کی لرزش پر قابو نہیں پاسکتا“

وہ بغیر پلٹے ہی بولا تھا مبشرہ شاہ کا چہرہ اُس کی بات سمجھتے پیشمانی سے سرخ پڑ گیا وہ نچلا لب کاٹ کر رہ گیا۔

وہ اب اُس کے کمرے سے جا چکا تھا جبکہ وہ گہرا سانس لے کر رہ گئی اُسے اپنی بے اختیاری پر سخت شرمندگی ہوئی تھی۔ پھر وہ موبائل اور خالی سفید کاغذ ہاتھ میں لیے صوفے پر جا کر بیٹھی تھی۔۔۔

”کون ہو تم؟“ اُس نے بلیوڈیزی کو دیکھتے مدھم لہجے میں کہا۔۔۔۔

وہ نہیں جانتی وہ مذکر تھا یا مونث تھی۔۔۔ لڑکا تھا یا لڑکی تھی بس اُسے خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

”کالے پیادے نے اگر غلط چال چلی؟“۔۔۔ اس کا کیا مطلب تھا کیا کالے پیادے اُس کے تھے۔۔۔

اُس نے خالی ذہن سے شطرنج کے بورڈ پر موجود اپنے نام کو دیکھا۔۔۔

وہ بساط میں الجھنے والی تھی انسانی مہروں سے کھیلنے والی تھی۔۔۔



”کراچی“

”کہاں ہو تم؟“ وہ کتابوں پر جھکی ہوئی تھی جب موبائل کی میسج رنگ بھی تھی اُس نے نظر انداز کیا تھا۔

”سانولی سلطانہ“ ایک اور میسج۔

”کہاں؟“

”ہو“

”تم“

”؟“ اُس نے ایک جملے کو توڑ توڑ کر میسج کرتے پوچھا تھا۔

”جہنم میں ہوں آنا ہے تمہیں؟“ موبائل غصے سے اٹھاتے اُس نے میسج لکھ کر اتنے ہی غصے سے بھیجا تھا۔

”میں تو نہیں آتا جنت سے اپنی حوریں چھوڑ کر تمہارے ٹھکانے“ میسج پڑھتے ہی اُس نے دانت بری طرح پیسے

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”اے جے کے بچے“ اُس نے قدرے بلند لہجے میں غصے سے کہا۔

”یہ تیسرا بچہ ہے ہمارا“ آواز پر اُس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا وہ تقریباً دس بارہ قدم دور سے چلا آ رہا تھا اُس کی بات پر غصے سے اُس کے رخسار سرخ ہوئے تھے اُسے نے ادھر ادھر لوگوں کو دیکھا۔۔۔

پھر غصے سے یکدم کھڑے ہوتے وہ اے جے کی طرف بھاگنے لگی تھی جو کسی لڑکی کو مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔۔۔

”اوئے اوئے شیطان جنتی کے پیچھے پڑ گیا“ وہ اُسے غصے سے اپنی طرف بھاگ کر آتے دیکھ بلند لہجے میں کہتے بھاگنے لگا تھا۔۔۔۔۔

”اے جے آج میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی“ وہ ہاتھ کا مکا بنائے اے جے کے پیچھے گراؤنڈ میں ادھر ادھر بھاگ رہی تھی۔

”مرحبا مر حبا!! چار لڑکیوں میں ایسی بے تابی ظاہر مت کرو مجھے حیا آتی ہے“ وہ بھاگتے بھاگتے مصنوعی خفگی چہرے پر سجائے کہہ رہا تھا اُس کی بات پر میراب سلطان وہی رک گئی اُس نے نچلا لب دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ روکی۔

جبکہ وہاں موجود سٹوڈنٹس ہنس رہے تھے اب تو تقریباً پوری یونیورسٹی میں اے جے اور اے جے کے لاتعداد بچوں کے قصے مشہور ہو گئے تھے۔۔۔

”مرحبا مر حبا میری خوشیاں“ وہاں موجود ہنستی ہوئی لڑکیوں کو دیکھا وہ اتنی آواز میں بڑبڑایا کہ میراب سن چکی تھی۔۔۔

”خوشیاں؟“ اُس نے گردن گھما کر گراؤنڈ میں دور دور تک پھیلی لڑکیوں کو دیکھا ”یہ اے جے کی چلتی پھرتی خوشیاں“

میراب نے اب غصے سے اُسے دیکھا تھا پھر پلٹ گئی چار قدم اٹھانے پر اُس نے پھر پلٹ کر دیکھا اور اُس نے آنکھیں گھمائیں۔

اے جے اپنی خوشیوں کے ساتھ لگا خوش ہو رہا تھا۔ میراب نے کمر پر ایک ہاتھ ٹکائے اُسے دیکھا جو ایک لڑکی کے رجسٹرڈ پر جھکا بظاہر کچھ بتا رہا تھا لیکن وہ جانتی تھی وہ یقیناً اپنا نمبر دے رہا ہوگا۔

اُسے اب لگنے لگا تھا ضرور اے جے کے دل میں کوئی سنسرفٹ تھا جو لڑکیوں کو دیکھ کر واہٹ کرتا تھا۔

”اے جے“ اُس نے اب تنبیہ آواز میں پکارا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ وہی کھڑی تھی وہ اب اُس کی طرف آ رہا تھا پھر اُس کے سامنے کھڑے قدرے خفگی سے اُسے دیکھنے لگا
”تم جلتی رہنا میری خوشیوں سے“ وہ ناک چڑھا کر کہہ رہا تھا۔۔۔

”خوشیاں؟ واقعی میں اے جے“ وہ کچھ حیران سی تھی پھر پوری یونیورسٹی میں جہاں تک نظر جاسکتی تھی وہاں
موجود لڑکیوں کو دیکھا۔۔۔

یہ ہینڈ سم اے جے کی خوشیاں تھیں رنگ برنگی چلتی پھرتی خوشیاں۔۔۔۔
”کیا ہے اب بولو“ بڑا احسان کرتا لہجہ تھا۔

”کچھ نہیں“ خفگی بھرے لہجے میں جواب ملا تھا وہ پلٹ گئی۔

”بولو بھی“ وہ یکدم اُس کے سامنے آیا تھا سلطانہ ہڑ بڑا ہٹ میں دور ہوئی۔
”بہت بری حرکت ہے یہ“ وہ دانت کچکاتے بولی۔

”کون سی؟“

”یوں چمپینزی کی طرح اچھل کر میرے سامنے آنے کی“ وہ اب بھی خفا تھی۔

”اچھا سانولی سلطانہ آپ کا خادم معافی طلب کرتا ہے“ ہاتھ کھڑے کرتے اُس نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

”اگر وعدہ کرو میرا ایک کام کرو گے تو“ وہ نخوت میں آئی تھی۔۔۔

”ایک خادم سے کام کروائے گی ایک وعدہ لے گی۔۔۔!! بولو“ اُسے بڑبڑاتے پھر آخر میں احسان کن لہجے میں
پوچھا۔

”کر و وعدہ پورا کرو گے“ اُس نے اکڑتے ہاتھ آگے پھیلا یا۔

”کروں گا لیکن ایک شرط ہے“

”وعدے پر شرط۔۔۔ اچھا چلو کہو“ تیکھے چتون لیے جیسے احسان کیا تھا اُس نے اے جے نے منہ بگاڑا۔

”جب بھی ہم وعدہ کریں گے ایک سچ بولے گے اور ایک دوسرے کے لیے ایک اچھی بات کہے گے“ اُس نے
شرط رکھی۔

”کیا عجیب تک ہے۔۔۔ ٹھیک ہے“ وہ بول رہی تھی پھر اُسے ہاتھ پیچھے کھینچتے دیکھ جلدی سے کہہ اٹھی۔

”چلو بولو ایک سچ یا میرے لیے اچھے الفاظ“ اُس کے پھیلے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے وہ بہت خوش تھا اُس کی سنہری آنکھیں

بھی چمک رہی تھی۔ میرا اب نے کوفت زدہ اور بے بسی سے اُسے دیکھتے گہرا سانس بھرا۔۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”اے جے تم تھوڑے تھوڑے پیئڈ سم ہو“ بڑج بے زاری سے کہتے اُس نے پھر اے جے کو مصنوعی مسکراہٹ سے دیکھا۔

”تو ایک سیچ بولنے کا فیصلہ کیا تم نے،“ اُس کی مسکراہٹ رک ہی نہیں رہی تھی وہ اتر کر کہنے لگا۔

”یہ اچھے الفاظ تھے“ اور اے جے کی مسکراہٹ یکدم ہی سمٹ گئی۔۔۔ میرا ب کا کوفت زدہ چہرہ اب کھل اٹھا تھا

اُس نے کندھے اچکائے۔

”سچ کہو اب“ وہ ناک چڑھا گیا تھا۔

”بے شک تمہاری آنکھیں چمپنزی کی طرح دکھتی ہیں لیکن خیر خوبصورت ہیں“ وہ اُس کی آنکھوں کو دیکھتے کہہ رہی تھی اے جے نے دانت بری طرح پیسے پھر مسکرایا میراب بھی مسکرائی۔۔۔۔۔۔

”سیچ بولو تو تم اب“ وہ مسکرا ہٹ دبار ہی تھی۔

”میں نے کل تمہیں ڈسکوری چینل پر دیکھا تھا درخت کے اوپر“ وہ مسکرایا تھا۔۔ کھل کے دانت نکالتے

”ہاہاہاہاہاہا“ پاس سے گزرتی وہ دولڑکیوں کا اکٹھا تھقہ تھا میراب نے قدرے سبکی سے آنکھیں میچی اور پھر کھولیں تو وہ کندھے اچکا گیا۔۔ وہ اُس کی بات کا مطلب اچھے سے سمجھی تھی۔۔۔

”اچھے الفاظ کہو اب“ وہ چبا چبا کر بولی جیسے دانتوں کے نیچے اے بے کی گردن ہو۔

”ڈسکوری چینل میں درختوں پر جھولتی تم بلا کی خوبصورت لگ رہی تھی“ وہ اُس نے دوسرا ہاتھ بھی وعدے کے انداز میں ہاتھ کے اوپر رکھتے دانت نکالے کہا۔۔۔

”ہاہاہاہاہاہا“ تھپتھے پر میرا بے گردن نکال کر اے جے کے عقب میں دیکھا وہی دو لڑکیاں کھڑی تھی۔ شاید اسی لیے کھڑی تھی اے جے نے پھر سے کندھے اچکائے۔

”اب وعدہ کر لیں“ اُس نے تیوری چڑھاتے پوچھا غصہ اندر دباتے ہوئے فلحال اُسے اے جے کی ضرورت تھی۔
 ”ہینڈ سم بندہ حاضر ہے“ اُس نے سر کو خم دیا۔

”مجھے گھر جانا ہے میری اسائنمنٹ بناؤ گے تم“ فاتح سی مسکراہٹ تھی اے جے نے ہاتھ کھینچا۔

”تم نے وعدہ کیا ہے“ اُسے ہاتھ کھینچتے دیکھ وہ تیز تیز بولی۔

”اچھا اچھا۔۔۔! میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا“

”پھر میری اسائنمنٹ کون بنائے گا؟“ وہ غصے میں آئی تھی ایسے ویسے قہقہے جو سنے تھے اُس کی وجہ سے

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”مجھ پر چھوڑ بس دو منٹ میں ہو جائے گا حل یہ مسئلہ“ اُس نے آنکھ دبائی تھی۔

”تم کیا کرو گے“ وہ مشکوک نظروں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

”مجھے چیزیں دو اور ڈیٹیل بھی اور پیچھے ہٹو لڑکی دیکھ رہی ہے مجھے مسکرا رہی ہے“ اُس نے تیزی سے کہتے

کندھے سے پکڑ کر میرا ب کو پیچھے کیا وہ گرتے گرتے بچی تھی وہ اب گزرتی لڑکی کو دیکھ مسکرا رہا تھا۔۔۔

”اِس کی تو۔۔۔ ریلکس سلطانہ کام ہے“ وہ میٹھیاں بھینچتے کچھ کہتے کہتے رکی پھر اپنی ساری چیزیں اکٹھی کی۔

”مسکرا نے کا کوٹا پورا کر لیا ہو تو یہ لو“ بے زاری سے کہتے اُس کا ہاتھ کھینچ اُسے چیزیں تھمائی۔

”چلو ہو سٹل جا کر سامان پیک کر لو تم میں ذرا آیا“ وہ گردن کے پیچھے ہاتھ پھیرتے وہاں سے آگے کو بڑھ گیا۔۔۔

”پتہ نہیں اسائنمنٹ ملے گی بھی یا۔۔۔“ وہ اُس کی پشت کو دیکھ سوچ کر رہ گئی یہ اُس کی اہم اسائنمنٹ تھی۔

پھر سر جھٹکا ”جو ہو گا دیکھ لو گی اس کو“ وہ سوچتے ہوئے آگے کو قدم بڑھا گئی۔۔۔

Episode 18

اِس وقت شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے وہ لان میں قدرے اختتام پر لگے درختوں میں سے ایک درخت

کے ساتھ ٹیک لگا کر نیچے زمین پر بیٹھی تھی۔۔۔ زمین سے پتہ اٹھا کر پھر اُس کے کئی حصے کر کے واپس زمین پر

پھینکتی وہ کسی خیال میں الجھی ہوئی لگ رہی تھی۔۔۔۔

کہ اچانک ہی اپنے بائیں رخسار پر گلابوں کی کئی تازہ پتیاں لگنے سے وہ چونکی۔۔۔ اُس نے چونک کر گردن پھیر کر

دیکھا۔

وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑ سے کھڑا تھا ہونٹوں پر مخصوص دھیمی مسکراہٹ تھی اور کالی آنکھیں چمک رہی تھیں

مبشرہ نے دوسرے ہی پل نظریں پھیری گہرا سانس بھرا اور اٹھ کھڑی ہوئی اب وہ یہاں رکنہ نہیں چاہتی تھی۔۔۔

وہ رک بھی نہیں سکتی تھی سو اُس کے قریب سے سے گزر گئی جب اچانک۔۔۔!!

”مبشرہ جی!!“ اپنے قریب سے گزرتے اُس نے اُس لڑکی کا ہاتھ بڑے نرم انداز میں پکڑا تھا پھر پکارا بھی اتنی ہی

نرمی سے تھا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”کیا ہوا ہے مبشرہ جی؟“ وہ اب اُس کے سامنے آیا تھا۔ بالکل سامنے ہاتھ اب بھی تھام رکھا تھا
”ہاتھ چھوڑے میرا یحییٰ“ وہ سخت برہمی سے کہہ رہی تھی البتہ آنکھیں ملانے سے گریز ہی کیا تھا
”پہلے مجھے بتائے، ایسی کیا چیز مانگ رہی ہے آپ جو کبھی قضا بھی ادا نہ کرنے والی لڑکی اب پابندی سے نماز کے
ساتھ ساتھ قرآن پاک تک پڑھ رہی ہے؟“
اُس نے سر جھکاتے اُس کی ہلکی شہد رنگ آنکھوں میں جھانکنا چاہا تھا مگر اُس کی کوشش پر وہ آنکھیں میچ چکی تھی وہ
گہرا ہنسا تھا۔

”آپ کو کان بند کرنے چاہیے تھے اگر آپ میری بات سننا نہیں چاہتی ہو“ وہ سیدھا ہوا اور زیر لب مسکراتے
ایک مخلصانہ مشورہ بھی دے ڈالا تاہم ہاتھ اب بھی نہیں چھوڑا تھا
”یا پھریوں آنکھیں میچ کر کوئی منتر پڑھ رہی ہے“
اُسے آنکھیں کھولتے نہ دیکھ اُسے نے پر سوچ لہجے میں کہا مبشرہ نے ہونٹ بھینچے اور پھر دوسرے ہی پل آنکھیں
کھول کر اُسے سراٹھا کر دیکھنے لگی
”منتر پھونکوں گی تو بات مان لیں گے آپ میری؟“ نجانے کیوں اُسے دیکھ کر پوچھتے اُس کی آنکھوں میں کئی
روشنیاں ابھرنے لگیں تھی
”جنتر منتر کی ضرورت ہی نہیں!!“ اُس کی آنکھوں سے نظریں پھیرتے اُس نے کہا۔۔۔ یکدم ہی اُس کی
آنکھوں میں ٹھہری روشنیاں غائب ہونے لگیں وہ اب تلخ سا ہنسی تھی اُس نے دوسرے ہاتھ سے اپنا ہاتھ یحییٰ
کے ہاتھ سے نکالا۔۔۔

”بڑی بڑی باتیں مت کیا کریں پھر“ وہ بے اعتنائی بھرے لہجے میں بولی ساتھ ہی آنکھوں میں نمکین پانی ٹھہرنے
لگا تھا۔

”نمازیں کیوں پڑھتی ہیں۔۔۔؟ اتنی پابند تو نہ تھی آپ“

پشت پر ہاتھ باندھتے وہ اب اُسے نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ اُسے روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔
”آپ کو بتانا ضروری نہیں سمجھتی“ وہ سخت برہمی سے بولی یحییٰ شاہ نے اُس کی بات پر سر جھکا یا پھر وہ پلٹ گیا تھا
مبشرہ کی آنکھوں میں ٹھہرا آنسو گال پر پھسل گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”آدم سلطان کو مانگتی ہوں، اُس کی دور جاتی پشت کو دیکھتے اُس نے گویا حد کردی تھی وہ جلدی سے گال رگڑتے قدرے بلند آواز میں بولی۔

وہ ٹھہر گیا تھا دل بھی جیسے ٹھہر گیا ہو۔۔۔ وہ مسکرا ناچا ہوتا تھا۔۔۔ وہ پلٹ کر اُسے مسکرا کر دیکھنا چاہتا تھا لیکن۔۔۔ اُس ظالم لڑکی کا جملہ اُس کی مسکراہٹ سے بہت زیادہ وزنی تھا۔

”اُس کی منگنی ہے آج،“ بلاخر وہ پلٹ ہی گیا اُس نے اعتماد سے مبشرہ شاہ کے چہرے کو دیکھا اور ہلکی مسکان سے کہا ”جانتی ہوں!!“ مبشرہ کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا آنکھیں جل اٹھیں تھیں۔

”شعور رکھنے کے باوجود لا حاصل خواہشات رکھنے والے نقصان اٹھاتے ہیں“ وہ سمجھا رہا تھا۔

”آپ بہت نا سمجھ ہے، بمعنی لفظ نہیں سمجھتی“ وہ پتہ نہیں کون سا حوالہ دے رہا تھا البتہ اُس کے لہجے میں بہت اعتماد تھا اور آنکھوں میں مخصوص چمک۔

”مجھے سمجھا رہا نہیں بننا کسی کا فائدہ اٹھانا نہیں چاہتی“ وہ وہی کھڑی تھی جہاں اُسے روکا گیا تھا۔ اب اُس کی آنکھیں پھر سے گرم سیال سے بھرنے لگیں تھیں اُسے شیزا سلطان یاد آئی تھی۔۔۔ ہاں شیزا سلطان سمجھا رہا تھا اور اُس کا فائدہ اٹھا چکی تھی اُس سے منافقت رکھ چکی تھی۔

”پتہ ہے آپ کو وائے بی!“ یحییٰ کے لب ہلکے سے پھیلے تھے وہ اب دوستی پر اتر آئی تھی۔

”مجھے لگتا تھا ہم دوسروں کے لیے جیسا چنتے ہیں دوسرے بھی ہمارے لیے ویسا ہی چنتے ہیں لیکن میں غلط تھی“ اُس نے پلکیں جھپکیں وہ اُن آنسوؤں کو چھپانا چاہتی تھی جو یحییٰ شاہ کب کا دیکھ چکا تھا۔

”اب کیا لگتا ہے آپ کو؟“ اُسے ضبط سے لب بھینچتے دیکھ اُس نے پوچھا۔

”اب؟“ وہ قدرے پُر سوچ انداز میں اُسے دیکھ رہی تھی پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ بولی۔

”اب مجھے لگتا ہے ہم دوسروں کے لیے جیسا چنتے ہیں اللہ بھی ہمارے لیے ویسا ہی چنتا ہے“ اُس نے سر جھکا کر اٹھاتے ہوئے کہا اس بیچ آنسو کا قطرہ زمین پر گر چکا تھا۔

”خواہشات بجا ہے تو کرو! لیکن برعکس مت کرو“ وہ بے چین ہو گیا تھا اُس کی آنکھوں میں اترے آنسو کو دیکھ پھر گہرا سانس بھرتے بولا۔

”میری دعاؤں پر آمین کہو گے؟“ وہ اب اُس کی طرف آتے پوچھ رہی تھی پھر اگلے منظر میں وہ ساتھ چل رہے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”یہ جانتے ہوئے بھی کہ دعا کیا ہے!!“ اُس نے یحییٰ کی طرف نہیں دیکھا بس سیدھا چلتے ہوئے کہہ رہی تھی شاید وہ اُسے آزما رہی تھی۔۔۔

”آپ چاہتی ہیں تو“ آمین۔۔ آسمان میں تاریکی کو گھلتے دیکھ اُس نے لہجے کو حتی الامکان لڑکھڑانے سے باز رکھتے جملہ مکمل کیا اور دور کہی دل درد سے ہنکار بھرنے لگا۔

پھر اُس کے ساتھ چلتے مبشرہ شاہ کچھ دیر تک کچھ بول ناپائی رات کی تاریکی اپنے پر پھیلاتے اُن دونوں کے اندر بھی اندھیرا پھیلانے لگیں تھیں۔

”میں کل آؤٹ آف سٹی جا رہا ہوں شاید نکاح سے کچھ دن قبل واپس آؤں سوچ رہا ہوں نکاح کے بعد سسٹری کے لیے آؤٹ آف کنٹری چلا جاؤں۔۔ شاید آپ تب مجھے مس کریں“

لان میں آہستگی سے ساتھ چلتے اُن کا ایک چکر پورا ہو چکا تھا پھر قدم واپس موڑتے اُس نے اپنے جانے کی اطلاع دیتے آخر میں مسکرا کر ماحول کو ہلکا پھلکا کرنا چاہا۔

”مجھے کیوں بتا رہے ہیں؟“ ہاتھ میں بندھی ریسٹ وائچ کو دیکھتے اُس نے کہا تھا۔۔ پھر اُس کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔۔۔ اُس کا دل بند ہو رہا تھا۔۔ آج کیا واقعی وہ ہار گئی تھی آج شام ہی تو اُس کی منگنی تھی اور شام گزر چلی تھی۔۔۔

”اب سے عادت ڈالوں گا تو مستقبل میں مسئلہ نہیں ہوگا“ اُس شریر لہجے میں کہی بات پر ریسٹ وائچ کو دیکھتے وہ چونکی تھی اُس نے سراٹھا کر اُسے دیکھا۔

وہ کتنا اچھا تھا وہ اُسے ڈیزرو نہیں کرتی تھی۔

وہ یہاں یحییٰ شاہ کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی آدم سلطان کے پاس تھی۔۔۔ اُسے مزید گلٹ ہوا تھا وہ اُس کے لیے نہیں تھی۔

”آپ مجھے مس کرے گی اگر میں آؤٹ آف کنٹری چلا جاؤں؟“ اُسے یوں گم صم خود کو تکتا پا کر اُسے سوال پوچھا تھا۔

”میں مس کروں اس لیے آؤٹ آف کنٹری جائے گے؟“

وہ بے تکاسا مسکرائی تھی یحییٰ شاہ دھیرے سے جھکا تھا وہ یکدم اُس کے ایسے جھکنے پر پیچھے ایک قدم ہوتے پزل ہوئے اُسے دیکھ رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”ہاں۔۔!! اگر آپ وعدہ کریں مجھے مس کرے گی تو میں مر بھی سکتا ہوں“

وہ بات کرتے کرتے آخر میں مسکرا کر سیدھا ہوا تھا پھر سینے پر بازو باندھ لیے تھے۔

وہ کچھ لمحے بس خاموشی سے متحیر نظروں سے اُسے دیکھتی گئی۔۔۔

”ایسی فضول باتیں مجھے زہر لگتی ہیں“ اُس کی دھڑکن یکدم تیز ہونے لگی تھی وہ قدرے غصے سے بولی تھی۔

”آپ کو تو میں بھی پسند نہیں ہوں“ اُس کے لہجے میں کوئی غم نہیں تھا بلکل سرسری سا انداز تھا لیکن مبشرہ شاہ کو اُس کی بات کسی بر چھبی کی طرح چھبی تھی۔

”آپ۔۔!“ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی جب گلابے ساختہ اُسے دیکھتے رندھنے لگا تھا۔

”آپ بس میرے وجود سے صرف تکلیف اٹھائے گے وائے بی۔۔!! مجھے آپ سے محبت نہیں ہے اس کے

باوجود مجھ سے نکاح کی صورت میں بس میں آپ کو ہرٹ کروں گی۔۔ میں آپ کو ہرٹ کرنا نہیں چاہتی“ وہ

ہاتھ چہرے پر رکھتے رو دی تھی۔۔ اور پھر کئی لمحوں تک وہ روتی چلی گئی۔۔۔

وہ جانتا تھا ایسا ہو گا وہ جو کہہ رہی ہے وہ سچ ہیں وہ گلٹ میں رہے گی اور شاید آدم سلطان کی محبت میں گرفتار بھی

”اب بھی اُسے دعاؤں میں مانگے گی آپ؟“ اُس نے بہت مدھم آواز میں پوچھا تھا ساتھ ہی دل میں کہی کرچیاں سی چھبنے لگیں۔

مبشرہ نے ہاتھ چہرے سے ہٹائے آنسوؤں سے ترچہرہ تھا وہ زیادہ دیر نہیں دیکھ پایا۔

پھر چند لمحے اسے دیکھنے کے بعد وہ خاموشی سے سر جھکا گئی تھی کچھ بھی کہے 'سنے بغیر۔۔۔!! وہ بس اُس کے جھکے

سر کو دیکھتا رہا۔۔ وہ کچھ نہیں بولا تھا۔۔ وہ کچھ بول ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔

وہ خود سے زیادہ مبشرہ شاہ کو جانتا تھا۔۔ سواب بھی اس کی خاموشی میں چھپے اعتراف کو وہ بخوبی سمجھ رہا تھا۔۔ پھر

اُس نے لبوں پر زبان پھیرتے دھیماسا مسکرا نے کی کوشش کی۔۔ ہاں بس کوشش۔

وہ شروعات سے جانتا تھا اُس لڑکی کو۔۔ وہ لڑکی نمازوں کی پابند نہیں تھی ناہی وہ روز پانچ وقت پابندی سے

قرآن پڑھتی تھی ناہی کوئی وظیفے کرتی تھی۔۔۔

اب وہ یہ سب کچھ کرتی تھی پھر اُس کا اس حد تک اعتراف کرنا کوئی حیران کن عمل نہیں تھا۔۔ لیکن وہ حیرانگی

کے ساتھ بے بس بھی ہوا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کئی لمحیں خاموشی کی نظر ہوئے تھے وہ کچھ کہنا چاہتا تھا شاید اُسے جھنجھوڑ دینا چاہتا تھا اُسے چیخ چیخ کر بتانا چاہتا تھا تھا۔۔۔!! ”مبشرہ جی!! دیکھو میری محبت بھی منتظر ہے لیکن۔۔۔۔!!“ وہ خاموش ہی رہا۔

پھر وہ اتنی ہی خاموشی سے اُس کے قریب سے گزر کر آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔ ہاں بہت خاموشی سے۔۔!! وہ اُس کے پاس تھی لیکن قریب نہیں تھی، وہ اُس کے لیے مر سکتا تھا لیکن وہ اُس کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی تھی بہت اچانک ہی اُس نے ایک فیصلہ کر لیا تھا۔ اور پھر اُس کے سینے میں دائیں جانب کتنی ہی دیر درد کی ٹھیس اٹھتی رہی تھی۔۔

ہاں ٹھیس جو گماں پیش کر رہیں تھیں کہ اندر کہی بہت اندر کہی کچھ تو ٹکڑوں میں بٹ رہا ہے۔ اور اگلے دن وہ چپ چاپ صبح سویرے ہی چلا گیا تھا بغیر مبشرہ شاہ سے ملے۔۔۔! اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ بغیر اُسے ملے اُسے دیکھے گاؤں سے باہر گیا ہو۔۔

وہ حیران تھی اور غمگین بھی اُسے خود پر طیش آ رہا تھا وہ اُس کا دوست بھی تو تھا وہ کیوں اتنی پتھر دل بن جاتی تھی؟ ”دل بہت خطرناک ہے۔۔ دل واقعی بہت خطرناک ہے“



اُسی دن شام میں ایک عجیب واقعہ ہوا تھا ایسا اُسے لگا تھا وگرنہ تو یہ گھر والوں کے لیے اس حد تک عجیب نہیں تھا لیکن پریشان کن ضرور تھا۔۔۔۔ وہ یہ کہ یزدان کو بازو پر گولی لگی تھی گاؤں کے ہی ایک بگڑے امیر زادے سے اس کا جھگڑا ہو چکا تھا اور جھگڑا اس حد تک بڑا کہ دونوں ہاتھ پائی پر اتر آئے تھے اور اسی بیچ یزدان کی بازو پر فائر کرتے وہ لڑکا اب فرار ہو چکا تھا۔۔۔

بظاہر یہ اختلاف رائے سے ہوا جھگڑا تھا لیکن مبشرہ کو ایسا ہر گز نہیں لگا تھا وجہ اُس کے موبائل میں آنے والی وہ ای میل تھی۔!! یزدان کے کمرے سے اُس کی خیریت پوچھ کر وہ رات عشاء کے وقت اپنے کمرے میں آئی تھی۔ اُس کا ارادہ نماز ادا کر کے یونیورسٹی کا کام کرنے کا تھا لیکن ابھی تک ذہن کے تانے بانے آدم کے ساتھ ساتھ اب یحییٰ شاہ پر بھی الجھے ہوئے تھے اس لیے وہ اب ذہنی تناؤ میں تھی۔ دوسرا وہ شطرنج کی بساط۔۔ اور بلیوڈیزی۔! اُس نے آگے بڑھتے کمرے میں موجود واحد کھڑکی کھولی تو تازہ ہوا کے جھونکوں نے اُس کے کھلے بالوں کو ہوا کی دوش میں لہرایا تھا اُس نے ایک گہرا سانس بھرتے اعصابوں پر چھائی کثافت کو کچھ کم کرنا چاہا تھا۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ دور زرد روشنیوں کو جلتے دیکھ رہی تھی یکدم ہی اُس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا اُس نے پیچھے ہوتے فوراً سے کھڑکی بند کی تھی کل جب وہ تصویر اُسے اپنی ای میل پر ملی تھی وہ شاید اسی کھڑکی کے تھرو لی گئی تھی سو یکدم ہی اُسے گھبراہٹ نے آن گھیرا تھا۔۔۔

”اللہ ہے نا“ اُس نے گہرا سانس بھرتے خود کو تسلی دی اور دوپٹے کو سر پر ٹکاتے وہ واش روم کی جانب وضو کے ارادے سے بڑھی تھی جبکہ موبائل نوٹیفیکیشن پر اُس کے قدم خود بخود رک گئے۔۔۔۔۔

سر جھٹکتی وہ آگے بڑھی تھی کہ پھر سے نوٹیفیکیشن کی ٹون موصول ہوئی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے اُس کے بڑھتے قدموں کو کوئی روکنا چاہ رہا ہے۔۔۔۔۔ وہ لب بھینختی بیڈ کی طرف آئی اور ہاتھ بڑھا کر موبائل بیڈ سے اٹھایا تھا۔۔۔۔۔ موبائل آن کرتے ٹاپ پر اُسے ای میل کا نوٹیفیکیشن نظر آیا تھا اُس کا حلق یکدم خشک ہونے لگا اُس نے خود کو سنبھالتے نوٹیفیکیشن بارچیک کیا اور پھر اُس کا دل بے ساختہ گھبرا اٹھا تھا۔

”بساط صفرا ایک ایٹ سائن جی میل ڈاٹ کام (Basat01@gmail.com)“

وہی ای میل تھی اُس کی آنکھیں خوف سے پھیلی تھی اچانک اُسے ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے کوئی اُس کی ہر حرکات و سکنات پر بڑے توجہ سے نظر رکھ رہا ہے۔

اُس نے لب دانتوں میں دباتے ای میل اوپن کی تھی پچھلی بار کی طرح اس بار بھی کوئی ایٹیچ فائل تھی اُس نے وہ اوپن کی وہ ایک ویڈیو تھی۔۔۔۔۔

اُس ویڈیو میں کوئی انسان تھا ناجانے وہ لڑکی تھی یا لڑکا کیوں کہ اُس کے ہاتھوں پر کالے دستانے تھے اور اُس کے ہاتھ میں بلیو ڈیزی کے پھول تھے۔۔۔۔۔

مبشرہ شاہ نے لب مزید بھیج لیا وہ جو کوئی بھی تھا یا تھی اُسے اچھے سے جانتا یا جانتی تھی تبھی اُس کے ہاتھ میں بلیو ڈیزی کے پھول تھے۔۔۔۔۔

پھر ویڈیو مزید پلے ہوئی تھی اب منظر پر شطرنج کی بساط تھی اور اُس دستانے میں لپٹے ہاتھ سفید مہروں سے ایک چال چلی تھی۔۔۔۔۔!!

مبشرہ نے نا سمجھی سے اُسے دیکھا اُس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا کالے مہرے تو اُسے دیے گئے تھے پچھلے تحفے میں!!

اُس نے خشک لبوں پر زبان پھیری تھی پھر بے ساختہ اُس کے منہ سے چیخ نکلی تھی!!!

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ویڈیو میں کسی آدمی کو گولی ماری گئی تھی وہی دستانے میں لپٹے ہاتھ میں۔۔۔!! مبشرہ کا تنفس تیز چلنے لگا تھا اور بے ساختہ وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی موبائل بھی نیچے گر چکا تھا۔۔۔

اُس نے خوف سے زمین پر پڑے موبائل کو دیکھا۔

سکرین پر اب کالے اور سفید امتزاج کی بلی نظر آرہی تھی اور وہ ہاتھ اُس کی پیٹھ سہلا رہا تھا۔۔۔

اب سکرین آہستہ آہستہ بلیک ہوتے بند ہو گئی تھی وہ پھٹی پھٹی نظروں سے نیچے گرے موبائل کو دیکھ رہی تھی جس میں اب اُس کی ہی شکل دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔!

وہ ششہ تھی۔۔۔!! ایسا اُس کے ساتھ کیوں ہو رہا تھا اور ویڈیو میں گولی کس کو لگی تھی؟؟ وہ گولی کی ہی آواز تھی اُسے سننے میں کوئی غلطی نہیں ہو سکتی۔۔۔!! وہ جس خاندان سے تعلق رکھتی تھی اُس نے اب تک گولی چلنے کی آواز کئی بار سنی تھی۔۔۔

”مبشرہ“۔۔۔!! یزدان کمرے میں داخل ہوتے اُس کی جانب بڑھا تھا وہ جو ساکت کھڑی تھی اُس نے دھیرے سے سر اٹھا کر یزدان علی شاہ کو دیکھا اور پھر ہونق پن سے اُس کے بازو کو جہاں گولی لگی تھی۔۔۔۔!!

”مہرہ غلط چال چلے گا تو سزا پائے گا“ یہ جملہ اُس کے ذہن میں ہتھوڑے کی طرح برسنے لگا تھا تو کیا اُس نے غلط چال چلی تھی لیکن کب؟ کیسے؟ اُس نے تو بساط کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔۔۔

اُس کے ساتھ شطرنج کھیلی جارہی تھی وہ اس شطرنج کی کونین تھی اور اُس کے قریبی لوگ اُس کے مہرے تھے۔۔۔!! تو کیا یزدان بھائی کو گولی اُس کی وجہ سے لگی تھی؟؟ اُس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو کی لکیر پھسل گئی کب؟؟ کیسے؟؟ کیوں؟؟ اُسے علم ہی ناہوا۔۔۔

”مبشرہ کیا ہوا چیخنی کیوں ہو تم؟“ اُس کے کانوں میں فکر مندی میں ڈوبی مدھم آواز پڑ رہی تھی۔

”مبشرہ آل یو آل رائٹ؟؟“ یہ میراب سلطان تھی جو یزدان علی شاہ کے پیچھے ہی آئی تھی۔

”مبشرہ، مبش۔۔۔!!“ اُسے بالکل بے حس و حرکت دیکھ وہ اُس کا بازو پکڑے اُسے پریشانی سے پکار رہا تھا جب

وہ اچانک ہوش حواس سے بیگانہ ہوتی اُس سے پہلے زمین بوس ہوتی یزدان نے اُسے تیزی سے تھاما تھا۔۔۔!!

جس سے اُس کے بازو میں درد سا اٹھا جسے وہ نظر انداز کر گیا تھا۔

”مبشرہ۔۔۔!! گاڈ ڈیم اٹ“ اُس نے فوراً اُسے اٹھاتے بیڈ پر لٹایا تھا۔۔۔

”کھڑی کیوں ہو جلدی ڈاکٹر کو کال کرو“ وہ چیخنے کے انداز میں میراب کو بولا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”ہاں“ وہ فوراً کمرے سے باہر گئی تھی پھر اپنے موبائل سے اُس نے آدم کو کال کی تھی وہ زیادہ تر ہاسٹل رہی تھی سو اُسے یہاں کسی دوسرے ڈاکٹر کا نمبر نہیں پتا تھا اور پھر اُس کا بھائی ڈاکٹر تھا تو وہ کسی کا نمبر محفوظ کیوں رکھتی سو۔۔۔!!

”میں نے بھائی کو بلایا ہے“ وہ واپس مبشرہ کے کمرے میں آتی فکر مندی سے بولی۔

”تم نے اُسے کیوں بلایا؟“ مبشرہ کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتے یزدان نے ذرا کی ذرا گردن گھما کر اُسے غصے سے گھورتے کہا۔

”مجھے اور کسی ڈاکٹر کا نمبر نہیں آتا۔۔۔! اور وہ میرا بھائی ہے یزدان اب سب کچھ تمہارے سامنے ہے تو۔۔۔!“

”خاموش ہو جاؤ۔۔۔!! اس وقت میں ایسی کوئی فضول بحث نہیں چاہتا“ اُس نے سخت لہجے میں اُس کی بات کاٹی تھی۔ میرا بس لب بھینچ کے ہی رہ گئی۔

”مبشرہ میری جان آنکھیں کھولو“ وہ اُس کے چہرے کو تھپتھپاتے سخت پریشان تھا پانی کے چھینٹے مارنے پر بھی وہ ہوش میں نہیں آئی تھی۔

”میرا اب۔۔۔!! کیا ہوا اُسے سائیڈ پر ہٹو“ کمرے میں داخل ہوتے آدم نے میرا اب کو ایک نظر دیکھتے بیڈ پر بیٹھے یزدان کو دیکھا۔

”سائیڈ پر ہٹ جاؤ اس وقت میں صرف ایک ڈاکٹر کی حثیت سے یہاں ہوں“ یزدان کو سائیڈ پر ناہٹتے دیکھ اُس نے لب ایک دوسرے میں پیوست کرتے قدرے برہمی سے کہا۔

”بہتر ہے۔۔۔!! اور یہی مناسب ہے“ پتہ نہیں وہ کیا کہہ رہا تھا آدم سلطان نے اُس وقت اُسے نظر انداز کرنا ہی بہتر سمجھا تھا۔

یزدان کے ہٹتے ہی وہ بیڈ پر تھوڑا فاصلہ رکھ کے بیٹھا تھا اور احتیاط سے مبشرہ شاہ کے بازو کو تھامتے اُس کی نبض ٹٹولی تھی۔۔۔۔!!

”انہیں فوراً ہاسپٹل لے کر چلیں“ اُس نے کھڑے ہوتے کچھ پریشانی سے کہا۔

”کیا مطلب۔۔۔!! کیوں کیا ہوا ہے میری بہن کو؟“ بے چین لہجہ تھا۔

”ہاسپٹل لے کر چلو میں ادھر ہی بتاؤں گا“ اُس نے سائیڈ پر ہٹتے کہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہننے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پھر آنا فائیں ہی مبشرہ کو ہاسپٹل پہنچایا گیا تھا وہ ایمر جنسی میں تھی اندر آدم اُس کا چیک اپ کر رہا تھا جبکہ یزدان کے ساتھ میراب بھی باہر ہی تھی۔

”فکر مت کرو وہ ٹھیک ہو جائے گی“ اُس نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اُسے تسلی دی تھی۔
”ہمم“ وہ صرف ہنکار ہی بھر سکا تھا پھر میراب کو سمجھ نہیں آیا وہ اُسے کیا کہے شاید اُن کے رشتے میں آئی خانے اُن سے الفاظ بھی چھین لیے تھے۔

رشتوں میں انا آجائے تو خلا بھی خود بخود آجاتی ہے جیسے لازم و ملزوم۔۔۔!!
تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ وارڈ سے باہر نکلا تھا میراب اُسے دیکھتی یکدم اُس کی جانب بڑھی تھی۔
”بھائی کیا ہوا مبشرہ کو؟؟ کیا وہ ٹھیک ہے اب؟“ میراب کی فکر میں ڈوبی آواز پر یزدان بھی چونکتے ہوئے دوسرے لمحے اُس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

”بہت زیادہ سٹریس کی وجہ سے اُن کا پی پی شوٹ کر گیا تھا۔۔۔ حیرت ہے۔۔۔! اُن کی ایجنسی کے حساب سے ان کا پی پی شوٹ کرنا یہ کوئی نارمل بات نہیں ہے۔۔۔ ابھی وہ میڈیسن کے زیر اثر بے ہوش ہے ایک گھنٹے تک ہوش آجائے گا“

اُس نے میراب کو دیکھتے پوری بات تفصیل سے بتائی تھی جبکہ یزدان کو دیکھ وہ آخر میں کچھ طنزیہ ہوا تھا۔۔۔
اُس کی بات سنتے ہی یزدان کے ماتھے پر متفکر سے لکیریں ابھری تھی بھلا اُس کی بہن کو کس چیز کی ٹنشن ہو سکتی ہے۔

”بہتر“ اُس نے آدم سلطان کو دیکھتے قدرے بے رخی سے یک لفظی جواب دیا تھا جبکہ میراب کا ذہن بھی مبشرہ کی اس قدر طبیعت خرابی پر الجھا تھا۔

”تمہیں بھی ڈریسنگ کی ضرورت ہے۔۔۔!! نرس رخصانہ پلیز ٹریٹ ہم“ اُس نے دور سے آتی نرس رخصانہ کو آواز دی تھی جواب اُن کے قریب پہنچ چکی تھی۔

”اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اگر ایمر جنسی نہ ہوتی تو اپنی بہن کے معاملے میں بھی میں ہر گز تم سے مدد نہ لیتا“
اُس نے ذرا بد لحاظی سے کہا تھا میراب اُس کی بات سنتی لب بھینچ گئی۔

”ڈاکٹر۔۔۔!!“ پاس کھڑی نرس رخصانہ نے ہلکا سا آبرو آچکا یا تھا گویا پوچھ رہی ہو ”کیا وہ جائے یا نہیں“
”انہیں لے کر جائے۔۔۔!! فلحال یہ ایک پیشنٹ ہے اور پیشنٹ ہمیشہ ڈاکٹر کے انڈر ہوتا ہے“

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اُس نے بات کرتے کرتے یزدان کو دوسری بازو سے پکڑ کر ہلکا سا نرس رخسانہ کی طرف دھکیلا وہ جواب دہیاں میں کھڑا تھا اُس کی حرکت پر مشکل سے سنبھلا تھا۔

”کوئی زبردستی ہے؟“ وہ یکدم غصے سے پھرتے چینخا تھا۔

”زبردستی تو نہیں البتہ لحاظ سمجھو اپنی بہن کی مجھے پرواہ ہے جسے پتہ نہیں کیوں تماری پرواہ ہے۔۔۔۔! لیکن یہ اب زیادہ دیر نہیں چلے گا بھولومت۔۔۔!!“ اُس کے چینخنے پر اُس پاس کے لوگ متوجہ ضرور ہوئے تھے لیکن آدم اُن کی پرواہ کیے بغیر دبے دبے لہجے میں بات کہتے کہتے ادھوری چھوڑ چکا تھا۔

”اور چینچوں مت! مجھے ضدی لوگوں اور جانوروں دونوں پر مہارت ہے۔۔۔۔ اُس نے اب پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑسا تھا وہ صاف اُسے زچ کر رہا تھا۔

”تمیز کے دائرے میں رہ کر بات کرو ہمیشہ تمھاری عمر کا لحاظ نہیں کروں گا“

یزدان نے انگلی اٹھاتے اُسے قہر بھری نظروں سے دیکھا جبکہ میراب بس لب کچل کر رہ گئی۔

”بھائی۔۔! اور یزدان آپ خدا کے لیے دیکھ لیں ہم کھڑے کہاں ہے اور کیوں ہیں“ اُس نے قدرے جھنجھلا کر دونوں کو باز رکھنا چاہا تھا۔

”اب بھی وقت ہے میراب سوچ لو“ آدم نے کہا اور نرس رخسانہ کو اشارہ کرتا وہ خود وہاں سے چلا گیا تھا۔

”یزدان پلیز تمھارے بازو سے دیکھو خون بہہ رہا ہے ابھی زخم تازہ ہے تکلیف ہوگی پھر“ اُس نے فکر مندی سے یزدان کو دیکھتے کہا جس کا چہرہ غصے سے قدرے سرخ ہو رہا تھا۔

”واقعی۔۔۔!! تکلیف تو مجھے بے حد ہو رہی ہے خیر اپنے بھائی کی باتوں پر عمل کرو اور سوچو تم“ وہ گویا مرچیں چبارہا تھا میراب بس اُسے دیکھتی رہ گئی۔

وہ دونوں لوگوں کے درمیان خامخواہ پس رہی تھی۔۔۔

”چلیں اس طرف آئیں“ نرس رخسانہ نے قدرے افسوس سے میراب کو دیکھا جو اپنی جگہ شرمندہ سی ہو کر رہ گئی تھی پھر یزدان کو کہتی وہ ایک جانب چلنے لگی تو یزدان بھی اُس کے پیچھے ہو لیا تھا۔۔۔۔

گو کے نرس رخسانہ کو وہ بہت پہلے سے اور بہت اچھے سے جانتی تھی اور اُن میں اچھی علیک سیلک تھی مگر پھر بھی اُس کے سامنے اس قسم کی بے وقوفی کی امید وہ نہ تو یزدان سے رکھتی تھی اور نہ ہی آدم سے۔۔۔۔

سو پہلے تو وہ آدم سے بات کرنے کا ارادہ رکھتے اُس کی کین کی جانب بڑھی تھی۔



مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

Episode 19

”اندر آسکتی ہوں؟“ اُس نے کھلے دروازے کو ہاتھ کی دو انگلیوں سے بجاتے پوچھا۔

”تمہیں کب سے اجازت کی ضرورت پڑ گئی؟“ وہ فائل کے ورق پلٹ رہا تھا اُس نے نظر اٹھا کر دروازے کی جانب نہیں دیکھا وہ لب بھینچے اندر آئی تھی پھر میز کے سامنے رکھی دو کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔ وہ کچھ نہیں بولی تھی بس آدم سلطان کو دیکھ رہی تھی جواب آنکھوں پر گلاس درست کرتے فائل بند کرتے میز پر رکھ چکا تھا۔

”کہو“ اُس نے ہاتھوں کو باہم جوڑتے میز پر رکھا پھر وہ اپنے انگوٹھیوں سے کھیلنے لگا ہوا۔

”آپ کو ایسے بات نہیں کرنی چاہیے“ وہ بغیر لگی لپٹی کے بولی لہجہ بھی کچھ برہمی لیے ہوئے تھا۔

”کس سے؟“ وہ یکسر انجان بن گیا۔

”آپ اچھے سے جانتے ہیں میں کس کی بات کر رہی ہوں اور وہ میرا شوہر ہے“ اُس نے لہجہ کو تیز ہونے سے روکا

”تو تم یہاں سفارش کرنے آئی ہو؟ اگر ایسا ہے تو تم غلط جگہ اور غلط بندے پر اپنا وقت برباد کر رہی ہو“ اُس کا لہجہ دو ٹوک تھا۔

”بھائی!!“ حیرت و تنبیہ سے ملی جلی آواز۔

کبھی کبھی اُسے ایسا معلوم ہوتا تھا وہ آدم سلطان سے واقف نہیں ہے کبھی کبھی وہ اُس کو خود سے بالکل انجان بنا دیتا تھا۔

”ویسے بھی تمہیں غلط شخص کو چننے کی عادت ہو گئی ہے میرا اب“ وہ اب میرا اب کو کچھ خفا خفا سا لگا پہلے پہل وہ اس کے فیصلے پر اس کے ساتھ کھڑا تھا لیکن اب۔۔!! اب ایسا نجانے کیا ہو گیا تھا۔

”وہ صرف غلط فہمی میں ہے“ اُس کی بات گو کے درست تھی لیکن اُس نے دبا دبا سا احتجاج کیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”واقعی؟ وہ تم سے بدلہ لے رہا ہے تمہیں کیا لگتا ہے میں اتنا ہی تم سے غافل ہوں؟ نہیں میرا اب سلطان میں اپنی چیزوں اور رشتوں سے غافل نہیں ہوتا۔۔۔!! تمہیں اُسے چھوڑ دینا چاہیے اب“

وہ بات کرتے کرتے تلخ ہو گیا تھا آخر میں اُس نے حتمی لہجے میں بغیر اُس کے جذبات کی پرواہ کرتے کہا۔
”بھائی!!“ وہ بے یقینی اور رندھی رندھی آواز میں تقریباً چیخی تھی۔

”پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے اب تم ڈوب بھی سکتی ہو اور میں ایسا نہیں چاہتا میں تمہارے لیے بالکل ایسا نہیں چاہتا۔ میں اُسے صرف تمہاری وجہ سے مار جن دے رہا ہوں ورنہ تم بہتر جانتی ہو ہمارے گھر میں کیا ہو رہا ہے“
لہجہ اب بھی دو ٹوک تھا اُس کی آنکھوں کے گوشے سرخ ہو رہے تھے یکدم اُس کی بھوری آنکھوں میں کرب تیرنے لگا۔

”میں چاہتا تھا تم زندگی جو اور تم گزار رہی ہو“ وہ لب بھینچ گیا تھا اب میرا اب سر جھکا گئی۔ بے بسی صاف جھلک رہی تھی۔
”پھر بھی“ اُس نے جھکے سر کے ساتھ مدھم آواز میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔!! اُس نے پیپر ویٹ گھمایا اُس کا لہجہ یکدم بدلتے اب بہت پر سکون سا تھا میرا اب نے سراٹھا کر اُسے دیکھا۔

”کر لو آخری کوشش۔۔۔ لیکن دھیان رکھنا تم مجھے بہت عزیز ہو میرا اب تم پر کوئی رسک نہیں آنا چاہیے“
اُس نے گھومتے پیپر ویٹ کو دو انگلیوں سے روکا۔

”خود کو خالی مت کرنا“ اُس نے جیسے نصیحت کی تھی وہ کچھ نہیں بولی۔۔۔ کیا وہ کچھ بول سکتی تھی؟ نہیں! بالکل نہیں!
”انادودلوں میں خلا پیدا کرتی ہے اور خلا آجائے تو رشتے چلتے نہیں گھسیٹے جاتے ہیں۔۔!! اور رشتے بھاری ہوتے ہیں“
اُس نے بات ختم کرنے والے انداز میں کہا۔۔۔ وہ بس اپنے بھائی کو دیکھتی رہی تھی پھر وہ مسکرائی ایک پھیکی سی مسکراہٹ!

”وہ نصیحتیں ہمیشہ آپ کو تکلیف کے ساتھ شرمندہ کرتی ہیں جن کی حقیقت آپ جانتے ہوں“ کسبن میں گہری خاموشی چھا گئی تھی دونوں میں سے کوئی بھی کچھ نہیں بولا کچھ بولنے کو تھا ہی نہیں وہ بظاہر اطمینان سے بیٹھا تھا اور

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ شرمندگی دور کرنے کو پھیکا سا مسکرا رہی تھی۔ جو رشتے جو آپ کو دوسروں کے سامنے شرمندہ کریں اُن سے بروقت سنبھل جانا چاہیے۔

”کیا آپ نے منگنی کر لی؟“ آگے کو جھکتے اُس نے پین اٹھا کر میز کی سطح پر کچھ لکھتے پوچھا تھا لہجے میں کوئی شکوہ نہیں تھا۔

اُس کے ہاتھ میں جب بھی پین ہوتا اور وہ فارغ ہوتی تو وہ پھول بناتی تھی یا پھر دل اور اب ”یزدان“ وہ اپنی ہتھیلی پر لکھ رہی تھی۔۔۔ وہ اب بھی محبت میں تھی۔

”بہت جلدی ہو اسب۔۔۔ ایم سوری تمہیں نہیں بلا سکا“ اُس نے قدرے نرمی سے کہا۔

”کیا فرق پڑتا ہے بھائی ایک رشتے سے امید ٹوٹ جائے تو سب رشتوں سے ٹوٹ جاتی ہے پھر فرق نہیں پڑتا“ اُس نے پین واپس رکھا اور کرسی پیچھے کھسکا کر اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہتی پلٹ گئی۔

آدم سلطان اُسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا وہ ناراض ہو چکی تھی اور آدم کو اُس کی ناراضگی سے بہت فرق پڑتا تھا وہ اُس کی بہن تھی وہ بہن جسے اُس نے بیٹی بنا کر پالا تھا اور اب جب وہ غلط فیصلے لے رہی تھی وہ چپ چاپ کیسے اُسے دلدل میں اترتے دیکھ لیتا۔؟

اُس نے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنی رنگ کو دیکھا پھر وال کلاک کو دیکھتے وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔



۔ وہ اک دیوانی سی لڑکی

ہاتھ میں فائل تھا مے وہ اُس پر کچھ لفظ گھسیٹتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تھا اُس نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر بیڈ پر آنکھیں بند کیے لیٹی لڑکی کو دیکھا پھر واپس فائل پر جھکتے وہ کچھ لکھنے لگا اتنے میں وہ اُس کے بیڈ کے نزدیک پہنچ چکا تھا اُس نے فائل بند کرتے سائیڈ ٹیبل پر رکھی۔

۔ کسی سے پیار کر بیٹھی

پھر اُس نے ہاتھ میں بندھی ریسٹ وائچ کو دیکھ لے بعد واپس ایک نظر اُس لڑکی پر ڈالی تھی گھنٹے سے اوپر وقت ہو چکا تھا اُسے اب تک ہوش آ جانا چاہیے تھا لیکن اُس کی آنکھیں ہنوز بند تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

۔ نہیں سوچا کبھی اس نے

اُس کے ماتھے پر متفکر سی لکیریں ابھریں اُس نے ہاتھ بڑھاتے ڈرپ میں جکڑا اُس کا بازو اٹھاتے اُس کی نبض چیک کی تھی نبض تو پروپر چل رہی تھی۔

۔ کسی کی وہ امانت ہے

اُس نے بے ساختہ نظر اُس کے چہرے پر ڈالی تھی پھر وہ تھوڑا آگے کو سر جھکاتے اُسے دیکھنے لگا اُس کا ہاتھ اب بھی اُس کے ہاتھ میں تھا اُس نے دیکھا اُس لڑکی کی پلکوں میں بڑی واضح لرزش آئی تھی اور دوسرے لمحے اُس نے محسوس کیا اُس لڑکی کی نبض بہت تیز چل رہی تھی۔

بے ساختہ اُس نے مشین کی طرف دیکھا جہاں اُس کی دھڑکنوں کی رفتار عیاں ہو رہی تھی جو معمول سے زیادہ تیز تھی اُس نے دوسرے لمحے اُس کا ہاتھ چھوڑ دیا وہ سخت جھنجھلا گیا تھا۔

”آپ اپنی آنکھیں کھولیں“ اُس نے سنجیدگی سے کہا۔

”محترمہ آنکھیں کھولیں اپنی آپ کی پلکوں کی جنبش آپ کی بند آنکھوں کا ساتھ نہیں دے رہی“ اُس نے وائٹ کوٹ کی پاکٹ میں ہاتھ میں پکڑا پین رکھا۔

مبشرہ شاہ نے دھیمے سے آنکھیں کھولیں تھیں وہ دس منٹ قبل ہوش میں آچکی تھی قدموں کی چاپ پر اُس نے آنکھیں بند کیں تھیں یہ سوچ کر کے شاید اُس کے گھر والے ہوں اور فلحال وہ کچھ سوچنا یا جواب دینا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ مگر۔۔۔!! اُس شخص کو اندر آتا دیکھ کر اُس نے جو آنکھیں بند کیں تو کھولنے سے گریز ہی برتا تھا۔

”آپ کی ہارٹ بیٹ معمول سے زیادہ تیز ہے آپ ذرا گہرا سانس لیں“ اُس نے پرو فیشنل انداز میں کہا تھا مبشرہ کو سسکی محسوس ہوئی اُس نے اُس کے چہرے کو دیکھتے گہرا سانس بھرا۔

پھر غیر متوقع طور پر ہی اُس کی نظر آدم سلطان کے ہاتھوں پر گئیں تھیں اُس کا بایاں ہاتھ۔۔۔ ہاں بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں موجود رنگ۔۔۔ وہ گہرا سانس کھینچتے کھینچتے رک گئی وہ سانس نہیں لے پائی تھی۔

”گہری سانس بھریں!!“ اُسے یک ٹک ایک ہی حالت میں دیکھ کر اُس نے کہا۔

”محترمہ گہری سانس بھریں“ وہ کچھ کہہ رہا تھا اُس کے لہجے میں الجھن کے ساتھ پریشانی بھی در آئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”مجھے سن رہی ہیں آپ“ اُس نے اس بار اُس کی جانب قدرے جھک کر کہا مبشرہ شاہ نے خالی خالی آنکھوں سے اُس کے خود کی جانب جھکے چہرے کو دیکھا اور پھر اُس کے بائیں ہاتھ کی انگلی میں موجود رنگ کو۔

اُس نے بہت بے دم سانس چھوڑا پھر اُس نے خالی نظروں سے آدم سلطان کو دیکھا اُس نے آنکھیں میچ لیں۔۔۔ بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں موجود ایک گولڈ کی رنگ اُس کے ذہن کے پردوں میں لہرانے لگی۔

دوسرے ہی لمحے مبشرہ شاہ نے سانس کھینچنا چاہا تھا پر اُس کے تصویر کے پردوں نے آدم سلطان کو شیز سلطان کے ساتھ جوڑ دیا۔۔۔ پھر سانس اُس کے سینے میں اٹکتا چلا گیا۔

”محترمہ۔۔۔!! کیا ہو رہا ہے آپ کو۔۔!! نرس، نرس، خسانہ“ اُس نے بے اختیار اُس کا کندھا ہلایا۔

پھر وہ گھوم کر بیڈ کی دوسری جانب گیا تھا مبشرہ شاہ نے پانیوں سے بھری آنکھیں کھولیں تھیں وہ اٹکتے سانس کو بحال کرنے کو تڑپ رہی تھی۔

اُس نے آنکھوں سے نکلتے قطروں اور اٹکتی سانسوں کے درمیان اُسے کوئی انجیکشن خود کو لگاتے محسوس کیا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ اُس کی دھڑکن معمول پر آنے لگی لیکن دل اب معمول پر نہیں آسکتا تھا۔

”میں آدم سلطان کو چاہتی ہوں وائے بی اُس سے محبت کرتی ہوں۔۔!!“

”لیکن میں آدم سلطان سے ہی محبت کرتی ہوں“

”میں آپ سے محبت نہیں کرتی یحییٰ“ سانسیں ہموار ہوتے ہی خود کے بولے کئی جملے آس پاس غم کے بادلوں کی طرح چھا گئے اُس کا دم گٹھنے لگا۔

”یہ کیا بے وقوفی ہے“ اُس نے لب بھینچتے سکرین پر اُس کی نارمل ہارٹ بیٹ کو دیکھتے قدرے سختی سے پوچھا

”آدم سلطان کو مانگتی ہوں میں“ اُس نے جیسے آدم کی بات سنی ہی نہیں تھی وہ تو جیسے بہت دور کہیں ریت کے سمندر میں الجھی تھی وہ ریت کا سمندر جو اُس کے تلخ ولا پر واہ لفظوں سے تپتے اُسے اب جھلسانے لگا تھا۔

”لہجے لوٹ کر آتے ہیں پھر تلخ لہجے تو ضرور لوٹ کر واپس آتے ہیں“

”پُر سکون رہیں اس طرح آپ سٹریس لیتی رہیں تو یہ بہت مضر ہیں آپ کی صحت کے لیے“ وہ اب قدرے نرمی سے کہہ رہا تھا مبشرہ نے آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”آپ نے کہا تھا آپ مجھے مشکل سے نکال لیں گے!“ لب بھینچتے اُس نے آدم کو دیکھتے اُسے یاد کروایا تھا۔
آدم سلطان کئی لمحے خاموش رہا یہ سوال اُس کے لیے غیر متوقع تھا وہ کہنا بھی چاہتا تھا کہ اس بات کا یہاں کیا تعلق
لیکن پھر۔۔۔۔۔

”جی،“ اُس نے بس اتنا ہی کہا۔

”کیا اب بھی آپ اپنی بات پر قائم ہیں؟“ اُس نے بغور اُسے دیکھتے پوچھا وہ سفید بٹنوں والی شرٹ کے نیچے بلیک
پینٹ پہنے ہوئے تھا بال سلیقے سے سیٹ تھے آنکھوں پر گلاس بڑی نیچ رہی تھی اور پھر ڈاکٹری کا سفید رنگ کا
کوٹ پہنے وہ خاصا اچھا دکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

”اب بھی؟“ اُس نے بایاں آبروا اٹھایا وہ اب زیادہ اچھا لگ رہا تھا۔۔۔

”اب جبکہ۔۔۔!“ روانی سے بولتے وہ رک گئی وہ سمجھ گیا تھا وہ بہت پہلے سمجھ گیا تھا پھر نظر انداز کر دینا تو اُس کا
خاصا تھا ناں سو۔۔۔ نظر انداز ہو گیا۔

”آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟“ اُس نے ذرا کی ذرا گلے میں ڈالے سٹیھتو سکوپ کو درست کرتے کہا یا بس یوں ہی خود
کو مصروف ظاہر کیا۔۔۔

اُس کی بھوری خاموش آنکھیں اب اوپر کو اٹھتیں مبشرہ شاہ کے چہرے پر خاموشی سے ہی ٹک گئیں اُس کی بھوری
آنکھیں زیرک تھیں وہ اندر کے راز اچھے سے جان لیتی تھیں پھر اب۔۔۔؟؟
وہ بے حس بن رہا تھا۔۔۔ ہاں شاید بے حس اور پھر انجان۔

”اب جبکہ“ جبکہ آپ کی منگنی ہو چکی ہے“ اُس نے آنکھیں اُس کے چہرے پر ٹکائے ہی بولنے کی کوشش کی تھی
لیکن کیا یہ اتنا آسان تھا۔۔۔؟ وہ آنکھیں پھیر گئی بائیں آنکھ سے آنسو کا قطرہ بالوں میں چپکے سے جذب ہو گیا۔۔۔ نہ
مبشرہ کو علم ہوا نہ آدم کو۔۔۔۔۔

”میں اپنے کہے الفاظ پورے کرتا ہوں“ اُس نے بہت اعتماد سے کہا تھا مبشرہ نے نظریں واپس پھیر کر اُسے دیکھا
”اور کچھ؟“ اُس نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑستے پر سکون انداز میں پوچھا ہاتھ اڑسنے کی وجہ سے لیب کوٹ
دونوں طرف سے قدرے پیچھے کو ہوا۔۔۔ وہ اب بھی اچھا لگ رہا تھا۔

”کیا پوچھ سکتی ہوں؟“ اُس کی سانسیں اب ہموار تھیں وہ اُس سے بات کر رہا تھا اُسے اچھا لگ رہا تھا وقتی طور پر اُس
کے ذہن سے سب کچھ جھٹک گیا۔۔۔ شاید محبت ایسی ہی ہوتی ہے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

”ہم فیملی فرینڈز ہیں آپ پوچھ سکتی ہیں،“ اُس نے ہلکے سے شانے جھٹکے تھے۔

”کیا شیز اسلطان سے!! محبت ہے آپ کو،“ اُس نے ٹھہر کر پوچھا آس بھری نظریں اُس کے چہرے پر جمیں تھیں

”نہیں،“ اُس نے سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں جواب دیا تھا بغیر سوچے۔۔۔۔! مبشرہ کے لب نامحسوس انداز

میں پھیلے پھر واپس سمٹ گئے۔ وہ اس وقت تمام چیزوں کو فراموش کر چکی تھی اُس کی منگنی وہ بلیوڈیزی کے پھول

، ای میل، بساط سب کچھ شاید پسندیدہ شخص سب کچھ فراموش کر دیتا ہے۔۔ اُس نے بھی فراموش کر دیا۔

وہ اب بھی اُسے مانگ سکتی تھی۔ آہ وہ اُس کے معاملے میں کتنی باہمت تھی۔۔۔ باہمت اور کم عقل۔

”اب آپ ریٹ کریں،“ وہ دھیمہ مسکرایا مبشرہ نے بغور دیکھا وہ واقعی مسکرایا تھا بہت دھیمی اور نرم مسکراہٹ تھی۔

”میں کب تک گھر جاؤں گی؟“ اُس نے پُر جوش انداز میں پوچھا۔ اُس کی آنکھوں میں لاکھوں دیوں کے جیسی چمک

تھی۔ وہ پلٹ کر واپس جا رہا تھا پھر واپس چہراموڑ کر اُسے دیکھا۔۔۔

ہاسپٹل کے اس کمرے میں یکدم ہی کئی رنگ برنگی روشنیاں بھر گئیں۔

”کل صبح،“ اُس نے کہا۔

”رات کو کون رکے گا؟“ بات کھینچی جا رہی تھی۔

”آپ کی فیملی میں سے کوئی ظاہر ہے،“ اُس نے دائیں شانہ آچکا یا وہ کتنی بے تکی باتیں کرتی ہے۔

وہ قدرے چونکا بھی تھا وہ یکدم اتنی پُر جوش کیسے ہو گئی وہ انیس سال کی لڑکی تھی اور انیس سال کی لڑکیوں کو وہ

صرف بچکانہ حرکتیں کرنے والی لڑکیوں کے زمرے میں لاتا تھا۔۔۔ ہاں بے وقوف اور پچکانہ اور وہ شاید ایسی

ہی تھی آدم سلطان اُس کی پہلی چاہت تھا کم فہمی کی پہلی چاہت جسے اُس نے عزت نفس گنوا کر چننا تھا۔

عزت نفس اور محبت سکے کے دو الگ پہلوں ہوتے ہیں آپ ایک کو مکمل دیکھیں گے تو دوسرا چھپ جائے گا۔

”اور ڈاکٹر میں سے؟“ اُس نے لب کاٹا تھا ایک سیکنڈ پھر دانتوں سے آزاد کر دیا۔

”نرس رخسانہ“

”مممم“ وہ دونوں لبوں کو کافی حد تک میچتے ہنکارا بھر گئی۔

”معذرت آپ کو دیری ہو رہی ہو گی آپ جائیں،“ اُس نے سنجیدگی سے کہا اُس نے خود کو کمپوز کیا۔ وہ کیا کرنے جا

رہی تھی کیا وہ اپنے جذبات اُس پر کیسے عیاں کر رہی تھی جبکہ اُس کی منگنی اُس کی دوست سے ہو چکی تھی۔۔۔

اُسے گلٹ ہوا تھا پھر اُس نے سر جھٹکا وہ صرف اللہ سے اُسے مانگے گی بس اُس نے سوچا تھا پھر سر اثبات میں ہلایا

ہاں یہ بہتر تھا۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

A Novel by KoH Novels Urdu

کچی عمر کی محبت کم عقل ہوتی ہے عقل سے خالی بس اُس میں سینچے گئے جذبات خالص ہوتے ہیں بہت خالص۔
اُسے اب گھر جانے کی جلدی مچ چکی تھی وہ گھر جاتے پھر سے ایک بار اُسے اللہ سے مانگنے کا سلسلہ شروع کرنا
چاہتی تھی وہ نصیب کے بدل جانے پر بضد تھی۔۔۔

”کبھی کبھی انسان اللہ سے اپنی کم عقلی و بے صبری میں اپنے بہترین نصیب کو بدل دینے کی دعائیں کر رہا ہوتا ہے“
اُس نے آنکھیں موند لیں اُس کے لب ہل رہے تھے وہ کچھ مانگ رہی تھی وہ آدم سلطان کو مانگ رہی تھی۔۔۔
ہاسپٹل کے بیڈ پر لیٹے مبشرہ شاہ نے واقعی بہت کچھ فراموش کر دیا تھا۔



جاری ہے۔۔۔

ناول اتنا بھی کچھ سلو نہیں جا رہا پلیرز اسٹٹائم آپ لوگوں کی باتوں میں آکر ہم نے اپنے ناول
کو خراب کر لیا تھا کچھ وضاحت نہیں ہوئی تھی اب ہمیں سکون سے لکھنے دے اور دھیان سے #مبشرہ کے کردار
کو فالو کر کے آپ ایک ہم بات سیکھے گے سو  